पादरी स्वी दिल्लत साहब को
बहसो तालीम

تعلیم
سوسائٹی لاہور
ECKED 1973
Initials

ودنی سی۔ ولٹ صاحب کی بچتی تعلیم

کا اُردو ترجمہ

جس کو

پنجاب ورنیکلر کتھولک ٹرتھ سوسائٹی لاہور

نے نظر ثانی کر کے

علمی پرنٹنگ پریس ہسپتال روڈ لاہور میں چھپوا کر شائع کیا

بار دوم .... قیمت

72

Nihil obstat,
Fr. Arnold, O,C,
Censor librorum
Lahore die 1a Aprilis 1937.

Imprimatur,
H. Catry, O,C.,
Episcopus Lahorensis.
Lahore die 1a Aprilis 1937

...ہبی مباحثہ کی ضرورت کے وجوہ اور فوائد

س ۔ کیا ایک سے زیادہ سچّا مذہب ہو سکتا ہے ؟

ج ۔ نہیں۔ خدا حق ہے۔ اس لئے وہ ایسی تعلیم نہیں دے سکتا۔ جو ایک دوسری سے متضاد ہو۔ اس کی ...ت سے ایک ہی الہام ہُوا ہے۔ اور اس الہام کے صرف ایک ہی معنی ہو سکتے ہیں۔

س ۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے ؟

ج ۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ چونکہ یسوع مسیح نے صرف ایک سچّا مذہب قائم کیا۔ اس لئے اس کی ایک ...چی کلیسیا ہے۔ اور اس لئے ہم سب کا فرض ہے۔ کہ اس کلیسیا میں داخل ہوں۔ اور اس کلیسیا کے افراد ہی ...ہ مسیحی ہیں۔

س ۔ لفظ مسیحی کے کیا معنی ہیں ؟

ج ۔ لفظ مسیحی کے معنی "یسوع مسیح کے شاگرد" کے ہیں۔ یہ نام عموماً ان اشخاص کو دیا جاتا ہے۔ جن کو بپتسمہ ...ہ۔ خواہ وہ عملاً مسیح کو مانتے ہوں یا نہ اور خواہ ان کا تعلق سچی کلیسیا سے ہو یا کسی بدعتی فرقہ سے۔ لیکن یہ بلحاظ حیثیت ...زوں ہے۔ کیونکہ صرف وہی اشخاص اُس جلالی لقب رکھنے کے مستحق ہیں۔ جو یسوع مسیح کی کل مکاشفہ شدہ ...ئیوں کو مانتے ہوں۔ اور اس کے سب حکموں کی پابندی کرتے ہوں۔

س ۔ مسیحی جماعت میں اس قدر فرقے کیوں ہیں ؟

ج ۔ انسان قدرتاً پابندی سے گھبراتا ہے۔ اور گو خداوند کا جوا ملائم اور اس کا بوجھ ہلکا ہے۔ تاہم مذہب ...دے بعض ایسے بھیدوں پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ جو بظاہر بعید از عقل معلوم ہوتے ہیں۔ ہر زمانے اور ہر ...میں بعض لوگوں نے اس جوئے کو اپنے اوپر سے اتار ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اس وجہ سے ہلاک ہونے ...لے فرقے جو مذہبی جنون اور مذہبی تشدد کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔ اور بوجہ جہالت جاری اور قائم رہتے ہیں ...آئندہ نسلیں سچی کلیسیا سے باہر رہتی ہیں۔ کیونکہ ان کے باپ دادوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ چونکہ اُن کو دینیات ...بے قاعدہ غلط طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ کلیسیا کی اصلیت اور ماہیت سے واقف نہیں ہو ...۔ بہت سے پروٹسٹنٹوں کو پکا یقین ہے۔ کہ کاتھولک اصحاب مقدسوں اور اُن کے مجسّموں کی پرستش

کرتے ہیں۔ اور وہ پاک نوشتوں کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اور بہ نسبت مسیح کے اپنے نیک کاموں پر زیادہ بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور پاپائے اعظم اس امر کا مجاز رکھتا ہے۔ کہ گناہ کرنے کی اجازت دے۔ غرضیکہ اسی قسم کی اور بہت سی جھوٹی باتیں سکھاتے ہیں۔

س۔ اتنے فرقوں کے ہونے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اتنے فرقوں کے ہونے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ مختلف مذہبی تعلیمات پر خواہ مخواہ بحث چھڑ جاتی ہے۔ کیونکہ یہ نفسانی خواہشوں۔ تعصب۔ اور گمراہی کے غلام یعنی بدعتی۔ مُفترق[1] اور بے ایمان لوگ ہمیشہ سچے مذہب اور اس کے مسائل سے انکار کیا کرتے ہیں۔

س۔ کیا کاتھولک لوگ مذہبی مباحثوں سے گھبراتے ہیں؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اُن کی بڑی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی اُن کے مذہب کے بارے میں اُن سے دریافت کرے۔ کیونکہ اُن کو خوب معلوم ہے۔ کہ جس قدر ان کی تعلیم کی تحقیق اور تفتیش کی جائے گی۔ اسی قدر طالبانِ حق کے دلوں پر اس تحقیق کا اثر پڑے گا۔

س۔ کیا ضروری ہے کہ ہر کاتھولک شخص مباحثہ میں ماہر ہو؟

ج۔ مقدس پطرس کہتا ہے۔ کہ "ہر ایک کو جو تم سے اُس اُمید کی دلیل جو تم میں ہے پُوچھے جواب دو" (۱ پطرس ۳: ۱۵) اس لئے ہر ایک کا فرض ہے۔ کہ اپنے آپ کو گمراہی کے خطرہ سے بچانے کے لئے حتی المقدور بڑی بڑی سچائیوں اور کاتھولک مذہب کے اصلی دلائل اور بنیادی سچائیوں سے واقف ہو۔ لیکن یہ خاص طور پر ان لوگوں کا فرض ہے۔ جن کو بدعتیوں کے ساتھ باتیں اور گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ بھی بدعتی اور دائمی ہلاکت کے فرزند بن جائیں۔ مقدس پطرس کے الفاظ کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں۔ کہ کاتھولک لوگ اپنے مذہب کی صداقت کے ثبوت میں جا بجا بحث و مباحثہ کرتے پھریں۔ اور جو شخص ملے اس سے اس بات کا تقاضا کریں۔ کہ اپنے عقائد کے ثبوت پیش کرے۔ بلکہ یہ معنی ہیں۔ کہ ہر کاتھولک کو بدعتیوں کے حملہ سے اپنے مذہب کی حمایت کرنی چاہیئے۔ جب تک کہ کوئی خود حملہ نہ کرے۔ تب تک بہت ہی کم لوگوں کو اور وہ بھی کبھی کبھی بحث کرنے کی ضرورت پیش ہوتی ہے۔ بدعتیوں اور منکروں کا کاتھولک

[1] مفترق۔ سے مراد فرقہ یعنی جدائی اختیار کرنے والا ہے۔ مفترق وہ شخص ہیں۔ جو پاک کاتھولک کلیسیا کی سب تعلیموں کو مانتے ہیں۔ لیکن مقدس پطرس کے جانشین یعنی پاپائے اعظم کے تابع نہ ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کاتھولک کلیسیا سے

ختم دیں - ۶۰

مذہب قبول کرنا خاص ربانی فضل کا نتیجہ ہے۔ دیرینہ تجربہ سے ثابت ہے۔ کہ عام طور پر بحث و مباحثہ کسی کو راہِ حق پر نہیں لاتا۔ اور ہر حالت میں کاہن اور دوسرے لوگوں کا صرف یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے گمراہ اور بھٹکے ہوئے بھائیوں کے لئے دُعا مانگیں۔ کہ وہ راہِ راست پر آجائیں۔ مگر جب کہ تھولک مذہب پر حملہ کیا جائے۔ تو صورت بدل جاتی ہے۔ ایک صادق دل فرزند کبھی اس امر کو گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ اس کی ماں کی توہین کی جائے۔ یا بدسلوکی کی جائے۔ یا اُس کے سامنے اس کا مذاق اڑایا جائے۔ ایسے ہی کوئی سچا کاتھولک اس بات کو گوارا نہ کرے گا۔ کہ اس کے مذہب کے متعلق غلط بیانی کی جائے۔ یا اس کے رُوبرُو اس کی توہین کی جائے۔ اُسے ہمیشہ مسیح اور اس کی کلیسیا کی حمایت کے لئے حتی المقدور تیار رہنا چاہیئے۔ افسوس ہے ایسے شخص پر جو دُنیوی اغراض کی خاطر لوگوں کے سامنے مسیح کے متعلق خاموش رہے۔ اور شرمائے۔ کیونکہ پھر مسیح بھیؔ باپ کے سامنے اس سے شرمائے گا۔" (مرقس ۸: ۳۸)

پہلا حصہ

بدعت کیا ہے؟

باب اوّل - کل بدعتیوں کی خصوصیات اور انکی اسباب

اوّل - کل بدعتیوں کی عام خصوصیات

س - بدعت کیا ہے؟

ج - مسیح کی سچی کلیسیا یعنی کاتھولک کلیسیا کے مکاشفہ شدہ ایمان اور مسائل کے خلاف اپنی رائے پر ضد کے ساتھ ڈٹے رہنے کو بدعت کہتے ہیں۔

س - کس قسم کے لوگ بدعتی کہلاتے ہیں؟

ج - وہ شخص جو بپتسمہ پاکر اپنے آپ کو مسیحی کہہ کر کاتھولک کلیسیا کے مسلّمہ اور معلومہ مسائل پر اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ بدعت کے گنہگار ہوتے ہیں۔ مگر ایسے شخص جو جھوٹے مسئلہ کو مانتے ہیں۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ یہ مسئلہ کلیسیا نے غلط ٹھہرایا ہے۔ بدعتی نہیں ہیں۔

س - کیا بدعت بڑا گناہ ہے؟

ج - ہاں ہے۔ کیونکہ بدعت مسیح کی سچی کلیسیا کے برخلاف سرکشی ہے۔ اور اس لئے وہ خود مسیح

کے خلاف ہے۔ جیسا کہ اُس نے خود فرمایا ہے۔ کہ جو تمہاری سُنتا ہے۔ میری سنتا ہے۔" اور جو تمہیں وغیرہ

(لوقا ۱۰:۱۶)

س۔ کیا بدعت کے نتائج دیگر گناہوں کی نسبت زیادہ خوفناک نہیں ہیں؟

ج:۔ ہاں ہیں۔ جب تک ایک مسیحی کے دل میں ایمان ہے۔ گو اس کی بدیاں اس کے سر کے بالوں سے زیادہ ہوں۔ اس کے تائب ہونے اور سچائی کی طرف رجوع کرنے کی امید ہو سکتی ہے۔ لیکن جب بدعت کی وجہ سے اُس کا ایمان جاتا رہے۔ تو وہ روحانی زندگی کے تمام احساسات کھو بیٹھتا ہے۔ گویا کہ اس نے فضلِ ربانی کی روشنی کو جو اس کے اندر تھی بجھا دیا۔ وہ اندھیرے میں چلتا ہے۔ اس کے پاس کوئی یقینی سچائی نہیں ہوتی۔ جس پر وہ بھروسہ کر سکے۔ وہ ایک گمراہی سے دوسری گمراہی میں پڑتا ہے اور آخرکار دائمی مایوسی کے گڑھے میں گر پڑتا ہے۔

س۔ بدعت کا بنیادی اصول کیا ہے؟

ج۔ یہ وہ احمقانہ اصول ہے۔ کہ جس کی بدولت ہم اپنی ذاتی رائے اور تفسیر کو کل کلیسیا کے فیصلہ اور تفسیر پر ترجیح دیتے ہیں۔

س۔ ان باتوں کے متعلق کسی بدعتی سے کیسے گفتگو کرو گے؟

ج۔ میں اس سے پہلے سوال کروں گا۔ کہ کیا تم اپنے آپ کو خطاکار یا بے خطا سمجھتے ہو؟ اگر تم تسلیم کرو۔ کہ تم سے خطا ہو سکتی ہے۔ تب تمہارا ایمان کچا اور مشکوک ہے۔ گویا کوئی ایمان ہی نہیں۔ اگر تم یہ دعوےٰ کرو۔ کہ تم سے خطا ہو نہیں سکتی۔ تو گویا تم یہ کہتے ہو۔ کہ تمام کلیسیا گمراہ ہو سکتی ہے۔ مگر تم اکیلے ایسے ہو جس سے خطا نہیں ہو سکتی۔

س۔ اس بات کا وہ کیا جواب دے سکتا ہے؟

ج:۔ اس بات کا وہ کوئی معقول جواب نہیں دے سکتا۔ وہ یا تو برابر پریشانیوں کا شکار ہوگا۔ یا بے بنیاد ضد کا مرتکب ہوگا۔

س:۔ بدعت کے اسباب کیا ہیں؟

ج:۔ ہمیں اس قسم کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ کئی ایک پروٹسٹنٹ مورخ سمجھتے ہیں۔ کہ کوئی کاتھولک اپنی کلیسیا اس وجہ سے چھوڑتا ہے۔ کہ وہ مانتا ہے۔ کہ کاتھولک مذہب کی تعلیم یا مسائل

درست نہیں۔ بلکہ غرور طاقتور ہونے کی خواہش۔ خود بینی۔ شہوت پرستی۔ کینہ۔ لوٹ کی تمنا۔ خود سری کی محبت وغیرہ وغیرہ ہی بدعت کے موجب رہے ہیں۔ مذہبی اُصول کے متعلق خیالات میں تبدیلی ان باتوں سکا نتیجہ بلکہ محض بہانہ ہوتی ہے۔ تمام پُرانی بدعتوں کے بانیوں کی تاریخ۔ اور نیز پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں کے حالاتِ زندگی اس بات کے گواہ ہیں۔ مثلاً شمعون جادوگر نے کلیسیا کو اس وجہ سے چھوڑا تھا۔ کہ مقدس پطرس نے اس کو سرزنش کی تھی۔ اور آریئس نے اس وجہ سے کہ اُسے سکندریہ کا بشپ نہیں بنایا گیا تھا جیسی کہ اس کی آرزو تھی۔ اور لوتھر نے اس وجہ سے کاتھولک مذہب چھوڑ دیا۔ کہ ڈومینی کن (Dominican) راہبوں کے ساتھ تکرار ہونے پر پاپائے اعظم نے اس کو تقصیروار ٹھیرایا تھا۔ اور ہنری ہشتم کو پاپائے اعظم نے دوسری شادی کرنے کی اجازت نہ دی۔ تب وہ کیتھولک کلیسیا سے علیحدہ ہو گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

س۔ بدعتوں کی عام خصوصیات کیا ہیں؟

ج۔ ہر ایک بدعت کے ساتھ یہ چھ بدعتیں پائی جائیں گی۔

(۱) ہر بدعت کا بانی اس بات کی تہمت لگائے گا۔ کہ کل کلیسیا سخت گمراہی میں پڑ گئی ہے

(۲) ہر بدعت کا بانی اور اس کے پیرو کلیسیا سے لازماً اپنے آپ کو الگ کر لیتے ہیں۔

(۳) وہ ہمیشہ ایسے نئے مسائل جو اس وقت مسیحی دُنیا کو معلوم نہ تھے سکھاتے ہیں۔

(۴) بدعتی لوگ اپنا کوئی نیا نام رکھ لیتے ہیں۔ اور یہ نام ان کے بانی کے نام یا نئی تعلیم پر مبنی ہوتا ہے۔

(۵) ان میں سے کوئی بھی یہ کبھی ثابت نہ کر سکا۔ کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔

(۶) ہر بدعتی اس بات کے ثابت کرنے کے درپے ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی متضاد اور نرالی تعلیم کو نوشتوں سے ثابت کرے۔ اور بڑی خاکساری کے ساتھ اس کو یہ گمان ہوتا ہے۔ کہ بجز اس کے کسی نے بھی نوشتوں کا مفہوم نہیں سمجھا۔

س۔ کیا ہر بدعت کے بانی نے ایسا دعوےٰ نہیں کیا۔ کہ میں نے کوئی نئی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ رسولوں کی خالص تعلیم جو کلیسیا نے فراموش کر دی تھی۔ دوبارہ مروج کر رہا ہوں۔

ج :- ہاں انہوں نے ایسا دعوےٰ کیا۔ مگر چونکہ مسیح نے کہا ہے۔ کہ میں اپنے رسولوں اور ان کے جانشینوں کے ساتھ ہر روز دنیا کے آخر تک رہوں گا۔ اس وجہ سے بدعتی لوگ غلطی کرتے ہیں۔ یہ خیال کرنا کہ کلیسیا رسولوں کی عام تعلیم کی تلقین کرنا ترک کر دے گی۔ خدا کو جھٹلانا ہے۔

س :۔ اس کفر گوئی کو کس طرح جھوٹ ثابت کیا جائے؟

ج :- اگر رسولوں کے زمانہ سے کلیسیا کے ایمان میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ تو بدعتی ہم کو بتائیں کہ کس ملک اور کس زمانہ میں اور کس طور پر وہ تبدیلی وقوع میں آئی۔ مگر وہ یہ بات نہیں بتا سکتے۔ لیکن برعکس اس کے ہم ہمیشہ نئے فرقے کے بانی کا نام وقت اور جگہ جہاں وہ فرقہ پہلے پہل پیدا ہوا تھا بتا سکتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے نام بھی بتا سکتے ہیں۔ کہ جنہوں نے اوّلاً اس تعلیم کی مخالفت کی۔ اور پاپائے اعظم کی مجلس کا حوالہ بھی دے سکتے ہیں۔ کہ جس نے اس کو ناجائز ٹھیرایا۔

دُوم :- کلیسیا کی ابتداء سے لوتھر کے زمانہ تک

بڑی بڑی بدعتیں

س ۔ کیا بہت سی بدعتیں وقوع میں آچکی ہیں؟

ج ۔ رسولوں کے زمانے کی ابتدا ہی سے ہر صدی میں کوئی کوئی نیا فرقہ پیدا ہوا۔ اور اُس نے ترقی کی۔ اور آخر میں اُس کا خاتمہ ہو گیا۔ یا اس پر زوال آگیا۔

س ۔ بڑی بڑی بدعتیں کون سی ہیں؟

ج :- پہلا بدعتی شمعون جادوگر تھا۔ جس نے مقدّس پطرس کے آگے روپیہ پیش کیا تھا۔ تاکہ رُوح القدس کے دینے کا اختیار حاصل کرے۔ جب اُس کو مقدس پطرس نے سخت ملامت کی تو اس نے کلیسیا کا انکار کیا۔ اور اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کر لیا۔ اور ایک نیا مذہب نکالنے کی کوشش کی۔ اور اس بات کا دعوےٰ کیا کہ میں نیا مسیح ہوں۔ اس نے اس امر کا انکار کیا۔ کہ پُرانا عہدنامہ خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ اور اس نے جسم کے دوبارہ زندہ ہونے سے بھی انکار کیا

سرنتھس ([illegible]) ایبین ([illegible]) اور نکولاس ([illegible])
پہلی صدی کے بڑے بڑے بدعتی تھے۔ عام طور پر ان کی یہ تعلیم تھی۔ کہ پرانے عہد نامہ کی ریت رسوم
کی پابندی لازمی ہے۔ وہ مسیح کی الوہیت کے منکر تھے۔ اور ان کے اخلاق نفرت انگیز
تھے۔

مانی کے اس کے پیرو ([illegible]) بظاہر کرتے تھے۔ کہ یسوع
مسیح شکل و شباہت میں انسان تھا۔ وہ دو خدا کے قائل تھے۔ پہلا اصول نیکی۔ دوسرا اصول بدی۔ پہلے
نے روحانی چیزوں کو اور دوسرے نے مادی دنیا کو پیدا کیا۔ پہلے نے نئے عہد نامہ کو اور دوسرے
نے پرانے عہد نامہ کو ظاہر اور نازل کیا۔ وہ شادی کرنے کے مخالف تھے۔ اور انسان کی اخلاقی آزادی
کے منکر تھے۔ مقدس آگستین بپتسمہ پانے سے پہلے اس بدعت کا پیرو تھا۔ اور دوں کے مقابلہ میں
انہوں نے سب سے زیادہ ان کی تردید کی۔ اس فرقہ نے کلیسیا کو دوسری تیسری اور چوتھی صدیوں
میں بہت ستایا۔ تیسری صدی میں ([illegible]) نووِیشئین نے اس بات کی
تعلیم دی۔ کہ کلیسیا کا کوئی اختیار نہیں۔ کہ ان گناہوں کو جو بپتسمہ لینے کے بعد سرزد ہوتے ہیں۔ معاف
کرے۔ افریقہ اور اطالیہ میں کئی ایک مجلسیں منعقد ہوئیں۔ تاکہ اس بدعت کی مذمت کی جائے۔
چوتھی صدی میں ڈونائسٹ نے تعلیم دی۔ کہ بدعتیوں کے ہاتھوں بپتسمہ دینا خواہ وہ کتنی
ہی احتیاط سے دیا گیا ہو۔ بپتسمہ ہی نہیں۔ ان کا دعوے تھا۔ کہ تمام کلیسیا مرتد ہو گئی ہے۔ اور پادریوں
کے تمام کاتھولک تقرر منسوخ اور غلط ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ روم اور آرلیس کی مجلسوں نے ان کی
مذمت کی۔ اور ان کو بدعتی ٹھیرایا۔

اسی صدی میں سکندریہ کا ایک کاہن مسمّی آریئس ([illegible]) اور اس کے پیرو
تعلیم دیتے تھے۔ کہ یسوع مسیح محض انسان ہے۔ اور وہ اس کی الوہیت کے منکر تھے۔ نکایا کی
پہلی مجلس نے ۳۲۵ء میں ان کے عقیدہ کو غلط بتایا۔ اس تعلیم کے پیرووں کو بدعتی قرار دیا۔ آریئس
کا فرقہ ان فرقوں سے جو رسولوں کے زمانہ سے نمودار ہوئے۔ بہت زیادہ خطرناک تھا۔ اس نے
۳۰۰ برس تک کلیسیا کو بہت نقصان پہنچایا۔

چوتھی صدی میں پھر مقدونس (Macedonius) قسطنطنیہ کے پیٹری
آرک نے رُوح القدس کی الُوہیت کا انکار کیا۔ قسطنطنیہ کی مجلس نے اُس کو قابلِ ملامت قرار دیا۔

پانچویں صدی میں پیلاجیئس (Pelagius) اور اس کے پیرؤوں نے موروثی گناہ اور
فضل کی ضرورت سے انکار کیا۔ اس پر پاپائے اعظم انوسنٹ (Innocent) مقدس
زوزیمی (Zozimus) اور مقدس لیو (St. Leo) نے ان پر بدعت
کا فتوےٰ دیا۔

اسی صدی میں قسطنطنیہ کے پیٹرارک نسطوریس (Patriarch Nestorius) نے یسُوع
مسیح میں الہیٰ اور انسانی ذات کے اجتماع کا انکار کر کے یہ دعوےٰ کیا۔ کہ یسوع مسیح میں دو مختلف
اقنُوم ہیں۔ اور نیز مبارک کنواری مریمؑ خدا کی ماں "نہیں ہے۔ افسُس کی مجلس نے اس تعلیم کو غلط اور
اس کو بدعتی ٹھیرایا۔

پانچویں صدی میں پھر قسطنطنیہ کے ایک کاہن یُوتکیس (Eutyches) نے تعلیم
دی کہ یسُوع مسیح کے تجسّم میں الہیٰ اور انسانی ذاتیں ایک ہو گئی ہیں۔ اس پر کالسڈون (Chalcedon
) کی مجلس نے فتوےٰ دے کر اس کو بدعتی ٹھیرایا۔

آٹھویں صدی میں اکونوکلسٹوں (Iconoclasts) یا بُت شکنوں نے تعلیم
دی۔ کہ وہ عزّت جو مسیح اور مقدسوں کے مجسّموں کی کی جاتی ہے۔ بُت پرستی سے کم نہیں۔ نکایا کی دوسری
مجلس نے اُن کو بدعتی ٹھیرایا۔

بارھویں صدی میں بیرنگاریئس (Berengarius) نے پاک یوخرسٹ
میں یسُوع کی موجودگی اور تبدیلِ جوہر کا انکار کیا۔ پاپائے اعظم نیکولس دُوم اور مقدس گریگوری ہفتم
نے اُسے بدعت قرار دیا۔

پھر بارھویں صدی میں والڈینیس (Waldenses) نمودار ہوئے۔
انہوں نے اس بات کی تعلیم دی کہ اگر کوئی مجسٹریٹ کسی جرم کی بنا پر موت کا فتوےٰ صادر کرے
تو گناہ کبیرہ کرتا ہے۔ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ قسم کھانا مہلک گناہ ہے۔ اور کہ اگر کاہن کے پاس ایک ٹکے

کی جائیداد بھی ہو۔ تو وہ گنہگار سمجھا جاتا تھا۔

تیرھویں صدی میں البیجنیس (Albigenses) نمودار ہوئے۔ جن کی تعلیم تھی۔ کہ دو خدا اور دو مسیح ہیں۔ وہ شادی کرنے کے خلاف تھے۔ اور کُل سیکرامنٹوں اور جسم کے دوبارہ زندہ ہونے سے بھی انکار کرتے تھے۔ لیٹرن (Lateran) کی چوتھی مجلس نے اُنکو بدعتی ٹھیرایا۔

چودھویں صدی میں دیکلف کے پیرؤوں نے دعوےٰ کیا۔ کہ انسان کو گناہ کرنا پڑتا ہے اور گناہ خدا کو پسند ہے۔ اور یہ متضاد تعلیم بھی دیتے تھے۔ کہ تمام طاقت خواہ رُوحانی ہو یا دنیوی مہلک گناہ سے چھن جاتی ہے۔ اور وہ یہ بھی کہتے تھے۔ کہ چونکہ ہم ہی گناہ سے پاک ہیں۔ اس لئے تمام طاقت ہم میں ہے۔

پھر سولھویں صدی میں کئی ایک مختلف پروٹسٹنٹ فرقے نمودار ہو گئے۔ جنہوں نے کم و بیش پہلی بدعتوں کی گمراہیوں کو از سر نو تازہ کیا۔ اور ان کی تعداد میں اضافہ کیا۔

مندرجہ بالا فہرست اگرچہ طویل ہے۔ مگر مکمل نہیں۔ یہ فہرست صرف بڑی بڑی بدعتوں کا حال واضح کرتی ہے۔ جن میں سے بے شمار چھوٹے چھوٹے فرقے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور جن کا یہاں نام تحریر کرنا فضول ہے۔

سوم۔ خدا نے اتنی بدعتیں کیوں برپا ہونے دیں؟

س۔ کیا مسیح اور رسولوں نے اتنی بدعتوں کے بارے میں پیشینگوئی کی تھی۔ اور مومنوں کو ان سے آگاہ کیا تھا؟

ج۔ ہاں۔ بڑی صراحت سے مسیح خود کہتا ہے۔ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو۔ جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے۔ لیکن اندر سے پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں۔" (متی ۷ : ۱۵) اور پھر وہ کہتا ہے۔ بہت جھوٹے نبی اُٹھیں گے۔ جو بہتوں کو گمراہ کریں گے (متی ۲۴ : ۱۱)

س۔ مقدس پولوس کیا کہتا ہے؟

ج:۔ "رُوح۔ صاف کہتا ہے۔ کہ آخری وقتوں میں بعض ایمان سے برگشتہ ہونگے۔ کہ وہ گمراہ کرنے والی رُوحوں اور دیوؤں کی تعلیموں سے جا لپٹیں گے۔" (۱ طماؤس ۴: ۱) پھر ایک جگہ اور کہتا ہے۔ کہ یسُوع مسیح کل اور آج اور ابد تک یکساں ہے۔ مختلف اور بیگانی تعلیموں سے تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔" (عبرانیوں ۱۳: ۹ و ۸)

س:۔ مقدس پطرس کیا کہتا ہے؟

ج:۔ لیکن جھُوٹے نبی بھی اُس قوم میں تھے۔ جیسے جھُوٹے معلم تم میں بھی ہونگے۔ جو ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے۔ اور اُس خداوند کا جس نے اُنہیں مُول لیا انکار کریں گے۔ اور اپنے آپ پر ہلاکت جلد کھینچ لائیں گے۔ اور بہتیرے اُن کی شہوتوں کی پیروی کریں گے۔ ان کے سبب سے سچائی کی راہ کی بدنامی ہوگی۔ وہ اپنے لالچ سے باتیں بنا کر تم کو سوداگری کی طرح اپنے نفع کا سبب ٹھہرائیں گے (۲ پطرس ۲: ۳ و ۱)

س۔ مقدس یوحنا کیا کہتا ہے؟

ج:۔ سو ابھی بہت سے مسیح کے مخالف ہوئے ہیں۔ وہ ہم میں سے نکل گئے۔ مگر ہم میں سے نہ تھے۔ کیونکہ وہ اگر ہم میں سے ہوتے۔ تو ہمارے ساتھ رہتے" (۱ یوحنا ۲: ۱۹-۲۸) پھر وہ کہتا ہے بہت سے دغاباز دُنیا میں نکلے۔ جو اقرار نہیں کرتے۔ کہ یسوع مسیح جسم میں آیا۔ دغاباز اور مسیح کا مخالف یہی ہے۔" (۲ یوحنا ۱: ۷)

س۔ ان تمام پیشینگوئیوں سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ کہ کسی کا تھولک کو کلیسیا کے شروع سے اتنی بدعتوں کے پیدا ہونے کا حال سُن کر حیران نہ ہونا چاہیئے۔ ایسا ہمیشہ ہوتا چلا آتا ہے۔ اور ایسا ہی دُنیا کے آخر تک ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ ہمارا نجات دہندہ فرماتا ہے۔ "یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ٹھوکر کھلانے والی چیزیں نہ آئیں۔"
(لوقا ۱۷: ۱)

س۔ خدا تعالےٰ نے اتنی بدعتیں کیوں ہونے دیں؟

ج :- اپنی کلیسیا کی بہبودی کے لئے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔" ہم جانتے ہیں کہ ساری چیزیں مل کر اُن کے لئے جو خدا کو پیار کرتے ہیں۔ بھلائی پیدا کرتی ہیں۔" (رومیوں ۸: ۲۸) بدعتیں مسیحیوں کے ایمان پرکھنے اور کمزور ایمان والوں کو پکے ایمان والوں سے جُدا کرنے کا کام دیتی ہیں۔ گویا وہ ایک چھاج ہے جو گیہوں کو بھوسے سے الگ کرتا ہے۔ اُن کا ایک یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ مذہب کی سچائی زیادہ صاف اور واضح ہو جاتی ہے۔ مختلف فرقے جب کسی مسئلہ پر حملہ کرتے ہیں۔ تو کلیسیا کے ہادیانِ دین اور علم الٰہی کے جاننے والے اور کلیسیا کے یقینی فیصلہ جات یسوع مسیح کی تعلیم کے سچے معنی اور مطلب کو ظاہر اور مشرح کرتے ہیں۔

س۔ ان سب سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج (اوّل) ہم کو ایمان کے قابلِ قدر عطیہ پر خُدا کا شُکر کرنا چاہیئے۔ اور اس کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

"اے طمطاؤس امانت کی نگہبانی کر۔ باتوں کی بے ہودہ نئی طرزوں سے اور اس علم کے تکرار سے جو غلطی سے علم سمجھا جاتا ہے۔ مُنہ پھیر لے۔" (۱ طمطاؤس ۶: ۲۰)

دوسرے ہم کو اپنے گمراہ بھائیوں کے لئے جو ہوا کے جھونکوں سے اُچھلتے بہتے پھرتے ہیں دُعا مانگنی چاہیئے۔ تاکہ رحیم خدا تعالےٰ ان کو ایک گلّہ اور ایک چرواہے کی طرف لَوٹا لائے۔ اور اُن کو اپنی سچّی کلیسیا کا فرزند بنائے۔ جس کے باہر نجات نہیں مل سکتی۔

تیسرے۔ ہمارا ایمان قائم اور پکا رہنا چاہیئے۔ ہم دیکھتے ہیں عموماً بدعت تھوڑے عرصہ کی کامیابی کے بعد خود بخود عذاب کے شعلوں میں فنا ہو جاتی ہے۔ ان کو کاتھولک کلیسیا کے زوال کی پیشینگوئی کرنے دو۔ اُن کو زندہ خدا کے گھر کو الٹ دینے کی کوشش کرنے دو۔ رسولوں کے زمانہ سے باوجود اتنی بدعتوں کے ایک غیر تبدیل کلیسیا باقی رہی ہے۔ اور دُنیا کے آخر تک تمام نئی بدعتوں کے بعد وہی باقی رہے گی۔ ہر ایک بدعتوں کے دن گنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ بدعت کی بُنیاد گمراہی پر ہے۔ لیکن مسیح کی کلیسیا غیر فانی ہے۔ اس کی بنا حق پر ہے۔ اور خداوند کی سچائی تا ابد قائم رہتی ہے۔" (زبور ۱۱۶: ۲ و ۵)

دوسرا باب

پروٹسٹنٹ مذہب کا بیان

اوّل :- پروٹسٹنٹ مذہب کیا ہے؟

س ۔ لفظ پروٹسٹنزم کے کیا معنی ہیں ؟

ج :۔ اس سے مراد مخالفت ہے۔ یہ عام نام اُن فرقوں کو دیا گیا ہے۔ جو کلیسیا کے اختیار سے انکار کر کے گزشتہ ۳۵۰ سالوں سے علیٰحدہ ہو گئے ہیں :

س ۔ پروٹسٹنٹ مذہب کیا ہے ؟

ج ۔ اس سوال کا جواب بہت مشکل ہے۔ کیونکہ پروٹسٹنٹ مذہب ہر جگہ اور مقاموں میں مختلف طریقوں میں پایا جاتا ہے۔ اور ہر روز اور آئے دن ایک نیا رنگ بدلتا رہتا ہے۔ آج ایک رنگ پر ہے۔ کل دوسرے پر ہو جاتا ہے۔ یہ مذہب انگلستان میں ایک طرز پر ہے۔ اور سکاٹ لینڈ میں دوسرے طرز پر۔ امریکہ میں ایک ڈھنگ پر ہے۔ جرمنی میں دوسرے ڈھنگ پر۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک ہی شہر میں اور ایک ہی محلے میں کچھ اور ہے۔ اور دوسرے میں کچھ اور۔ ایک ہی منبر پر یہ حال ہے۔ کہ ایک خادم الدین کچھ کہتا ہے۔ اور دوسرا کچھ اور کہتا ہے۔ جو کچھ تعلیم اس جگہ پر دی جاتی ہے۔ اس کے بالکل خلاف دوسری جگہ ہوتی ہے۔ پروٹسٹنٹ مذہب نہیں ہے۔ بلکہ بغاوت ہے۔ پروٹسٹنٹ مذہب کلیسیا نہیں ہے۔ بلکہ فرقوں کا مجموعہ۔ الغرض پروٹسٹنٹ

مذہب وہ ہے۔ جو ہر صورت اور ہر حالت میں کاتھولک مذہب کی مخالفت کرے۔

س:- پروٹسٹنٹ مذہب کا بُنیادی اصُول کیا ہے؟

ج:- پروٹسٹنٹ مذہب کا بنیادی اُصول نوشتوں پر ایمان ہے۔ اور ہر کس وناکس اپنے خیالات اور رائے کے موافق تفسیر کر سکتا ہے۔

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج:- پروٹسٹنٹ مذہب کا عقیدہ بہت مختصر ہے۔ یعنی میں اپنے سوا کسی اور شخص پر یقین نہیں کرتا ہوں۔ اور کہ میں کاتھولک کلیسیا کی مخالفت کرتا ہوں۔

س:- کیا کوئی پروٹسٹنٹ کلیسیا بھی ہو سکتی ہے؟

ج:- نہیں۔ کیونکہ سچے پروٹسٹنٹ لوگ پاک نوشتوں کی اپنے ہی خاص طریقوں پر تفسیر کرتے ہیں۔ اور چونکہ ہر شخص کی رائے اور سمجھ دوسرے کی رائے اور سمجھ سے ایسی مختلف ہے جیسا کہ ایک دوسرے کا چہرہ آپس میں مختلف ہوتا ہے۔ اس واسطے کوئی دو شخص بھی ایک دوسرے کے ساتھ متفق نہیں ہو سکتے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی کوئی کلیسیا نہیں بن سکتی۔ اور اگر وہ اپنے آپ کو عقائد کے کسی ایک جزو کے پابند کریں۔ تو ان کی ذاتی تفسیر کے حق کا جس پر وہ ہر وقت فخر کرتے ہیں۔ کیا مطلب ہے؟ کس طرح وہ اپنے آپ کو سچا پروٹسٹنٹ کہہ سکتے ہیں؟ مثال کے طور پر ایک ویسلی آن ہی کو لو اگر اس شخص کا خیال ہے۔ کہ اس کو شخصی تفسیر کا حق ہے۔ تو ویسلی کی شخصی تفسیر سے اس کا کیا تعلق۔ اگر وہ شخص ویسلی کی تعلیم کا پابند ہے تو وہ کیسے اس بات کا فخر کر سکتا ہے۔ کہ میرا اعتقاد صرف پاک نوشتوں پر مبنی ہے۔ اور صرف اُسی کا پابند ہے۔

س:- تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو

ج:- کہ پروٹسٹنٹ لوگ جب کسی کلیسیا یا فرقہ میں شامل ہوتے ہیں۔ تو ان کا یہ فعل ان کے اصول کے خلاف ہے۔ ان کے اصول کے مطابق ہر شخص کو آپ ہی کلیسیا اور آپ ہی خادم الدین ہونا چاہیئے۔

س ۔ کیا یہ معاملہ اسی طرح ہے ؟

ج ۔ نہیں۔ کیونکہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اور انسانی فطرت احساسات کے خلاف ہے۔ اور خدا کے نزدیک بھی نقصان رساں ہے۔ باوجود اپنے اصولوں کے پروٹسٹنٹوں نے ہمیشہ کوشش کی ہے۔ مگر ان کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی، کہ کہیں نہ کہیں کلیسیا کی شکل میں کچھ قائم کریں۔ جس کے ارکان ایک ایمان میں متفق ہوں۔ یا یہ فرض کر لیں۔ کہ وہ باہم متفق ہیں

س ؛۔ پروٹسٹنٹوں کے کتنے فرقے ہیں ؟

ج ؛۔ کوئی شخص اُن کی تعداد نہیں بتا سکتا۔ ہر سال ہر روز کوئی نہ کوئی نیا فرقہ نکل آتا ہے اور پرانے فرقے چند دن کی ہوا کھا کر رفتہ رفتہ نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔

ان فرقوں کے ناموں اور تعلیم کی فہرست لکھنے کے لئے ایک کتاب چاہیئے۔ جب طوفان کے بعد بنی آدم نے ایک ایسا مینار بنانا چاہا۔ جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے۔ تو خداوند نے ان کی زبانوں کو مخلوط کر دیا۔ تاکہ ایک دوسرے کی بات کو نہ سمجھ سکیں۔ اسی طرح اُن لوگوں کا غرور بھی خدا نے پست کر دیا۔ جنہوں نے مسیح کے کام میں اصلاح کرنی اور ایک نئی کلیسیا بنانی چاہی۔ اُن کے اصُول سوائے زبانوں کی گڑبڑ اور متضاد تعلیم کی غلطیوں کے مجموعہ کے کچھ نہیں

دوم :۔ پروٹسٹنٹ مذہب کس طرح قائم ہوا اور کیوں ؟

س ۔ پروٹسٹنٹ مذہب کو قائم ہوئے کتنا عرصہ گذرا ہے ؟

ج ؛۔ سولھویں صدی کے شروع میں جب یسُوع مسیح اور اس کے رسولوں کو انجیل کی تعلیم تلقین کرتے ہوئے پندرہ سو سال گذر چکے تھے۔ تو ایک مُرتد کاہن مسمّی لُوتھر نے اس نئے مذہب کو جو پروٹسٹنٹ ازم کے نام سے مشہور ہے۔ ایجاد کیا اور اس کی تعلیم دی۔

س ؛۔ تم اس کو نیا مذہب کیوں کہتے ہو ؟

ج :- کیونکہ اگر ہم اصول کے نقطہ نگاہ سے، خواہ ایمان یا اخلاق کے نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو لوتھر کے زمانہ تک کسی فرقے کو کبھی بھی ایسی تعلیم کا علم نہ تھا۔ اور نہ اس کی کسی نے تعلیم دی بعض پہلے بدعتیوں نے اس قسم کی گمراہ کن یا نرالے اصولوں پر اعتقاد کیا ہوگا۔ مگر کلی طور پر لوتھر کا مسئلہ مسیحی دنیا میں بالکل نیا اور نامعلوم تھا۔

س ۔ کیا تم کو پورا یقین ہے۔ کہ صورت واقعات یہی ہے ؟

ج :- ہم کامل یقین کرتے ہیں۔ اور لوتھر کو خود اس بات کا اقرار کرنا پڑا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ "کئی بار میری ضمیر نے مجھ کو ملامت کی۔ کئی بار میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ تمام دنیا کو چھوڑ کر صرف تو ہی عقل کا دعویدار ہے ؟ کیا تو گمان کرتا ہے۔ کہ اتنے سالوں تک تمام مسیحی گمراہی میں رہے ہیں"۔ (دیکھو لوتھر کی تصانیف ٹوم ۲ صفحہ ۹)

س ۔ کیا اس بات کی اور شہادت بھی ہے ؟

ج :- ہاں خود پروٹسٹنٹ ہادیانِ دین کی متفق الرائے تعلیم ہے۔ جنہوں نے کلیسیا کی تاریخ میں پروٹسٹنٹ مذہب کا کوئی پتہ نہ پا کر ہم کو بتایا ہے۔ کہ خدا کی سچی کلیسیا ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ تک نادیدنی تھی۔ اب یہ امر ظاہر ہے۔ کہ نادیدنی کلیسیا کوئی کلیسیا نہیں ہو سکتی۔ نادیدنی کلیسیا کا خیال پاک نوشتوں کے خلاف ہونے کے علاوہ بذاتہ تمسخر انگیز اور بیہودہ ہے۔ گویا پروٹسٹنٹ ازم کا مسیحیت کے آغاز سے پندرہ سو برس بعد پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ سچی مسیحیت نہیں۔ مگر اس بات کا ذکر ہم پھر کہیں گے۔

س :- پروٹسٹنٹ مذہب کی ابتدا کیسی ہوئی ؟

ج :- دیگر بدعتوں کی طرح اور اُن کی طرح جو دنیا کے آخر تک نمودار ہوتی رہیں گی۔ پروٹسٹنٹ مذہب نے اپنے مرید بنانے کے لئے دو طریقے یعنی "بدکاری اور زبردستی" استعمال کئے۔

خالص انجیل کی تعلیم دینے کے بہانے سے پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں نے لوگوں کی نفسانی خواہشوں کو بے شمار ترغیبات سے برملا ابھارنا شروع کیا۔ انہوں نے اُن تمام لوگوں کو جنہوں نے باعصمت زندگی بسر کرنے کی منتیں مانی ہوئی تھیں۔ اُن منتوں کو توڑ دینے اور

شادی کرنے کی اجازت دی۔ اُنہوں نے پادشاہوں کو کلیسیا کی جائیدادیں لُوٹ لینے کی اجازت دے دی۔ اُنہوں نے اعتراف۔ پرہیز۔ روزہ۔ توبہ اور ریاضت کو ہر طرح سے منسوخ کر دیا۔ اُنہوں نے طلاق کی اور ایک ہی وقت میں متمول اشخاص کو ایک سے زیادہ بیوی کر لینے کی اجازت دی۔ اُنہوں نے مسیحی مذہب سے ہر ریاضت کو منسوخ کر دیا۔ الغرض انہوں نے بہشت کا راستہ فراخ اور آسان کر دیا۔ گو مسیح کے قول کے مطابق وہ راہ تنگ اور مشکل ہے۔

ضمیر کی آزادی کے بہانہ سے پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں نے جہاں کہیں ان کو اختیار مل سکا۔ کاتھولک لوگوں کے خلاف فرقہ وارانہ قانون بنائے۔ انہوں نے جلاد اور حاکم جیل خانہ سے اپنے پادریوں کی مدد کی۔ اور کاتھولک مذہب کو ان گنت شہیدوں کے خون میں غرق کر دیا۔

س۔ اس نئے مذہب کے بانی کس قسم کے آدمی تھے؟

ج۔ لُوتھر۔ زونگل مُرتد کاہن اور نفس پرست زاہد تھے۔ اور بدکار اور ظالم بادشاہ اور حاکم ہنری ہشتم۔ فلپ آف ہسے۔ البرٹ حاکم برنڈن برگ اور فاحشہ عورتیں مثل این ڈی بولین۔ مارگریٹ آف ڈیلوے (Valois) اور الزبتھ تھیں۔ اور کالون۔ بیفا اور فیرل جیسے بدمعاش آدمی تھے۔ ایسے اشخاص ہر ملک میں پروٹسٹنٹ مذہب کے پہلے بانی تھے۔ اس خیال سے کہ کوئی شخص یہ گمان نہ کرے۔ کہ ہم تعصب سے اُن پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ ذیل میں پروٹسٹنٹوں کی شہادتیں جن پر اعتراض نہیں ہو سکتا درج کرتے ہیں۔ کالون خود کہتا ہے۔ کہ "دس ایونجیلکلس (Evangelicals) میں سے تم کو ایک بھی ایسا نہ ملے گا۔ جو سخت بدچلنی کے سوا کسی اور غرض سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہوں۔" (دیکھو کالون کی تفسیر ۲ پطرس) کالون یہ بھی کہتا ہے۔ "اُس چھوٹے گلے میں جنہوں نے اپنے آپ کو پاپائی بُت پرستی سے علیحدہ کیا ہے۔ بہت زیادہ جھوٹی قسم کھانے والے اور اوباش ہیں۔ اور وہ بالکل فریبی اور مکار ہیں۔" پھر وہ کہتا ہے۔ "سب سے زیادہ شرمناک بات یہ ہے۔ کہ خود خادم الدین جو منبر پر کھڑے ہوتے ہیں۔ نہایت ہی نفرت انگیز کجروی کے نمونہ ہیں۔ اور باوجود اس کے اِن لوگوں کو اس بات

کی شرم نہیں آتی۔ کہ لوگ ان پر ہنستے ہیں۔ اور بُرے نام سے یاد کرتے ہیں۔ میں لوگوں کے صبر پر متحیر ہوں۔ اور مجھے تعجب ہے۔ کہ کیوں عورتیں اور بچے اُن پر غلاظت اور کوڑا کرکٹ نہیں پھینکتے"۔ (کالون کی تحریر دربارہ ٹھوکر) پھر پروٹسٹنٹ مورخ کابٹ کا بیان ہے۔ کہ کسی زمانہ میں ایسے بے رحم اور بدمعاش شخص نہ دیکھے گئے ہوں گے۔ جیسے لُوتھر۔ کیلون۔ زونگل۔ بیضا۔ ہر ایک ان میں نہایت شرمناک بدکاریوں کے لئے بدنام تھا" (خطوط کابٹ، صفحہ ۲۰) ان بڑے اصلاح کرنے والوں میں سے دو یا تین شخصوں کا مختصر حال متذکرہ بالا اقوال کی صداقت میں پیش کرنا کافی ہوگا۔

سوم۔ لُوتھر کا حال

س۔ لُوتھر کس جگہ اور کب پیدا ہُوا؟

ج:۔ لوتھر ۱۴۸۳ء میں آئسلیبن (Eisleben) کے نزدیک جو پرشیا سیکسنی کا ایک چھوٹا قصبہ ہے پیدا ہُوا تھا۔

س۔ اس کے والدین کا کیا مذہب تھا؟

ج۔ اس کے والدین اور تمام آباؤ اجداد کا تھولک تھے۔ کیونکہ جب وہ پیدا ہُوا تھا تو تمام یورپ کا دہی عقیدہ تھا۔ جو اس وقت کاتھولک لوگوں کا ہے۔

س۔ کیا لُوتھر خود کاتھولک تھا؟

ج:۔ ہاں وہ پینتیس (۳۵) سال کی عمر تک کاتھولک رہا۔

س۔ اس کی زندگی کی حالت کیسی تھی؟

ج:۔ ۲۲ سال کی عمر میں لُوتھر نے غریبی۔ پاکدامنی اور فرمانبرداری کی منتیں مانیں۔ اور مقدس اگسٹینس کے مذہبی فرقہ کا ایک راہب بن گیا۔

س۔ کیا ان تینوں منتوں کا ماننا اس کا فرض تھا؟

ج :- بے شک۔ کیونکہ اُس نے ان کو بڑے غور اور اپنی آزاد رائے سے مانا تھا۔ خود خدا کہتا ہے "کہ اگر کوئی آدمی خداوند کی منت مانے۔ یا قسم کھا کر کوئی بات اپنی جان پر لازم ٹھیرائے۔ تو وہ اپنے قول کے برخلاف نہ کرے۔ بلکہ جو کچھ اُس کے اپنے مُنہ سے نکلا ہے۔ اس پر عمل کرے" گنتی (۳۰ : ۲)

س :- کیا لوتھر نے اپنی منتوں کے پُورا کرنے سے خدا کے اس حکم کو مانا؟

ج :- نہیں۔ اس نے اِن تینوں منتوں کو توڑا۔ اس نے اپنے ایمان کو ترک کیا۔ اور اپنی خانقاہ کو چھوڑ دیا۔ اُس نے کیتھرین ڈی بورا سے جو اس کی طرح راہبہ تھی۔ شادی کر لی۔ اور کلیسیا کی حکومت کی نافرمانی کی۔ اور اس کو حقیر سمجھا۔

س :- وہ کون سی بات تھی۔ کہ جس نے لوتھر کو نیا مذہب ایجاد کرنے پر مائل کیا؟

ج :- غرور اور حسد۔ پاپائے اعظم لیو دہم نے رُوما میں مقدس پطرس کے شاندار گرجے کی تکمیل کی خاطر تمام مسیحیوں کو (جو دینداری کے ساتھ سیکرامنٹوں کو لیں۔ اور اس گرجے کے پورا کرنے میں خیرات دیں۔) ایک انڈلجنسیا بخشی۔ پاپائے اعظم نے اس انڈلجنسیا کے وعظ کرنے کا کام مقدس ڈومینیکن کے راہبوں کے (بمقابلہ آگسٹینین راہبوں کے) سپرد کیا۔ اس سبب سے لوتھر کا غصہ بھڑک اٹھا۔

س :- اس حسد کے اثر سے اُس نے کیا کیا؟

ج - انڈلجنسز کے بارے میں اس نے سچے مذہب پر حملے کرنے شروع کر دیئے۔

س - کیا کاتھولک کلیسیا لوتھر پر اگر وہ کاتھولک لوگوں کی بُرائیوں۔ یا اُن کی طمع پر حملہ کرتا۔ تو الزام لگاتی؟

ج - نہیں۔ کیونکہ کاتھولک کلیسیا خود جانتی ہے۔ کہ انسان انسان ہے۔ اور کہ نہایت پاک جماعتوں میں بھی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کاتھولک کلیسیا کے بڑے بڑے مقدسوں نے دلیرانہ اور برملا بداعمال کو بُرا کہا ہے۔ اور متواتر اس کی بیخ کنی کی کوشش کی ہے۔ مگر ان بداعمالیوں پر جو کاتھولک مذہب کی آڑ میں کی جائیں حملہ کرنا اور خود دین ہی پر حملہ کرنے میں فرق عظیم ہے۔

س ۔ لوتھر نے اس کے بعد کیا کارروائی کی؟

ج :۔ اس نے وٹیمبرگ کے گرجے کے دروازوں پر پچانوے مسائل جو اُس نے لکھے تھے۔ اور جن میں بہت سی باتیں کاتھولک کلیسیا کے عقیدہ کے خلاف تھیں چسپاں کیے۔

س ۔ جب ان بدعتی مسائل کے شایع کرنے سے تنازع برپا ہوا۔ تو لوتھر نے کیا کیا؟

ج :۔ اس نے یہ بہانہ کیا۔ کہ میں اُس تعلیم کو جو پاک نوشتوں اور ابتدائی مقدسوں کے مطابق ہے۔ اور جس کو روما کی کلیسیائی حکومت نے منظور کر لیا تھا۔ سکھانا چاہتا ہوں۔ اس نے بڑی فروتنی کے ساتھ اپنے آپ کو مشہور یونیورسٹیوں کے فیصلہ کا مطیع ہونے کا وعدہ کیا۔ اُس نے پاپائے اعظم کو لکھا۔ کہ وہ اس کے فیصلہ کو ایسا مانے گا۔ کہ گویا وہ خود مسیح کی زبان سے نکلا ہے۔ (لوتھر کی تصانیف جلد اوّل صفحہ ۱۲-۱۴-۵۸-۱۱۹)

س :۔ کیا لوتھر نے یونیورسٹیوں کے فیصلہ کو مانا؟

ج :۔ نہیں۔ یہ دیکھ کر کہ میرا اپنا اصول غلط اور بدعت ٹھہرایا گیا ہے۔ اُس نے ان پر بیشمار لعنتیں اور ملامتیں بھیجیں۔ اور پیرس کی یونیورسٹی کو گمراہیوں کی ماں۔ دجّال کی بیٹی۔ اور جہنم کا دروازہ وغیرہ وغیرہ کہا۔ (لوتھر کی تصانیف صفحہ ۵۴۸)

س :۔ کیا اس نے پاپائے اعظم کے فیصلہ کو مانا۔ جس کی نسبت اس نے وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ اُسے ایسا قبول کرے گا۔ کہ گویا وہ خود خداوند مسیح کے مُنہ سے نکلا؟

ج ۔ نہیں جب پاپائے اعظم نے اس پر فتوےٰ لگایا۔ اس نے اپنا قول بدل دیا۔ اور پاپائے اعظم کے فرمان کو جلا دیا۔ اور یہ کہا۔ کہ پاپائے اعظم کو خود جلا دینا چاہئیے (لوتھر کی تصانیف صفحہ ۳۵۲ و ۱۵۵۳) اُس نے تمام لوگوں کو پاپائے اعظم۔ کارڈینلوں اور اسقفوں کے خلاف لڑنے اور اُن بڑے معزز پادریوں کے خون میں اپنے ہاتھ رنگنے کے واسطے تحریک دی۔ (ایبد صفحہ ۶۰)

س :۔ ایسی کارروائیوں سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج :۔ جو عہد و پیمان بکمال عاجزی اور انکساری لوتھر نے ابتدا میں کیے تھے۔ بہت لغو جھوٹ

اور بجز ریاکاری اور مکاری کے کچھ نہ تھے۔

س۔ کیا لوتھر اُن بادشاہوں اور حاکموں کے ساتھ جنہوں نے اس کی مخالفت کی زیادہ ادب سے پیش آیا؟

ج:۔ نہیں۔ اُس نے لکھا۔ کہ شہنشاہ جرمنی یا تو پاگل ہے یا شیطان (ایضاً صفحہ ۲۰۰) اور کہ بادشاہ انگلستان احمق۔ گدھا اور بیوقوف ہے۔ ہر ایک بچہ کو چاہیئے۔ کہ اس کی ہنسی اڑائے۔ (جلد ۲ صفحہ ۵۴۴) "انگلستان کے طعون بادشاہ کو جواب" اور کہ برنزوک کے ڈیوک نے اس قدر شیطان نگل لیئے ہیں۔ کہ جب وہ تھوکتا ہے۔ تو شیطان ہی شیطان تھوکتا ہے۔" وغیرہ وغیرہ (جلد، صفحہ ۱۱۸)

س۔ کیتھرائن ڈیوبورا راہبہ کے ساتھ اُس نے اپنی شادی کیسے جائز ٹھیرائی؟

ج:۔ "جب میں کاتھولک تھا۔ روزہ رکھتا تھا۔ شب بیداری کرتا تھا۔ دُعا کیا کرتا تھا۔ غریب تھا۔ باعصمت تھا۔ اور فرمانبردار تھا۔ مگر جب ریفارمر ہوا۔ میرا دل نہایت شرمناک خواہشوں کے قبضہ اور قابو میں آگیا۔ کہ جن پر میں غلبہ نہ پاسکا۔" (جلد ۵۔ باب ۱۔ گلاتیوں کے خط ۵: ۱۴۔ نیز نکاح کے متعلق وعظ صفحہ ۱۱۹)

س:۔ کیا پاک ہونے کے بارے میں لوتھر کی تعلیم اُس کے اپنے اعمال کی نسبت بہتر تھی؟

ج:۔ نہیں۔ بدتر تھی۔ اس کی کتاب ملقب بہ "ٹیبل ٹاک" میں ایسی فحش باتیں درج ہیں۔ کہ بدمعاشوں کو بھی اُن باتوں سے شرم آتی ہے۔ اس سے بڑھ کر ایسے الفاظ لوتھر نے اپنے وعظوں میں استعمال کیئے۔ جو اس قدر نفرت انگیز ہیں۔ کہ اُن کو اس جگہ دُہرانا ممکن نہیں۔ صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے۔ کہ مسیحی کلیسیا کے آغاز سے لوتھر ہی پہلا شخص ہے۔ جس نے یہ مسئلہ قائم کیا۔ کہ "انسان اپنی خواہشوں کا غلام ہے۔ اور اُن پر غالب نہیں آسکتا۔ اور کہ عورت کے بغیر زندگی بسر کرنی ایسی محال ہے۔ جیسے بغیر خوراک کے زندہ رہنا۔ اور یہ کہ شادی کا حکم نہ صرف فرض ہے۔ بلکہ دس حکموں کی بہ نسبت (جن میں خون کرنے اور زنا سے منع کیا گیا ہے) انسان کی ضمیر پر زیادہ پابندی کا مستحق ہے۔" اور اسی قسم کی اور فاش غلطیاں ہیں۔

س۔ لوتھر نے فلپ امیر ہسّی کی مدد اور حفاظت کس طرح حاصل کی؟

ج:۔ اس نے اُس کو اجازت دی۔ کہ ایک ہی وقت دو بیویاں رکھے۔ صرف وُہی ایسا پروٹسٹنٹ ہادیٔ دین نہیں ہے۔ کہ جس نے اس قسم کی بیجا اجازت دی ہے۔ بلکہ اُس جیسے آٹھ ریفارمروں نے اس گندی اور زنا کی اجازت دینے والی دستاویز پر دستخط کئے۔ جو ابھی تک موجود ہے۔ اور جو پروٹسٹنٹوں کے بانیوں کی دائمی شرم کو یاد دلاتی ہے۔

س۔ لوتھر کے مسائل نے کیا فوری اثر پیدا کیا؟

ج۔ اُن سے بےحد فساد ہنگامے اور قومی لڑائیاں پیدا ہوئیں۔ جن میں سے کسانوں کی لڑائی بہت مشہور ہے۔ جنہوں نے انابپٹسٹوں کے نام سے ہر طرح کی زیادتیاں کیں۔ اور اس امر پہ زور لگایا۔ کہ صرف امیر لوگوں کا حق نہیں کہ جائیدادیں رکھیں۔ اور ہر ایک شئے مشترک ہونی چاہیئے۔ وغیرہ جرمنی میں بہت خونریزی اور بربادی ہوئی۔

س۔ کیا لوتھر نے انابپٹسٹوں کی مخالفت کی؟

ج:۔ ہاں۔ اور یہ امر اس کی زندگی کا نہایت شرمناک کام تھا۔ لوتھر نے بجائے اس کے کہ اُن غریب گمراہ لوگوں کی سفارش کرے۔ جن کا صرف یہی قصور تھا۔ کہ وہ اُس کے مسائل پہ عمل پیرا تھے۔ اُمرا کو اس بات پہ برانگیختہ کیا۔ کہ بےرحمی سے بھونکتے ہوئے کُتّوں کی طرح ان کی بیخ کنی کی جائے۔ کئی لاکھ کسان اس کی تحریک پر قتل کئے گئے۔

س:۔ ان پروٹسٹنٹ لوگوں کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ جو لوتھر کو مردِ خدا کہتے ہیں؟

ج:۔ وہ یا تو اصلی حقیقت سے بالکل بےخبر ہیں۔ یا لوتھر کی سرگذشت سے اُن کو کچھ بھی واقفیت نہیں۔

س۔ لوتھر خود اپنی نسبت کیا کہتا ہے؟

ج:۔ "کہ مجھ کو شیطان کی طرف سے الہام ہوا۔ آدھی رات کو میری نیند کھُلی۔ تو شیطان نے اس کے مضمون پر میرے ساتھ بحث شروع کی۔" (جلد ۶ صفحہ ۸۲)

لوتھر اپنی نجات سے مایوس تھا۔ ایک روز گرمی کے دنوں میں شام کے وقت مرنے سے

چند مہینے پہلے لوتھر کی بیوی نے آسمان کی طرف جس میں ستارے چمک رہے تھے اشارہ کیا اور کہا۔ کہ اے میرے آقا دیکھو آسمان کیسا خوشنما ہے" بدبختی نے اُداسی کے لہجہ میں جواب دیا" یہ ہمارے لئے نہیں چمک رہے ہیں" خوف زدہ کیتھرین نے کہا۔ کیوں! کیا اس وجہ سے کہ ہم نے اپنی مذہبی منتوں کو توڑ دیا"؟ لوتھر نے جواب دیا" شائد ایسا ہی ہو" کیتھرین نے کہا اگر ایسا ہی ہے۔ تو کیا ہم پہلی حالت میں نہ آجائیں" لوتھر نے جواب دیا" کہ اب وقت نہیں رہا اور گاڑی کیچڑ میں پھنس گئی ہے" یہ کہا اور وہ یکایک اُٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا (لوتھر کی سوانح عمری مؤلفہ اوڈن)

س:۔ لوتھر کے دوسرے ریفارمر بھائی اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ج:۔ جوسیٹین کہتا ہے۔ کہ لوتھر نہایت ہی تُند خو تھا۔ اسے کولم پاڈ (OE Colamma) کہتا ہے۔ کہ وہ غرور اور نخوت سے بھرا ہوا تھا۔ اور شیطان نے اس کو بہکایا تھا۔ ہنری ہشتم کہتا ہے۔ کہ شیطان کی تحریک پر وہ اپنی شہوت کو قابو میں نہ لا سکا۔ زیورچ کی کلیسیا نے لوتھر کے خلاف اظہار کیا۔ کہ اس کی تمام تصانیف شیطان کی تحریک پر لکھی گئی ہیں۔ کیلون کہتا ہے۔ کہ لوتھر کی کلیسیا سوختنی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

س:۔ لوتھر کے بارے میں اب تمہارا کیا خیال ہے؟

ج:۔ ہر شخص جو لوتھر کی کتابوں کو پڑھتا ہے۔ جو کہ فحش باتوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اور ہر آدمی جو لوتھر کے شرمناک واقعات اور اس کے قابلِ الزام مسائل سے واقف ہے۔ یہ نتیجہ نکالے گا۔ کہ یہ شخص مردِ خدا نہ تھا۔ دوم اس کا کام خدا کا کام نہ تھا۔ اور جو وسائل اس نے اختیار کئے خدا کی طرف سے نہ تھے۔ اس نے خود اقرار کیا ہے۔ کہ وہ شیطان کا بھیجا ہوا رسول تھا۔ اور شیطان سے اُسے الہام ہوتا تھا وہ ایک خونخوار بھیڑیا تھا۔ جو اچھے چرواہے یعنی مسیح کی بھیڑوں کو پکڑنے۔ پھاڑنے اور تتر بتر کرنے کے لئے آیا تھا۔

چہارم کیلون

س:۔ کیلون کہاں پیدا ہوا تھا؟

ج :- وہ ۱۵۰۹ء میں ملکِ فرانس کے ایک چھوٹے قصبہ نُویَن میں پیدا ہوا تھا؟
س۔ وہ کیسا شخص تھا؟
ج۔ اسی کے مُصلح بھائیوں میں سے ایک شخص مسمی وُدلمرد (woman) کہتا ہے "مَیں جانتا ہوں۔ کہ کیلون شُد اور گمراہ شخص ہے۔ اور وہ ہماری تعلیم کے لئے نہایت موزون شخص ہے"۔
س :- کیا کیلون کا چال چلن لوتھر کے مقابلہ میں بہتر تھا؟
ج۔ نہیں وہ اس سے بھی بدتر تھا۔ کیلون پرلے درجہ کا بدکار تھا۔ اور خلاف وضع فطری کا مجرم تھا۔ اور اس وجہ سے اس کو زندہ جلا دینے کا حکم ہُوا۔ لیکن قانونی تحقیقات کے بعد بشپ صاحب کی درخواست پر بجائے جلائے جانے کے آگ سے داغ دینے کا حکم دیا گیا۔ نویون میں بے شمار لوگوں کے سامنے اس کی پُشت پر داغ دیا گیا۔ یہ واقع ایسا صحیح ہے۔ اور سرکاری کاغذات جو اس حقیقت کو پُورے طور پر ثابت کرتے ہیں۔ ایسے ٹھیک اور درست اور کافی ہیں۔ کہ کوئی سرگرم پروٹسٹنٹ یا کیلون کا پُرجوش پَیرو بھی اس سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔
س۔ تقدیر کے مسئلہ پر کیلون کی کیا تعلیم تھی؟
ج۔ کہ خدا نے بعض شخصوں کی تقدیر میں نجات لکھی ہے۔ اور بعضوں کی تقدیر میں جہنمی ہونا لکھا ہے۔ یہ خدائی حکم انسان پر منحصر نہیں۔ اور انسان کے کسی فعل سے بدل نہیں سکتا اور یہ کہ جس شخص کی قسمت میں نجات پانی ہے۔ اُسے نجات مل کر رہے گی۔ خواہ وہ کتنے ہی زیادہ گناہ کرے۔ اور برعکس اس کے جس آدمی کی تقدیر میں جہنمی ہونا ہے۔ وہ جہنمی ہوگا۔ خواہ وہ کیسی ہی پاک زندگی بسر کرے۔ وہ یہ بھی تعلیم دیتا تھا۔ کہ جیسا خدا کی مرضی بعض لوگوں کو برگزیدہ بنا دیتی ہے۔ ویسا ہی خدا کی مرضی بعض شخصوں کو ملعُون کر دیتی ہے۔ الغرض کیلون نے خدا کو گناہ کا بانی اور سبب ٹھیرایا۔ بلکہ وہ صاف صاف کہا کرتا تھا۔ کہ قبیح گناہ مثلاً خویشوں کے ساتھ ہم بستری جس کا ابی سلوم اپنے باپ کی بیویوں کے ساتھ مرتکب ہُوا تھا۔ خدا کا

کام تھا۔

س۔ کیلون کے اس مسئلہ تقدیر پر لوگوں نے کیا رائے قائم کی؟

ج:۔ نہ صرف کاتھولک بلکہ پروٹسٹنٹ ملکوں میں اس مسئلہ کے خلاف عام اظہار ناپسندیدگی کیا گیا۔ نئے ایجاد کردہ چرچ آف انگلینڈ کے بشپوں نے خدا کے آگے اظہار کیا۔ کہ کیلون اور اس کے شاگردوں نے پاک نوشتوں کی ہر ایک آیت کے معنوں کو جنیوا کی کلیسیا کے حق میں بدل ڈالا ہے۔

Surv. of Pretend. Holy ... P. 44.

جرمنی کے لوتھر کے پیروؤں نے سنجیدہ طور پر اور راستی سے ظاہر کیا۔ کہ ہر ایک شخص کو کیلون کی تعلیم سے خوف کرنا چاہیئے۔ اور اس پر لعنت بھیجنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک دیوانگی ہے۔ اور اخلاق کی تباہی اور ہیبت ناک کفر ہے۔" (کورپ ڈاکٹر کریسٹ Corp. Doct. Christ.)

س۔ کیا کیلون پروٹسٹنٹ مذہب کے بنیادی اصولوں کا پابند رہا؟ یعنی کہ ہر ایک شخص کو اختیار ہے۔ کہ نوشتوں کی خود ہی تفسیر کرے۔

ج:۔ اس نے سب لوگوں سے اس مسئلہ کی زیادہ مخالفت کی۔ اس کا خیال تھا۔ کہ وہ خود خطا سے بری ہے۔ اور مخالفت شیطان کا کام ہے۔ اور یہ ایسا جرم ہے۔ کہ اس کا مخالف زندہ جلا دیا جائے۔ نئے ضابطہ قوانین ہیں جو کہ جنیوا کے لئے اس کی زیر نگرانی مرتب کئے گئے تھے۔ لفظ موت متواتر استعمال ہوا ہے۔ جو خدا کی بغاوت کرے اس کے لئے موت۔ اور پروٹسٹنٹ پناہ گیروں کا مذاق کرنا خدا کی بغاوت کے برابر تھا۔ اور جو سلطنت کی بغاوت کرے، وہ موت کا مستحق تھا۔ اور کیلون کی ہنسی اڑانی سلطنت کے خلاف بغاوت کے برابر تھا۔ اور بدعتیوں کے لئے موت۔ اور جو کیلون سے کامل اتفاق نہیں رکھتے تھے۔ وہ سب بدعتی تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اُس خط میں جو اس نے مارکوئیس دی پوئی (Marquess de Poet) کو لکھا وہ اپنے مخالفین کا ذکر کر کے کہتا ہے "کہ ایسے سخت بدمعاش شخصوں کو گلا گھونٹ کر مار

دینا چاہیئے۔ جیسے کہ ہم نے مائیکل سرویٹ کے ساتھ کیا تھا۔

original letter
sed Cervin's history
Michael Servet

س۔ مائیکل سرویٹ کون تھا؟

ج:۔ وہ ایک پروٹسٹنٹ تھا جس نے اقدس تثلیث کے مسئلہ پر کیلون کی مخالفت کی۔ اس مخالفت کی وجہ سے کیلون نے جینوا میں اس کو زندہ جلوا دیا تھا۔

س۔ کیلون لوتھر کے مسائل کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟

ج:۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ لوتھر کی طرح آدھا پیسٹ رہنے کی بہ نسبت یہ بہتر ہے۔ کہ بالکل ایک نئی کلیسیا ایجاد کی جائے۔ وہ لوتھر کی کلیسیا کو سؤر خانہ کہا کرتا تھا۔

س۔ تمہاری اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟

ج:۔ کہ پروٹسٹنٹ خادمانِ دین کی تعلیم مضحکہ انگیز ہے۔ کیونکہ وہ سکھاتے ہیں۔ کہ پروٹسٹنٹ مذہب گویا ابتدائی قدیمی کلیسیا کو بحال کرنا ہے۔ مگر اس مذہب کے بانی اس کو بالکل ایک نیا مذہب مانتے ہیں۔ یہ ہے کیلون کا اقرار۔ لوتھر کا اقوال۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

س۔ جینوا کی وبا کے دنوں میں جس سے شہر برباد ہو گیا۔ کیلون نے کیا چال اختیار کی؟

ج۔ کیلون نہ صرف تندخو۔ ریاکار۔ بدذات شخص تھا۔ بلکہ وہ بے حیا اور بزدل بھی تھا۔ جونہی کہ وبا شروع ہوئی کیلون نے شہر کی کونسل سے حکم جاری کرایا۔ کہ مسٹر کیلون بیماروں کی تیمارداری کے لئے نہیں جائے گا۔ کیونکہ کلیسیا کو اس کی ضرورت ہے۔ اس بزدل کو مقدس چارلس بورومیو کی روش سے مقابلہ کرو۔ جب کہ مقدس نے تقریباً اسی وقت میلان کی وبا کے زمانے میں بیماروں کی تیمارداری کی۔ اور مسیح کے ذیل کے الفاظ کو یاد کرو۔ "اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔ پر مزدور اور وہ جو چرواہا نہیں اور بھیڑوں کا مالک نہیں۔ بھیڑیا آتے دیکھ کر بھیڑوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور بھاگ جاتا ہے۔ اور بھیڑیا انہیں پکڑتا ہے۔ اور بھیڑوں کو پراگندہ کرتا ہے۔ مزدور بھاگتا ہے۔ کیوں کہ وہ مزدور ہے۔ اور بھیڑوں کے لئے فکر نہیں کرتا۔" (یوحنا ۱۰: ۱۱ تا ۱۳) ہم کو ضمناً یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ ایسی اور دیگر باتوں میں کیلون کے زمانہ سے پروٹسٹنٹ مذہب ترقی کر رہا ہے۔ مثلاً جب ۱۸۳۲ء میں شہر ڈبلن میں ہیضہ کا زور تھا۔ وہاں کے پروٹسٹنٹ

بشپ ڈاکٹر وٹیلی نے نہ صرف اپنے دینی بزرگ کی پیروی کی۔ اور اس کی طرح اپنے آپ کو خطرہ سے دور رکھا۔ بلکہ اپنی بزدلانہ روش کی حمایت میں ایک امر کے ثابت کرنے کی حماقت کی جس کا کیلون کو بھی خیال نہ آیا تھا۔ اور گویا اس کو پروٹسٹنٹ چرچ کے لئے بطور ایک قاعدہ کلیہ کے قائم کر دیا اس نے پادریوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ مجھے اس امر کے اظہار میں کوئی خوف نہیں ہے۔ کہ اگر کسی پروٹسٹنٹ کو متعدی بیماری ہو جائے۔ تو اُسے اپنے پادری کو بلا کر خطرہ میں ڈالنا ضروری نہیں ہے۔ اپنے فرائض کے انجام دہی کے لئے بیمار کا بستر یا موت سے بُری جگہ کوئی نہیں۔ ایسے الفاظ کو زیادہ وزنی بنانے کے لئے اس بزدل بشپ نے یہ کیوں نہ کہا۔ کہ یہ رسم چونکہ خاص طور پر روما کی کلیسیا سے لی گئی ہے۔ اس لئے کسی نہ کسی طور پر بت پرستی کے برابر ہے۔

س۔ کیلون کی موت کیسی ہوئی؟

ج۔ خود کیلون کے ایک شاگرد نے کہا۔ کہ کیلون نے اپنی زندگی کو مایوسی میں ختم کیا۔ ایک ایسی شرمناک اور نفرت انگیز بیماری میں یعنی اُس کے آلہ تناسل میں پھوڑا نکلا تھا جس سے خدا باغی اور ملعونوں کو سزا دیا کرتا ہے۔ اس بات کو میں تصدیق کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اس کا خوفناک انجام بچشم خود دیکھا ہے۔" (دیکھو فیلہ)

جرمنی کے لوتھر کے پیرو کہتے ہیں۔ کہ خدا نے اپنا انصاف کیلون پر ظاہر کیا۔ جس کو اس نے اس کی کم بخت موت سے پہلے خوفناک سزا دی۔ خدا نے اس بدعتی کو ایسی سزا دی۔ کہ وہ نجات پانے سے مایوس ہو کر اور شیطان کا نام لیتا ہوا قسمیں کھاتے ہوئے اور کفر بکتے ہوئے اس نے اپنی ناپاک روح خدا کے حوالے کی۔ (Conrad Schlus... ... 2 p. 72)

س:۔ اب تم کیلون کی بابت کیا خیال کرتے ہو؟

ج:۔ ہم یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ نہایت متعصب پروٹسٹنٹ کا ایسے بدنام شخص کو مرد خدا کہنا اور اس کی اصلاح کے کام کو خدا کا کام سمجھنا نہایت غلط ہے۔

پنجم چرچ آف انگلینڈ کی کلیسیا کے بانیوں کا احوال

س - چرچ آف انگلینڈ کو قائم ہوئے کتنا عرصہ ہوا؟

ج :- تین سو برس کے قریب۔ اس سے پہلے کُل انگلینڈ کا تھولک تھا۔

س - انگلستان میں پروٹسٹنٹ مذہب کے بانی کون تھے؟

ج :- بادشاہ ہنری ہشتم اور کرانمر کنٹربری کا آرچ بشپ۔

س - کیا ہنری ہشتم نے اوّل اوّل لوتھر کے نئے مذہب کے خلاف نہیں لکھا تھا؟

ج :- ہاں اس نے لکھا تھا۔ اور اس لکھنے کے باعث پاپائے اعظم نے اُس کو "حامیٔ مذہب" کا شاندار خطاب دیا تھا۔ گو انہوں نے پاپائے اعظم کے رُوحانی اختیار کو برطرف کر دیا۔ اور اپنی سلطنت میں سچے مذہب کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی۔ لیکن آج تک شاہانِ انگلستان کے خطابات میں یہ خطاب ایزاد کیا جاتا ہے۔

س - ہنری ہشتم کس طرح ریفارمر بنا؟

ج :- جس طرح لوتھر اور کیلون نے نہایت شرمناک خواہشوں کا غلام بن کر اپنے آپ کو کاتھولک کلیسیا سے علیحدہ کر لیا۔ اسی طرح ہنری ہشتم نے بھی کیا۔ ایراگون کی کیتھرین کے ساتھ شادی کر لینے کے بیس برس بعد ہنری ہشتم این ڈی بولین پر فریفتہ ہو گیا۔ اور پاپائے اعظم سے درخواست کی کہ منکوحہ بیوی کو طلاق دینا منظور کریں۔ تاکہ وہ اپنی داشتہ سے شادی کرے

س :- پاپائے اعظم نے اس کا کیا جواب دیا؟

ج :- پاپائے اعظم نے کہا۔ کہ ہنری کی شادی کیتھرین کے ساتھ جائز اور شرعی ہے۔ اور این ڈی بولین کے ساتھ زناکارانہ تعلقات کی مذمت کی۔

س - اس موقع پر ہنری نے کیا کارروائی کی؟

ج - شہوت اور غصہ سے بھڑک کر اس نے پاپائے اعظم کے روحانی اختیارات سے انکار کیا۔ اور

اعلان کر دیا۔ کہ وہ چرچ آف انگلینڈ کا واحد سردار ہے۔ اور اس نے اپنی بیوی کیتھرائن کو چھوڑ کر این ڈی بولین سے شادی کر لی۔

س۔ اس کی دوسری کارروائی کیا تھی؟

ج:۔ اس نے اپنی خوشامدی پارلیمنٹ کو مجبور کیا۔ کہ کلیسیا کی تمام ملکیت کو اس کے حوالہ کر دے اُس نے گرجے اور خانقاہیں جو کہ محتاجوں کے لئے وقف تھیں چھین لیں۔ اور تمام مخالفت کو مٹانے کی غرض سے اُن شخصوں کو جو کہ اس کے شرمناک اور تفرقہ انداز کارروائیوں کے خلاف تھے۔ سُولی پر چڑھا دیا۔ ان شہیدوں میں نہایت ہی مشہور فشر روچسٹر کا بشپ۔ اور انگلستان کا لارڈ چینسلر ٹامس مور تھے۔

س۔ کیا این ڈی بولین نے یہ ناجائز تاج بہت دنوں تک پہنا؟

ج:۔ نہیں۔ دو یا تین برس کے بعد ہنری ہشتم اس سے بیزار ہو گیا۔ اور اس پر زنا کا الزام لگایا۔ اور اُسے قتل کروا دیا۔ پھر اس کے بعد جین سیمور سے شادی کی جس کا چند ماہ بعد انتقال ہو گیا جین سیمور کی جگہ این آف کلیوز آئی۔ اس کو بھی اس نے ترک کر دیا۔ پھر اس کے بعد کیتھرین ہوورڈ آئی جو این ڈی بولین کی طرح اسی الزام پر پھانسی چڑھائی گئی۔ پاک ریفارمر کی چھٹی یا ساتویں بیوی کا بھی یہی حال ہوتا۔ اگر ہنری کی اپنی موت ایسے قصابانہ قتلوں کا خاتمہ نہ کر دیتی۔

س۔ کیا اب تم کو پورے طور پر یقین ہو گیا ہے۔ کہ ہنری ہشتم مرد خدا نہ تھا؟

ج۔ ہاں۔ اور ہر ایک شخص پروٹسٹنٹ مؤرخوں کی رائے سے اتفاق کرے گا۔ کہ ہنری ہشتم سب سے بڑا شیطان سیرت شخص تھا جس نے مسیحیت کو بدنام کیا۔

(Cobbett's letters 3*. 104)

س:۔ قرانمر کون تھا؟

ج:۔ قرانمر ان تمام ناجائز کاموں اور قتلوں میں جو ہنری ہشتم نے کئے۔ اس کا سب سے بڑا مددگار اور کنٹربری کا پہلا پروٹسٹنٹ آرچ بشپ تھا۔

س۔ قرانمر نے اپنے آپ کو اقدس خدمت کی مخصوصیت کے لئے کس طرح تیار کیا؟

ج ۔ حلف دروغی سے ۔ الطار کے سامنے جانے سے پہلے ۔ جہاں اس نے پاپائے اعظم کی تابعداری کرنے کی قسم کھانے کے واسطے معمولی طور پر جانا تھا ۔ وہ ایک چیپل میں گیا ۔ اور وہاں حلف اٹھایا ۔ کہ وہ اس قسم پر جو کہ وہ کھانے کو جارہا ہے ۔ قائم نہ رہے گا (Cobbett letters 2 n. 64)

س ۔ کیا یہ شریر آدمی کاہن تھا؟

ج ۔ ہاں ۔ اور باوجود اپنی منت کے اس کی ایک بیوی جرمنی میں زندہ تھی ۔ اور ایک انگلستان میں (Cobbett letter no 3 n. 104)

س ۔ قرامر نے کتنے مسلسل طلاقوں کے فتوے ہنری ہشتم کے حق میں دیئے؟

ج ۔ کم سے کم چار ۔ جونہی بادشاہ کی طبیعت ایک بیوی سے بیزار ہوتی تھی ۔ اور وہ دوسری کرنا چاہتا تھا ۔ قرامر ہر بار انصاف کی کرسی پر بیٹھتا تھا ۔ اور متواتر ان شادیوں کو جو اس نے خود جائز اور شرعی قرار دی تھیں ۔ ناجائز ٹھیراتا تھا ۔

س ۔ کیا قرامر ایذارساں تھا؟

ج ۔ ہاں ۔ ہنری کے عہد میں اس نے بہت شخصوں کو تبدیل جوہر کے اعتقاد نہ کرنے کے سبب سے جلوا دیا تھا ۔ اور بادشاہ ہنری کے مرجانے کے بعد اس نے دیگر شخصوں کو تبدیل جوہر رکھنے کے سبب سے قصوروار ٹھیرایا ۔ اور ان کو جلوا دیا ۔ آخرکار اس نے بھی ملکہ میری کے برخلاف بغاوت کے الزام کی ہی سزا بھگتی ۔

س ۔ پروٹسٹنٹ مورخ قرامر کی بابت کیا کہتے ہیں؟

ج ۔ کہ اس کے نام پر ہمیشہ لعنت بھیجنی چاہیئے ۔ کیونکہ وہ ایسا نام ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالے کے انصاف میں شک پیدا ہوتا ہے ۔ (Cobbett letter no: 2 n. 64)

س ۔ اب تم چرچ آف انگلینڈ کے بانیوں کی بابت کیا خیال کرتے ہو؟

ج ۔ وہی پروٹسٹنٹ مورخ کہتا ہے ۔ کوئی عہد حکومت ۔ کوئی زمانہ کوئی ملک ایسا نہیں جس میں اس قسم کی ریاکاری ۔ لالچ ۔ کینہ پن ۔ دھوکہ وہی ہوئی ہو جیسی کہ انگلستان نے ان لوگوں میں دیکھیں ۔ جو کاتھولک مذہب کے تباہ کرنے والے ۔ اور پروٹسٹنٹ مذہب کے بانی تھے ۔"

(Cobbett letter n. 220, 221)

ششم۔ اصلاح کے بانی مردِ خدا نہ تھے

س :۔ جب کہ یہ بات بالکل صاف طور سے ظاہر ہو گئی۔ کہ لوتھر کیلون اور چرچ آف انگلینڈ کے بانی خدا کے بھیجے ہوئے نہ تھے۔ تو کیا یہی بات اُن کے دیگر مصلح بھائیوں یعنی فرلوس تتش (Melancthon)، زونگل (Zwingli)، بیضاد (Beza) وغیرہ وغیرہ پر بھی صادق آتی ہے؟

ج :۔ بلا شبہ اُن لوگوں کی زندگیاں ایسے اعمالوں میں صرف ہوئیں۔ جو اُن کی فطرت کی شرارت اور نتائج کے فتنوں کے لحاظ سے ایسی ہیں۔ کہ انسانی بدنامی کی تعریف میں اُن کا ثانی نہیں۔ ہم ایسی اور مثالیں نہیں دیں گے۔ ایسے شرم انگیز فتنوں کو طول دینا بالکل فضول ہے۔ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہم کابٹ کے قول کی تصدیق کی ہے۔ کہ دنیا نے کبھی کسی زمانہ میں لوتھر کیلون۔ زونگل۔ بیضاد وغیرہ وغیرہ جیسے بدمعاش نہیں دیکھے۔

س :۔ کیا اس بات کا احتمال یا امکان ہے۔ کہ خدا اپنی کلیسیا کی اصلاح کے لئے ایسے شخصوں کو منتخب کرے؟

ج :۔ جب ہم اُن لوگوں کا خیال کرتے ہیں۔ کہ جن کو خدا نے سالہا سال اپنے بندوں کو اپنی رحمت بھیجنے کے لئے نبی یا رسول منتخب کیا تھا۔ مثلاً موسےٰ اور نبی اور رسول۔ جب ہم غور کرتے ہیں۔ کہ یہ شخص الٰہی خدمت کے لئے منتخب ہونے سے پہلے خواہ کچھ ہی تھے: تاہم اپنے انتخاب ہونے کے بعد وہ حلیم پاک رحمدل اور پُرجوش ہو گئے۔ اور اُن کے جوش نہایت اعلےٰ نیک نیتی سے بھرے ہوئے تھے۔ تو ہمیں نتیجہ نکالنا ہو گا۔ جو کوئی ان مُصلح رہنماؤں کو خدا کا بندہ خیال کرتا ہے۔ عقل سے خالی ہے۔ کوئی آدمی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ پروٹسٹنٹ مذہب سے پہلے کاتھولک کلیسیا میں برائیاں آ گئی تھیں۔ اور ہر ایک زمانے میں عقل مند اور بے وقوف کنواریاں ہوں گی۔ اور گیہوں اور کانٹے والے ملے ہوں گے۔ مگر ایسی برائیوں کے رفع کرنے کے لئے کاتھولک کلیسیا ہیں مناسب طور پر مسیح کے ہاتھوں سے قائم شدہ ایک جماعت ہے۔ اور ہمیشہ ہو گی۔ اور رہیگی

اور لوتھر کے زمانہ میں بھی تھی۔ اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اس جماعت نے اپنے فرائض اُن تھک وفاداری کے ساتھ ادا کئے۔

س۔ کیا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کہ کاتھولک مذہب کے بعض چرواہے ایسے ہی نکمّے تھے۔ جیسے کہ لوتھر اور اس کے دوسرے اصلاح کرنے والے لوگ؟

ج۔ بعض کیتھولک چرواہے شریر ہوئے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ خدا کے جائز خادمانِ دین تھے کیونکہ وہ جائز طور پر مقرر شدہ چرواہوں کے جانشین ہوئے۔ مسیح خود کہتا ہے۔ فقیہہ اور فریسی موسےٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ اس لئے جو کچھ وہ تمہیں کہیں، مانو اور عمل میں لاؤ۔ لیکن اُن کے سے کام نہ کرو۔ (متی ۲۳، ۲ و ۳) لیکن لوتھر نرالا تھا۔ یعنی وہ کسی جائز طور پر مقرر شدہ شخص کا جانشین نہیں ہوا تھا۔ وہ ایک نئے فرقہ کا پہلا اور اکیلا تعلیم دینے والا شخص تھا۔ اور اس کا کوئی مشن نہ تھا۔

س۔ کیا لوتھر جو کاتھولک کلیسیا کا ایک کاہن تھا۔ یہ جواب نہیں دے سکتا تھا۔ کہ مجھے پاک نوشتوں کے مطابق کلیسیا کی طرف سے سچی تعلیم سکھانے کا اختیار ہے؟

ج۔ یا تو کاتھولک کلیسیا اس وقت سچی کلیسیا تھی یا نہ تھی اگر سچی کلیسیا تھی۔ تو لوتھر نے کیوں اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کیا۔ اگر سچی کلیسیا نہ تھی۔ تو اس کلیسیا کو رسالت یا رسولی کام کرنے کی اجازت دینے کا بالکل اختیار نہ تھا۔

س۔ کیا لوتھر اور دوسرے ریفارمر اس بات کا اقرار نہیں کرتے۔ کہ ہم انجیل کی تعلیم کے لئے صریحاً یا بلا وسیلہ خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں؟

ج۔ اُنہوں نے ایسا کیا لیکن اگر وہ خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے ہوتے۔ تو وہ موسےٰ اور ہمارے خداوند کی طرح معجزہ کر کے اس بات کو ثابت کر سکتے

س۔ کیا لوتھر نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے۔ کہ کوئی شخص منادی نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کو سچی کلیسیا یا خدا کی طرف سے اختیار نہ ملا ہو؟

ج۔ ہاں اس نے تسلیم کیا۔ کیونکہ انا بپٹسٹ واعظوں کو مخاطب کر کے وہ کہتا ہے۔ کہ اگر تم کو انسان نے بھیجا ہے۔ تو تم ہم کو اپنا فرمان دکھاؤ۔ اگر تم خدا کی طرف سے آئے ہو۔ تو ہم کو معجزہ دکھاؤ۔ ذ لوتھر

دوکس ڈوم صفحہ ۱۹۴) جب کانٹوائس لوگوں نے زیادہ موزونیت سے یہ دلیل خود اس پر عائد کی. تو لوتھر یہ پریشان کن دلیل بھول گیا۔

س ۔ پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں کی بابت اب تمہاری کیا رائے ہے؟

ج ۔ کہ وہ اور ان کے جانشین خادمانِ دین بھیڑوں کے بھیس میں بھیڑیئے ہیں. جو بھیڑ خانہ میں دروازہ سے داخل نہیں ہوئے. بلکہ دیوار پھاند کر آئے ہیں. جن کی نسبت مسیح کہتا ہے. کہ وہ بھیڑوں کو پالنے کی خاطر نہیں آئے. بلکہ بھیڑوں کو کھانے کی خاطر اندر داخل ہوئے ہیں۔

ہفتم ۔ اصلاح خدائی کام نہ تھا

س ۔ جھوٹے نبیوں کی بابت یسوع مسیح نے کیا کہا ہے؟

ج ۔ کہ تم انہیں ان کے پھلوں سے پہچانو گے۔ اچھا درخت برا پھل نہیں لا سکتا۔ نہ برا درخت اچھا پھل لا سکتا" (متی ۷: ۱۶ و ۱۸) ہم پہلے یہ بات صاف طور پر ثابت کر چکے ہیں. کہ پروٹسٹنٹ اصلاح کنندگاں مرد خدا نہ تھے۔ آؤ اب ہم دیکھیں. کہ آیا ان کے کام خدا کے کام تھے۔ اور انہی لوگوں کے اقرار سے صریحاً ثابت کریں. کہ وہ درخت جو انہوں نے لگایا برا ہے۔ اور برا ہی پھل دے گا۔

س ۔ اس اصلاح کے فوری اثرات مسیحوں کے اخلاق پر کیا تھے؟

ج ۔ مورخ کابٹ کے مفصلہ ذیل الفاظ کے موافق ہم کہتے ہیں. کہ اصلاح کے نتائج لوگوں کے اخلاق پر بہت ہولناک تھے۔ تمام مورخ متفق ہیں. کہ پہلے اس قسم کی بدیاں اور جرائم لتے زیادہ نہ تھے" (Cobbet Letter 73-201)

س ۔ ایراسمس کا قول اس بارے میں کیا ہے؟

ج ۔ پہلے وقتوں میں انجیل کی بدولت تندخو شخص حلیم اور لوٹیرے رحم دل بن جایا کرتے تھے۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں. کہ جو شخص اس نئے مذہب کو اختیار کرتے ہیں وہ خاص سب جن کہ دوسروں کے مال کو دبا بیٹھتے اور مفسد بن جاتے ہیں۔ ان کی زبان پر انجیل خدا کا پاک کلام ایمان

اور مسیح وغیرہ ایسے پاک الفاظ رہتے ہیں. مگر ان کے کام ایسے ہیں. جن سے یہ گمان ہوتا ہے. کہ گویا ان کے اندر شیطان داخل ہوا ہوا ہے. الغرض وہ اتنے ہیں. کہ اگر مجھے دنیا میں ایسی جگہ کا علم ہوتا. جہاں وہ نہ ہوں. تو میں اسی وقت وہاں چلا جاتا"

(The Protestant Reformers Lives & Deeds p. 62)

س. کیا ان میں کوئی مستثنےٰ بھی تھا؟

ج ۱. ایسا معلوم ہوتا ہے. کہ بہت کم. کیونکہ اسی ایراسمس کا قول ہے. کہ میں بدبخت ہی سہی. لیکن میں اقرار کرتا ہوں. کہ مجھے ایک بھی ایسا شخص ان میں نہیں ملا. جو ظاہراً بدتر بگڑی نہ ہوا ہو" (وہی کتاب صفحہ ۶۳)

ایراسمس (Erasmus) نے تنہا یہ رائے قائم نہیں کی. کیونکہ وہ آگے کہتا ہے. کہ کیا لوتھر نے خود تسلیم نہیں کیا. کہ اس موجودہ نسل پر جو بڑی سرگرمی سے انجیل کے بھیس میں ہر قسم کی برائیاں کرتی ہے. پاپائے اعظم اور زاہدوں کی پرانی حکومت کو ترجیح دیتا ہوں؟ کیا میلنکتھن (Melancthon) نے بھی ایسی شکایت اپنے رنج کے خطوط میں جو اس نے ہم کو لکھے نہیں کی؟ اور کیا ایک اور مصلح ایکولم پادیس نے اپنی گفتگو میں یہ نہیں کہا ہے! (وہی کتاب)

س. اس مضمون پر لوتھر کی اپنی شہادت کیا ہے؟

ج. چونکہ لوتھر پروٹسٹنٹ مذہب کا افسر اور رہنما تھا. اس لئے وہ ان برائیوں کے بیان کرنے میں جو اس نئے مذہب میں سے پیدا ہوئیں. مبالغہ نہیں کر سکتا تھا. اس لئے اس کی گواہی اس بارے میں نہایت ہی معتبر ہے. ہم دیکھیں کہ وہ خود کیا اقرار کرتا ہے. "ہر شخص جو اس نئی جماعت میں شریک ہوا ہے. وہ پہلے کی نسبت سات گنا بدتر ہو گیا. دوسرے شخصوں کا مال لوٹنے. جھوٹ بولنے. دھوکا دینے. شراب خوری. اور ہر قسم کی بدی کرنے لگا" (وہی کتاب صفحہ ۶۴) پھر وہ کہتا ہے کہ "در اصل اس امر کا اقرار کرنا چاہیئے. کہ ہم نے بہ مشکل اپنی اصلاح کو شروع کیا تھا. کہ تمام ملک میں ایک نہایت خوفناک ہنگامہ مچ گیا. اور کلیسیا میں فرقے پیدا ہو گئے. اور ہر مقام سے ایمانداری. اخلاق اور عمدہ تربیت نیست و نابود ہو گئی. اور تمام ادنےٰ و اعلےٰ درجہ کی اوباشی اور شرارت اندر نول

یہاں تک پھیل گئی۔ کہ پہلے پاپائے اعظم کے مذہب کے زمانہ میں کبھی ایسا نہ ہوا تھا" (وہی کتاب صفحہ ۶۶) اپنا پاپاک اصلاحی کام شروع کرنے کے صرف آٹھ سال بعد یعنی ۱۵۲۵ء میں لوتھر نے اس قسم کی گریہ زاری کی ہے۔ سات سال بعد اس سے بھی زیادہ زور کے ساتھ وہ شکایت کرنے لگا۔ کہ "اب تک اس نئے مذہب نے دُنیا میں بدی اور بدچلنی زیادہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ ہر جگہ جہاں اس مذہب کا قدم گیا۔ وہاں پر لوگ زیادہ حریص۔ زیادہ بے رحم اور زیادہ بدتمیز بن گئے" (وہی کتاب صفحہ ۶۷) اور پھر وہ کہتا ہے۔ کہ "ہمیشہ یہ نتیجہ نکلا۔ کہ جس وقت لوگ نئی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ وہ پہلے کی نسبت زیادہ خراب ہو جاتے ہیں" (وہی کتاب صفحہ ۶۷)

اگر اصلاح کنندوں کے یہ ذلیل اقرار اور بیانات جمع کئے جائیں۔ تو آسانی سے ایک کتاب بن سکتی ہے۔ مگر میرے نزدیک اتنا ہی کہنا کافی ہے۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور ثبوت نہیں ہے؟

ج:۔ ہاں۔ علاوہ لوگوں کی شہادتوں کے ہمارے پاس واقعاتی شہادت اس سے بھی قوی ہے۔ اس زمانہ کے قوانین اور آئین اور تمام پروٹسٹنٹ قصبوں اور شہروں کے عدالتی رجسٹروں اور دیگر سرکاری کاغذات کے ملاحظہ سے اصلاح کے زمانہ میں تمام جرائم بالخصوص شہوانی جرائم کی بڑی زیادتی پائی جاتی ہے۔ اور یہ سرکاری کاغذات حال ہی میں اکثر پروٹسٹنٹ لوگوں نے شایع کئے ہیں ان کاغذات کے معتبر ہونے سے کسی شخص کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اصلاح کے تاریخ کے متعلق ہمارا بیان اُن بیانات سے جو بہت سے پروٹسٹنٹ مورخوں کے ہیں۔ مختلف ہے۔ لیکن حقیقت حقیقت ہی ہے۔ اور کوئی تعصب یا لاعلمی اس حقیقت کو معدوم نہیں کر سکتی

س:۔ تم مذکورہ بالا باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج:۔ ہم ان سے حسب ذیل نتائج نکالتے ہیں۔ اول یہ کہ وہ اصلاح جس کا مقصد مذہب کی بہبودی ہو۔ اور برعکس اس کے بہت سی گمراہیاں۔ تفرقے اور بے اعتقادیاں پیدا ہو جائیں۔ خدا کا کام نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اصلاح جو خدا ترسی کا وعدہ کرے۔ اور برعکس اس کے پاکیزگی

کی نسبت بے پروائی کرے۔ خدا کا کام نہیں ہو سکتی۔ تیسرے یہ کہ وہ اصلاح جو ایک خالص اخلاق پیدا کرنے کا وعدہ کرے۔ اور بجائے اس کے ہر قسم کی بدچلنی کا موجب ہو۔ خدا کا کام نہیں ہے۔ یہ صریحاً شیطان کا کام ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ "اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا۔ نہ بُرا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔" (متی ۷: ۱۸)

ہشتم:۔ پروٹسٹنٹ مذہب کی اصلی حالت

س۔ پروٹسٹنٹ مذہب کی خاص خصوصیت اور نہ مٹنے والے انتہا ذکیا ہیں؟

ج۔ تبدیلی۔ بدنظمی۔ اور لاانتہا بے ترتیبی۔ یہ ہمیشہ سے پروٹسٹنٹ مذہب کے نمایاں اور خاص نشانات ہیں۔ اور رہیں گے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ جہاں پروٹسٹنٹ جمع ہوئے۔ وہاں دو فرقے اور دو مختلف مذہب ہوں گے۔ کاتھولک مذہب کے انکار میں اکٹھے ہو جانا پرانی عمارت کو مسمار کر دینا آسان بات تھی۔ لیکن جب نئی عمارت کو بنانے لگے۔ تو معماروں نے آپس میں جھگڑا کرنا شروع کیا۔ انجیل کی نسبت ہر شخص کی اپنی خاص رائے تھی۔ اور وہ دوسروں سے اس رائے کو زبردستی سے منوانے کے لئے جھگڑا کرتا تھا۔ کیلون، میلنکتھن کو لکھتے ہوئے کہتا ہے "کہ یہ نہایت اہم ہے۔ کہ آئندہ نسلوں کو کبھی بھی ان نااتفاقیوں کا پتہ نہ ہونا چاہیے۔ جو ہمارے درمیان ہو رہی ہیں کیونکہ یہ سچ مچ مضحکہ انگیز بات ہے۔ کہ تمام دُنیا کے ساتھ مخالفت کرنے کے بعد ہم شروع ہی سے آپس میں اتفاق نہ کر سکے۔" (Refer. Lives & Death P. 53)

بدقسمتی سے موجودہ نسل نہ صرف اُن نااتفاقیوں کو جو پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ جانتی ہے۔ بلکہ اس کو وہ اختلافات بھی معلوم ہیں۔ جو ہمیشہ سے آج تک ان کے پیروؤں میں زیادہ بڑھتے رہے ہیں۔ ہم اس جگہ ان اختلافات کی طویل داستان کا ذکر نہیں کریں گے۔ صرف اتنا ہی کہنا کافی ہوگا۔ کہ پروٹسٹنٹ بدعتوں کی ترتیب دینے اور تفصیل کہنے کے لئے جو لُوتھر کے زمانہ سے پیدا ہوتی آئیں۔ بہت بڑی کتابوں کی ضرورت محسوس ہوتی۔

س ۔ مشہور پروٹسٹنٹ مارٹ سیلہ اچیرلے اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

ج :۔ عام طور پر پروٹسٹنٹ مذہب پندرہ سال تک رہتا ہے۔ اور وہ اس حقیقت کو ایک نہایت ہی آسان حساب کے عمل سے ثابت کرتا ہے۔ کہ اصلاح کے زمانہ سے پروٹسٹنٹ ملکوں میں ایمان کے نئے نئے عقائد ہمیشہ جاری کئے جاتے ہیں۔ اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد وہی عقائد حکماً منسوخ یا رد کئے جاتے ہیں۔

س ۔ ان متواتر تبدیلیوں اور انقلابات کا پروٹسٹنٹ مذہب کے خاص نشانات پر کیا اثر پڑا؟

ج ۔ اُن کا اثر یہ ہُوا۔ کہ اُس وقت پروٹسٹنٹ لوگوں کا کوئی پکا عقیدہ نہیں رہا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس وقت بھی کئی پروٹسٹنٹ ہیں۔ جو اقدس ثالوث۔ تجسّم۔ اور دیگر ایسی دینی سچائیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر اصلی پروٹسٹنٹ مذہب کسی ایسی بات پر یقین نہیں کرتا۔ بہت سے پروٹسٹنٹ ملکوں میں مسیح کی الوہیت کا بھی انکار کیا جاتا ہے۔ نہ اقرار۔ اور بہت سے پروٹسٹنٹ بشپ خادمانِ دین عہدوں سے علانیہ مسیح کی الوہیت کا انکار کرتے ہیں۔ تاہم وہ نیک اور پکے پروٹسٹنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ اور اُن کا صرف یہی قصور ہے۔ کہ وہ اوروں کی بہ نسبت زیادہ معقول ہیں۔

س ۔ اصلاح کرنے والوں کی تعلیموں یا مسائل کا اب کیا باقی رہا؟

ج :۔ کچھ بھی نہیں۔ لوتھر اور کیلون کے شاگردوں نے فوراً اپنے استادوں کے مسائل میں تبدیلیاں کرنی شروع کر دیں۔ اور نئے مذہب قائم کر دیئے۔ اور بے شمار تبدیلیوں کے بعد آج کل سیکسنی میں جو لوتھر کا وطن تھا۔ اس کی کل تصنیفات مضر اور اخلاق کو خراب کرنے والی سمجھی جاتی ہیں۔ ان کا پڑھنا منع ہے۔ جینوا میں جو کیلون کا سب سے مضبوط قلعہ تھا کیلون کی تعلیم کے برعکس تعلیم سکھائی جاتی ہے۔ اور کیلون کے کل عقائد متروک ہو گئے ہیں۔ اور ایسا ہی بلا کسی مستثنے کے ہر پروٹسٹنٹ ملک میں بھی ہے۔

س ۔ ان تمام مختلف عقائد کا جو اصلاح کے شروع میں قائم ہوئے تھے۔ کیا حال ہُوا؟

ج:- لوگ اُن پر ہنستے ہیں۔ اور اُنہوں نے اُن کو بھلا دیا ہے۔ اب سمالکالڈ (Smal- kalde-) کے عقیدہ یا میٹراپولیٹن (Metropolitan) کے عقیدہ پر کون ایمان رکھتا ہے۔ ادسبرگ (Augsburg) کے عقیدہ پر کس کو اعتبار ہے۔ ڈورڈریخت (Dordrecht) کی مجلس کے عقیدوں پر کون ایمان رکھتا ہے۔ کس کو اب پہلے۔ دوسرے یا تیسرے ہیلویٹک (Helvetic) کا عقیدہ یاد ہے۔ کون شخص اب صدقِ دل سے ایڈورڈ ششم کے ۴۲ مسائل یا ملکہ الزبتھ کے ۳۹ مسائل کو مانتا ہے۔

س: لیکن کیا چرچ آف انگلینڈ اس عام قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہے؟

ج:- بالکل نہیں۔ اس میں بھی وہی تبدیلیاں آگئی ہیں۔ اور چرچ آف انگلینڈ میں بھی ویسی ہی بے اعتقادی ہے۔ جیسے کہ دوسروں میں۔ چونکہ یہ دوسرے فرقوں کی نسبت زیادہ مشہور ہے۔ اس لئے ہم اس کا کچھ مختصر ذکر ذیل میں درج کرتے ہیں۔

یہ چرچ آف انگلینڈ جو ہنری ہشتم نے قائم کیا تھا۔ پہلے پہل اس کے بیٹے ایڈورڈ ششم کے زمانہ میں بدلا گیا۔ پھر پاک سیکرامنٹ منسوخ کئے گئے۔ اور مذہبی رسوم بدل دیئے گئے۔ اور کیتھولک کلیسیا بالکل چرچ آف انگلینڈ بن گئی۔ پھر یہ ہوا۔ کہ کہانت کی تقرری کے لئے نئی نئی صورتیں تجویز کی گئیں۔ پھر یہ وقوع میں آیا۔ کہ ایمان کا ایک نیا عقیدہ جس میں ۴۲ قوانین درج تھے۔ انگلستان کے لوگوں سے جو اس نئے مذہب کے اختیار کرنے کے لئے تیار نہ تھے بالجبر منوایا گیا اور جرمنی کی سپاہ کے ذریعہ سے جو اسی غرض سے انگلستان میں بلائی گئی تھی جاری کیا گیا۔ عام دُعا کی کتاب پہلی بار جنوری سنہ ۱۵۴۹ء میں مرتب ہوئی۔ اور یہ کہا گیا۔ کہ یہ کتاب روح القدس کی خاص مدد سے تیار کی گئی ہے۔ تاہم دو سال کے بعد وہی کتاب منسوخ کر دی گئی۔ حالانکہ وہ رُوح القدس کی خاص مدد سے تیار کی گئی تھی۔ اور اس کے بجائے دوسری عام دعا کی کتاب جاری کی گئی۔ الزبتھ کے وقت میں ایک نیا طریقہ جاری ہوا یعنی بعض پُرانے آئین بدلے گئے۔ اور اُن کے بجائے نئے تجویز ہوئے جیمس اوّل نے اور تبدیلیاں کیں۔ یعنی پہلے عقیدہ کو بدل ڈالا۔ اور اس کے بجائے نیا قائم کیا۔ چارلس اوّل نے آرچ بشپ لوڈ کے مشورہ سے ایک اور اصلاح کی جس کی وجہ

سے وہ مارا گیا۔ پھر پرسبٹیرین آسے۔ اور سرتاپا تبدیلی کر دی گئی۔ اس کے بعد اسقفوں نے عبادت کے قاعدے بدل ڈالے اور پھر یہ خیال کر کے کہ یہ قاعدے ناقص ہیں۔ نئے تجویز کئے گئے وغیرہ۔

چرچ آف انگلینڈ کی تبدیلیوں کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ پر عقاید کے متعلق کیا اس مذہب میں کوئی ایسی شے ہے؟ جب کہ اس کا روحانی سردار انگلستان کا بادشاہ وقت یہ اجازت دے کہ اس کے پادری اس بات کی تعلیم دیں۔ کہ بپتسمہ پانا ایک فضول شے ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ چرچ آف انگلینڈ کا وفادار ممبر ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ بپتسمہ لیا جائے۔ درحقیقت ڈاکٹر ہومن کے قول کے مطابق نصف باشندگانِ انگلستان نے بپتسمہ نہیں لیا۔

چرچ آف انگلینڈ اس وجہ سے قائم ہے۔ کہ وہ بادشاہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے۔ وہ سرکاری محکمہ ہے جس کا انتظام سرکار کرتی ہے۔ اور سرکار اس کی مدد کرتی ہے۔ اس کلیسیا کا عقیدہ پارلیمنٹ کا حکم ہے۔ اور اس کی عام دعا کی کتاب پارلیمنٹ کا ایک قانون ہے۔ جو دوسرے قوانین کی طرح پارلیمنٹ کے شرکا کی کثرت رائے سے کسی وقت منسوخ ہو سکتا ہے۔ اور پھر چرچ آف انگلینڈ بھی ایک گذشتہ واقعہ کی مانند ہو جائے گا۔ اس لئے کیا ایسی کلیسیا مسیح کی غیر تبدیل اور لازوال کلیسیا ہو سکتی ہے؟

س:۔ ان تمام باتوں کی وجہ سے تمہاری کیا رائے ہے؟

ج:۔ مسیح کہتا ہے۔ کہ اس لئے جو کوئی میری یہ باتیں سنتا۔ اور ان پر عمل کرتا ہے۔ اس عقلمند آدمی کی مانند ٹھہرے گا۔ جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا اور مینہ برسا اور باڑھیں آئیں۔ آندھیاں چلیں۔ اور اس گھر پر زور مارا۔ پر وہ نہ گرا۔ کیونکہ اس کی بنیاد چٹان پر رکھی گئی تھی۔ پر جو کوئی یہ میری باتیں سنتا اور ان پر عمل نہیں کرتا۔ وہ اس بیوقوف آدمی کی مانند ٹھہرے گا۔ جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا۔ اور مینہ برسا۔ اور باڑھیں آئیں۔ اور آندھیاں چلیں۔ اور اس گھر پر زور مارا اور وہ گر پڑا۔ اور اس کا گرنا ہولناک ہوا۔" (متی ۷: ۲۴ تا ۲۷)

اصلاح کے زمانہ میں جب ریفارمر ایمان کے نئے نئے قواعد ترتیب دے رہے تھے

ٹرینٹ کی مجلس نے جس کو پاپائے اعظم نے جمع کیا تھا۔ اُن سچائیوں کو بیان اور مستقل کر کے جن پر بدعتی لوگوں نے حملے کئے تھے۔ قانون اور آئین تیار کئے۔ لڑائیوں اور انقلاب کے چار سو سال گذر گئے ہیں۔ اور جب کہ پروٹسٹنٹ عقیدے بالکل متروک ہو گئے ہیں۔ کاتھولک عقائد ایسے پورے طور سے مقبول اور مانے جا رہے ہیں۔ گویا وہ آج ہی جاری کئے گئے تھے ہمارے ہزاروں بشپ اور لاکھوں کاہن ٹرینٹ کی مجلس کے قوانین کو اپنی تعلیم کا قطعی اور لاخطا قاعدہ مانتے ہیں۔ اور اُن قوانین کے موافق تعلیم دیتے ہیں۔ اب ہر ایک شخص خود ہی اس بات کو جانچ کر فیصلہ کرے۔ کہ کون سا گھر پتھر پر اور کون سا گھر ریت پر بنا ہوا ہے؟

سچے مذہب میں داخل ہونے اور اسکو ترک کر دینے کے بارے میں

س:۔ سچے مذہب میں داخل ہونا اور مرتد ہونے سے کیا معنی ہیں؟

ج:۔ سچے مذہب میں داخل ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ غلط عقیدہ کو ترک کر کے سچے دین کو اختیار کیا جائے۔ اور مرتد ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ سچا مذہب چھوڑ کر جھوٹے عقیدہ کو اختیار کر لیا جائے۔ سچا مذہب اختیار کرنا سب پر فرض ہے۔ اور مرتد ہونا گناہ کبیرہ ہے۔ وہ پروٹسٹنٹ جو پھر کا تھولک ہو جاتا ہے۔ نو مرید کہلاتا ہے۔ اور جو کاتھولک پروٹسٹنٹ ہو جاتا ہے۔ مرتد کہلاتا ہے۔ ہم اس فرق کو حسب ذیل دلیلوں سے ثابت کر سکتے ہیں۔

س:۔ تمہاری پہلی دلیل کیا ہے؟

ج:۔ کہ کاتھولک عقیدہ جیسا کہ ہمیشہ رسولوں کے زمانہ سے بتایا گیا ہے۔ بالکل سچا عقیدہ ہے اس میں کئی ایک مسائل شامل ہیں۔ مثلاً خدا کی وحدانیت۔ ثالوث۔ تجسم۔ پاک یوخرسٹ میں یسوع مسیح کی حقیقی حضوری۔ پاپائے اعظم کی رُوحانی سرداری وغیرہ وغیرہ۔ جب پروٹسٹنٹ کاتھولک کلیسیا سے علیحدہ ہوئے۔ تو وہ اپنے رہنماؤں کے خیالات کے مطابق بعض عقیدوں پر قائم رہے

اور بعض کو اپنے رہنماؤں کی مرضی کے مطابق رد کر دیا۔ اور جو کچھ وہ پورے یقین کے ساتھ مانتے ہیں۔ ہم بھی مانتے ہیں۔ اختلاف یہ ہے۔ کہ پروٹسٹنٹ لوگ ہمارے عقیدہ کے ایک حصہ کو رد کرتے ہیں۔ اور اسی انکار کے باعث پروٹسٹنٹ کہلاتے ہیں۔ اس سے یہ نہایت صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ کاتھولک شخص جو پروٹسٹنٹ ہو جاتا ہے۔ دراصل اپنے دین کو ترک کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ بعض سچائیوں کو رد کرتا ہے جن کو وہ کل مانتا تھا۔ لیکن جو پروٹسٹنٹ کاتھولک مذہب کو قبول کرتا ہے۔ اس کو کوئی سچائی چھوڑنی نہیں پڑتی۔ وہ آج اس بات کو رد نہیں کرتا۔ جسے کل مانتا تھا۔ برعکس اس کے وہ آج اُن عقیدوں کو بھی مانتا ہے۔ جن کو وہ کل رد کرتا تھا۔ اور اس لئے وہ دراصل نو مرید ہے۔

س۔ دوسری دلیل کیا ہے؟

ج۔ پروٹسٹنٹ جو کاتھولک بن جاتا ہے۔ کسی اخلاقی قانون یا فرض کو ترک نہیں کرتا۔ برعکس اس کے وہ اپنے آپ کو بعض عقائد کا پابند کرتا ہے۔ اور وہ نئے حکموں کو مانتا ہے۔ کاتھولک جو پروٹسٹنٹ ہو جاتا ہے۔ ان عقائد کو جن کو وہ پہلے مانتا تھا۔ مثلاً روزہ۔ پرہیز۔ اعتراف۔ وغیرہ وغیرہ کو ترک کرتا ہے۔ اور ہر بات کو جو کسی طرح مشکل اور تکلیف دِہ ہو چھوڑ دیتا ہے۔ گویا ایک طرح نیک پروٹسٹنٹ ہونا بہت آسان ہے۔ مذہب کی بابت کچھ بھی مانو۔ جسے تم پسند کرو۔ نہ مانو۔ کبھی کبھی بائبل پڑھ لی۔ کبھی اتوار کو گرجے چلے گئے۔ یا اس میں تکلیف معلوم ہوتی ہو۔ تو نہ گئے۔ دنیا کی نظروں میں ایماندار دکھائی دینے کی کوشش کرو۔ اپنا نام کسی بائبل سوسائٹی کی چندہ کی فہرست میں داخل کرا لو۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ کاتھولک کلیسیا سے دلی نفرت رکھو۔ اور پھر تم ہر طور سے نیک پروٹسٹنٹ کہلاؤ گے۔

مگر کاتھولک لوگوں کا یہ حال نہیں۔ سچی کلیسیا میں صاف قوانین مانے جاتے ہیں۔ اور تکلیف دہ عبادتیں ہیں۔ جو ادا کرنی ہوتی ہیں۔ ایک مشہور نو مرید کونٹ آف سٹولبرگ کہا کرتا تھا۔ کہ میں نے ہمیشہ دیکھا ہے۔ کہ ایک نکمے سے نکما کاتھولک فوراً عمدہ سے عمدہ پروٹسٹنٹ اور بعض وقت انجیل کا خادمِ دین بن سکتا ہے۔ لیکن میں ہر چند روز بروز زیادہ سے زیادہ محسوس کرتا ہوں۔

کہ تجھ سے سچا پروٹسٹنٹ جیسا کہ میں تھا۔ مشکل لا پروا کا تھولک بن سکتا ہے۔

س۔ کیوں کبھی کبھی کاتھولک پروٹسٹنٹ مذہب قبول کر لیتے ہیں؟

ج۔ ا۔ یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ کوئی کاتھولک کبھی کسی اچھی اور نیک غرض سے پروٹسٹنٹ نہیں بنتا اور کاتھولک مذہب کو ترک کرنے کے لئے ہمیشہ حسب ذیل اسباب ہوتے ہیں۔ اور ہوں گے یعنی تکبر۔ اور حصول مقصد میں ناکامی۔ شہوت پرستی۔ جہالت۔ فائدہ یا ترقی کی خواہش وغیرہ وغیرہ۔ کیا کسی شخص نے کبھی کسی ملک میں ایسا دیکھا ہے۔ کہ کوئی نیک کاتھولک نجات حاصل کرنے کے لئے پروٹسٹنٹ بن گیا ہو۔ کیا کسی نے ایسا دیکھا ہے۔ کہ کوئی مرتد پاک زندگی بسر کرے۔ اور اپنے نئے ہم مذہبوں کے لئے نیکی کا ایک نمونہ بنے؟ بعض نفس پرست زاہد عیاش کاہن۔ بد چلن تارک الدنیا عورتیں یعنی کلیسیا کے بدمعاش اشخاص اپنی نفسانی خواہشوں کے تابع ہو کر پروٹسٹنٹ مذہب کی طرف مائل اور رجوع ہو جاتے ہیں۔ تاکہ وہاں ہمدردی اور معاش حاصل کریں۔ مگر کسی کاتھولک نے کبھی اپنی روح کے فائدہ کے لئے ایسا خیال نہیں کیا۔ جب تجرد کے خلاف لوتھر کا رسالہ شائع ہوا۔ ایراسمس ([illegible]) اس وقت جرمنی میں تھا اور وہ ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے۔ کہ ملک جرمنی میں بعض قصبے ہیں۔ جہاں خانقاہوں کو چھوڑ دینے والے زاہد اور آوارہ، منکر دین، شادی شدہ کاہن فاقہ کش اور نصف ننگے بستے ہیں۔ وہ ناچتے کودتے اور شراب پیتے ہیں۔ اور اپنی باقی ماندہ زندگی روٹی اور بیوی کی خاطر بھیک مانگ کر گذارتے ہیں۔ اور انجیل کی کچھ پروا نہیں کرتے ([illegible])

وہی مورخ لکھتا ہے۔ کہ "پہلے انجیل کی خاطر بیوی اور گھر بار چھوڑا جاتا تھا اب اسکے برعکس یہ حالت ہے۔ کہ جب کسی زاہد کو ایک مالدار بیوی مل جائے۔ تو انجیل کی ترقی کے لئے مفید سمجھی جاتی ہے"۔ (وہی کتاب صفحہ [illegible])

اُن جھوٹے نو مریدوں کا چال چلن ہر شخص پر ایسا واضح ہے۔ کہ سنجیدہ پروٹسٹنٹ علانیہ کہتے ہیں۔ کہ ہم ان نو مریدوں سے شرمندہ اور ناخوش ہیں۔ بتیس سال کا عرصہ گزرا جب بدمعاش زاہد اچلی ([illegible]) کو ایک متعصب گروہ سارے انگلستان میں بڑی دھوم دھام کے ساتھ لئے پھرا۔ تو ہزاروں صادق دل پروٹسٹنٹوں نے بڑے افسوس کے ساتھ ڈین سوفٹ (Dean Swift) کے الفاظ کو دہرایا۔ کہ "جب پاپائے اعظم اپنے باغ کی صفائی کرتا ہے۔ تو سارا کوڑا کرکٹ دیوار کے اوپر سے ہمارے باغ میں پھینکتا ہے"۔

س۔ کیا کاتھولک نو مریدوں کا بھی یہی حال ہے؟

ج - ہرگز نہیں۔ البتہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے۔ کہ کوئی پروٹسٹنٹ مادی یا دنیوی غرض کے باعث کاتھولک بن جاتا ہے۔ مگر ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے۔ عموماً پروٹسٹنٹ کو کاتھولک بننے سے کوئی دنیوی فائدہ نہیں ہوتا۔ اور بعض وقت اگر دنیوی نقطۂ نگاہ سے غور کیا جائے۔ تو کاتھولک ہونے سے اس کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص پروٹسٹنٹ ملکوں میں کاتھولک ہو جائے۔ تو اُس کی دنیوی اُمیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ اور ایسا شخص نفرت اور مخالفت کا نشانہ بن جاتا ہے۔ اور بعض وقت اس پر صریحاً ظلم اور ستم روا رکھا جاتا ہے۔ اور اس کو اُن دقتوں اور رکاوٹوں کے توڑنے کیواسطے جو اس کو کاتھولک ہونے کی راہ میں حائل ہوتی ہیں۔ بڑی دلیری کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہے۔ جو صدقِ دل سے اسکو ڈھونڈتے ہیں۔ وہ اُن کو ایمان دیتا ہے۔ اور وہ فتح جس سے ہم دنیا پر غالب آتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے (۱یوحنا ۵: ۴)

کیا یہ محض فوق الفطرت ایمان کی برکت نہ تھی جس کی بدولت نیومن (Newman) فیبر (Faber) میننگ (Manning) ولبرفورس۔ ڈیلگارنس (Dalgairns) اور انکی طرح چرچ آف انگلینڈ کے سینکڑوں پادری کاتھولک کلیسیا میں واپس آئے۔ اور تمام فائدوں کو جو علم شہرت اور اعلےٰ تعلقات وغیرہ سے دنیا میں حاصل ہو سکتے ہیں ترک کر دیا۔

کیا صرف فوق الفطرت ایمان کے باعث ہی نہ تھا کہ مشہور لارڈ سپنسر نہ صرف کاتھولک ہی ہوا بلکہ پیشنیسٹ (Passionist) جیسے غریب مذہبی فرقہ کا زاہد بن گیا۔ اور بعد ازاں وہ فادر اگنیشیس کے نام سے مشہور ہوا۔

کیا صرف فوق الفطرت ایمان کے باعث حسب ذیل شاہی خاندانوں کے ارکان مثلاً سیکس گوتھا کا ڈیوک (Duke of Saxe Gotha) ملکہ وکٹوریہ کا قریبی رشتہ دار۔ کونٹ آنا این جہیم (Ingenheim) پرشیا کے بادشاہ کا بھائی اور ورٹمبرگ کے بادشاہ کا بھائی۔ بویریا کے بادشاہ کی ماں۔ اور دیگر مشہور اشخاص مثلاً ورنر۔ فریڈرک شیگل ڈہی ہالر۔ فریڈرک ہرٹر۔ اور ریک۔ ڈاکٹر براؤن سن۔ لارڈ رپن انگلستان کے فری میسن کا اعلےٰ رکن۔ وغیرہ وغیرہ۔ کاتھولک مذہب میں شریک نہیں ہوئے۔ یہ درحقیقت سچے نومریدیں اور

کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایسے امیر اور نامور لوگ کسی دنیوی فائدہ کے لیے کیتھولک بنے۔

س ۔ ان باتوں سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج ۔ اس کا نتیجہ جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ ایک فرانسیسی مؤرخ کے الفاظ میں خوب بیان کیا جاسکتا ہے۔ "اگر میں بدنصیبی سے کیتھولک نہ ہوتا۔ تو میں بڑی بے قراری محسوس کرتا جب سوچتا کہ لوتھر اور کیلون کے وقت سے کتنے عمدہ ذہین اشخاص بڑی جدوجہد سے تفتیش کر کے اگر وہ کیتھولک تھے۔ تو اپنے ایمان پر زیادہ مضبوطی سے قائم ہو گئے۔ اور اگر وہ پروٹسٹنٹ تھے تو اپنا نیا اصلاح کردہ ایمان ترک کر کے کیتھولک ہو گئے۔ تب بلا تکلف سچائی کے بارے میں ایک سرگرم تحقیقات کرنی پڑتی ہے۔" (Segurs Conversions p. 43)

س ۔ کیا تمہیں اور کچھ کہنا ہے؟

ج ۔ ایک اور بات کہنی ہے۔ یہ مشہور بات ہے کہ اکثر پروٹسٹنٹ بستر مرگ پر اپنی گمراہیوں سے حلفاً منکر ہو کر خدا کے سامنے حاضر ہونے سے پہلے مسیح کی سچی کلیسیا میں شریک ہونے کا خواستگار ہوتا ہے۔ کیتھولک پادری بلائے جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کسی آدمی نے کبھی نہیں سنا۔ کہ کسی قریب المرگ کیتھولک نے پروٹسٹنٹ ہونے کی خواہش ظاہر کی ہو۔ کیوں؟ برعکس اس کے کیتھولک مذہب کو چھوڑ کر پروٹسٹنٹ شدہ لوگوں کا یہ عام دستور ہوتا ہے۔ کہ وہ مرتے وقت اپنے پہلے یعنی کیتھولک مذہب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ لیکن کیا کسی نے کبھی ایسا بھی سنا ہے کہ پروٹسٹنٹ مذہب سے کیتھولک مذہب اختیار کر۔ وہ شخص نے مرتے وقت پھر بدعت یعنی پروٹسٹنٹ مذہب کی طرف جانے کی تمنا اور خواہش ظاہر کی ہو۔ بہت سال نہیں گذرے۔ کہ شمالی جرمنی کے ایک قصبہ میں ایک کاہن رہا کرتا تھا۔ جو اپنے پاک پیشہ اور مقدس فرائض کے باوجود لوباشی اور عیاشی میں پڑ گیا۔ جیسا کہ ایسی صورت میں عموماً ہوتا ہے۔ اس نے پروٹسٹنٹ مذہب اختیار کیا۔ اور اس کو فوراً خادم الدین بنا دیا گیا۔ اور وہ اسی منہ سے جس سے کہ اتنی مدت تک اس نے سچائی کا وعظ کیا تھا۔ گمراہی کی تعلیم دینے لگا۔ یہی حال کئی برس تک رہا۔ یہاں تک کہ قریب کے ایک چھوٹے قصبے کے خادم الدین کے گھر

ایک دن وہ دوسرے خادم الدین کے ساتھ دعوت میں بلایا گیا۔

جب وہ دعوت میں خوشی منا رہے تھے۔ ایک شخص آیا۔ اور اس نے مالک مکان سے کہا کہ قصبہ میں ایک شخص قریب المرگ ہے جس کو روحانی تسلی کی نہایت ضرورت ہے۔ علاقہ کے خادم الدین کا کسی سبب سے جانا نہ ہو سکا۔ اُس مرتد پادری نے جو اس علاقہ کے خادم الدین کے ہاں مہمان تھا کہا۔ میں جاتا ہوں۔

جب وہ پادری وہاں پہنچا۔ تو اُس پادری کو ایک چھوٹے سے کمرے میں جہاں ایک بوڑھا شخص نزع جان کنی کی حالت میں پڑا ہوا کشمکش کر رہا تھا لے گئے۔ اس پادری نے لاحاصل اُس بوڑھے کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ اور بے فائدہ پاک نوشتوں کی چند آیتیں سنائیں۔ اس جان بلب آدمی نے کہا "چھوڑ دو چھوڑ دو میرے لئے معافی نہیں ہے۔ میں لعنتی ہوں۔ اور دوزخ کا سزاوار ہوں"۔ باوجود پادری کے سمجھانے کے اس نے کہا "کوئی شخص میری مدد نہیں کر سکتا۔ میرے گناہ بہت ہیں۔ مجھے نجات نہیں مل سکتی میرے لئے بہشت نہیں ہے۔ میں ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جاؤں گا"۔ اس کے جواب میں پادری نے کہا "خدا کے لئے مجھے بتا۔ کیوں تو ایسا کہتا ہے؟ اپنا دل کھول اور مایوس مت ہو"۔ لیکن اس جان بلب آدمی نے پادری کی کچھ پرواہ نہ کی۔

تک آخر کار پادری کی منت و سماجت کرنے پر اس نے کہا۔ کہ میرے لئے نہ بہشت ہے۔ نہ نجات کیونکہ میں ایک مرتد کیتھولک پادری ہوں۔ اور علاوہ اس کے مجھے اور بہت گناہوں کا جواب دینا پڑیگا افسوس میں کیا کر سکتا ہوں۔ میرے گناہ بڑے ہیں۔ نہ معافی اور نہ مدد کی امید ہے۔ اور نہ نجات ہے میں لعنتی ہوں۔ مجھ کو چھوڑ دو"۔

ایسے خوفناک اور پُر اسرار اقرار نے اُس پادری پر بڑا اثر ڈالا۔ اس نے فوراً اپنے پہلے ایمان کو یاد کیا۔ اور اپنے اُس لازوال اور ردّ نہ ہونے والے اختیار سے واقف ہو کر جو اختیار اس نے پادری بنتے وقت حاصل کیا تھا۔ اس جان بلب شخص کو کہا کہ "اے میرے پیارے بھائی! اے میرے پیارے بھائی مایوس مت ہو۔ میں سچ سچ تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں خود بھی ایک کاتھولک پادری ہوں۔ اور میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ میں بھی تمہاری طرح مرتد ہو گیا تھا۔ یہ سچ ہے۔ کہ میں کلیسیا سے

خارج کر دیا گیا ہوں۔ مگر تم بخوبی جانتے ہو۔ کہ میں اس شخص کے لئے جو قریب المرگ ہو۔ گناہوں کی سچی معافی دے سکتا ہوں۔ اور اس کے لئے بہشت کا دروازہ کھول سکتا ہوں"

اگر کوئی فرشتہ آسمان سے اُتر کر اُس مایوس گنہگار کو نجات کی خوشخبری دیتا۔ تو وہ اُس خوشخبری سے ایسا خوش نہ ہوتا۔ جیسا کہ وہ اس یکایک غیر متوقع انکشاف سے خوش ہوا۔ وہ آدمی بستر مرگ پڑا ہوا کا نہایت شکر گذار ہوا۔ کہ اس نے میرے پاس ایک کاتھولک کاہن کو بھیجا۔

اس نے اپنے تمام گذشتہ گناہوں سے توبہ کی۔ اور صدق دل سے کاہن کے پاس اپنا اعتراف کیا۔ اور کاہن سے ان کی معافی حاصل کر کے خداوند کی سلامتی میں جاں بحق ہو گیا۔ وہ مُرتد کاہن جو اُس آدمی کی مدد کو گیا تھا۔ اس منظر کی برداشت نہ کر سکا۔ اس کی ضمیر نے اس کو سخت ملامت کی۔ اور اسکا دِل الٰہی فضل کی قوی تاثیر سے بدل گیا۔ اور اُس نے فوراً صادق مذہب یعنی کیتھولک مذہب کی طرف واپس آنے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور اپنے دو ساتھیوں کے پاس واپس جا کر جو ابھی تک منتظر بیٹھے تھے۔ اس نے کہا۔ کہ اے دوستو الوداع۔ الوداع۔ میں نے بچشم خود دیکھ لیا ہے۔ کہ مُرتد کی موت کیسی ہولناک ہے۔ اس لئے مجھ کو اس کلیسیا کی طرف جس کو میں نے ایسی بے وقوفی سے ترک کر دیا ہے۔ واپس جانا چاہیئے۔ اگرچہ میں نے بدقسمتی سے کاتھولک کلیسیا کو ترک کر دیا ہے۔ مگر اس موقع پر میں نے بطور کاتھولک کاہن کے کام کیا۔ اور اس جاں بلب آدمی کو کاتھولک کلیسیا کی حیثیت میں گناہوں سے چھٹکارا دیا۔ میں ہمیشہ کاتھولک کاہن رہونگا۔ تاکہ بوقت مرگ اس کا فضل میرے بھی شاملِ حال ہو"

دیگر نکوزیریز صفحہ ۲۲۰ (Segueri Cannerino p. 220

اگر یہ چند مختصر حروف کسی بدقسمت مُرتد کی نگاہیں پڑ جائیں۔ تو وہ بھی خدا کے بے حد رحم پر غور کرے۔ اور فوراً سچے بھیڑ خانہ یعنی کاتھولک کلیسیا کی طرف رجوع کرے۔ اس کے گناہ خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کو مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدا ہمیشہ تائب گنہگار کی گریہ و زاری کو سنتا ہے۔

حصّۂ دُوُم

پہلا باب

مسیح کی سچی کلیسیا ٔ ایمان کا لاممکن الخطا قاعدہ ہے

اوّل ۔ ایمان کا سچا قاعدہ کیا ہے؟

سوال ۔ ایمان کیا ہے ۔

جواب ۔ ایمان فوق الفطرت فضل یا خدا کی بخشش ہے۔ جس سے ہم خُدا اور اس کے سارے الہام کو مانتے ہیں۔ گو وہ ہماری سمجھ سے باہر ہو۔

س ۔ ایمان کا قاعدہ کیا ہے؟

ج ۔ ایمان کا قاعدہ ایک وسیلہ ہے۔ جس سے ہم بلاشک و شُبہ تمام الٰہی الہامی سچائیوں کو جانتے اور انہیں محض انسانی رائوں اور بدعتی غلطیوں سے تمیز کر سکتے ہیں۔

س ۔ کیا ایمان کے قاعدہ کا ہونا ضروری امر ہے۔

ج ۔ ہاں مسیح نے تمام لوگوں کے لیے صلیب پر تکلیف برداشت کر کے اپنی جان دی اس

پر ایمان رکھنا اور اُس کے حکموں کو ماننا نجات کے لیے ضروری ہے پس یہ صاف امر ہے۔ کہ مسیح نے تمام لوگوں کو اپنی الہامی سچائیاں اور وہ احکامات جن کے ماننے کے لیے اُس نے فرمایا ہے۔ سکھانے کی خاطر بعض ایسے وسائل قائم کیے ہوں گے۔ جن میں غلطی کا احتمال نہ رہے۔

س۔ ایمان کا سچا قاعدہ کیا ہے؟

ج۔ ایمان کا سچا قاعدہ خدا کا کلام ہے۔ خواہ وہ تحریری ہو یا غیر تحریری۔ اور جس کی تعلیم دینے والی کلیسیائی جماعت نے اس طور پر تفسیر کی ہو۔ جس میں غلطی نہ ہو۔ یا یوں کہو۔ کہ ایمان کا سچا قاعدہ مسیح کی لاخطا کلیسیا ہے۔ جس سے ہمیں مقدس نوشتے اور روایات ملی ہیں۔

س۔ تم اس کو کیسے ثابت کرتے ہو؟

ج۔ یہ ایمان کا قاعدہ اس لئے درست ہے کہ (ا) اوّل تو کوئی دوسرا قاعدہ ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ جتنے مختلف قاعدے بدعتی لوگوں نے ایجاد کیے ہیں۔ وہ سب کے سب عقل عامہ کے خلاف ہیں۔ اور بنی نوع انسان کی تاریخ اور خود مقدس نوشتوں نے اُن کو جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔ (ب) دوسرے یہ کہ مسیح نے در اصل اسی قاعدہ کو مقرر کیا۔ نہ کہ کسی دوسرے قاعدہ کو۔

دوم پروٹسٹنٹوں کے ایمان کے قاعدوں کا بیان

س۔ پروٹسٹنٹوں کے ایمان کے مختلف قاعدے کیا ہیں:

ج۔ یہ قاعدے حسب ذیل ہیں۔ (ا) انابپٹسٹوں (Anabaptists) کویکروں (Quakers) موریویوں (Moravians) مورمنز (Mormons) اور اسی قسم کے دیگر اشخاص جو مقدس نوشتوں کو بھی رد کرتے ہیں۔ ان کا قاعدہ ایمان یہ ہے کہ خدا ہر متنفس کو الہام عطا کرتا ہے۔ (ب) سوسی نی انس (Socinians) یونی ٹیرینس (Unitarians) وغیرہ خدا کے کلام کے صرف اُس حصّہ کو مانتے ہیں۔ جو ان کی سمجھ میں

آسکے۔

(ج) پروٹسٹنٹ صاحبان کی کثیر تعداد یہ مانتی ہے۔ کہ بائیبل اور صرف بائیبل جس طریق سے بھی عالم یا جاہل اسے سمجھے خدا کا بنی نوع انسان کو عطا کردہ قاعدۂ ایمان ہے۔

س ۔ ان تینوں میں سے پہلے قاعدۂ ایمان کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟

ج ۔ یہ تو مقدس نوشتوں اور کُل مکاشفہ شدہ مذہب کی مکمل بربادی ہے۔ اور اس سے کچھ کم نہیں۔ اگر ایک شخص کو فرداً فرداً الہام ہو۔ تو عام مکاشفہ بالکل بے فائدہ ہوگا۔ ماسوا اس کے وہ گمراہ شدہ متعصب لوگ کس طرح جان سکتے۔ اور ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ خدا کی روح نے نہ کہ تاریکی کی روح نے ان کی رہبری کی ہوئی ہے۔

س ۔ سیری فی انس ([illegible]) کے قاعدۂ ایمان کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔

ج ۔ ان کا قاعدۂ ایمان بیہودہ اور کفر ہے۔ بیہودہ اس وجہ سے ہے۔ کہ اگر انسانی کمزور عقل کو مذہب کے معاملہ میں کام کرنے دیا جائے۔ تو افسوسناک توہمات پیدا ہو جائیں گے۔ اور تاریخ اسے ثابت کرتی ہے۔ کفر اس وجہ سے ہے۔ کہ چونکہ انسانی عقل محدود ہے۔ اس لیے وہ خدا کی لاانتہا عقل اور قدرت کی ناقابل گذر گہرائیوں کو غور کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

س ۔ پروٹسٹنٹوں کے تیسرے قاعدۂ ایمان کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔

ج ۔ جو قاعدہ یہ سکھاتا ہے۔ کہ ہر شخص کا اپنے ہی خاص بیان کے مطابق سمجھا ہوا مقدس نوشتہ ایمان کا قاعدہ ہے۔ وہ مقدس نوشتوں کی تعلیم عقل عامہ کے بالکل برخلاف ہے۔ ایسے قاعدہ سے ایمان کا امکان تک جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ اس قاعدہ کے پیرو اپنی متکبرانہ تحقیقات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور بڑی آسانی سے گمراہی میں پڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ بے شمار لوگ خدا کے کلام کو موڑ توڑ کرتے رہتے ہیں۔ جو ان کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے (۲ پطرس ۳:۱۶) چونکہ یہ قاعدہ یعنی کہ ہر شخص کو اپنی ہی سمجھ کے مطابق کتاب مقدس کے سمجھنے کا اختیار ہے۔ پروٹسٹنٹ مذہب کا بنیادی اصول ہے۔ اس لئے ہم اچھی طرح ثابت کریں گے۔ کہ اپنی ہی سمجھ کے مطابق سمجھا ہوا مقدس نوشتہ نہ تو کبھی قاعدۂ ایمان بنا۔ نہ بن سکتا ہے۔ اور نہ یہ خدا کی مرضی ہے کہ وہ قاعدۂ ایمان بنے۔ پروٹسٹنٹ اصحاب بھی عملی طور پر اس کو قاعدۂ ایمان

نہیں مانتے۔

سوم مقدّس نوشتوں کی شخصی تفسیر کبھی قاعدۂ ایمان نہیں ہو سکتی

س ۔ کیوں تم کہتے ہو۔ کہ مقدّس نوشتے بذاتِ خود اور ان کی شخصی تفسیر کبھی قاعدۂ ایمان نہیں ہو سکتی؟

ج ۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ پرانی نیز نئی شریعت کے تحت کلیسیا قائم تھی۔ پورے طور پر بن چکی تھی۔ اور اپنے منصبی فرائض بجا لا رہی تھی۔ یعنی یہودی کلیسیا اس وقت موجود تھی۔ جب کہ پرانا عہدنامہ کی ایک سطر بھی ضبطِ تحریر میں نہ آئی تھی۔ اسی طرح مسیحی کلیسیا قائم تھی۔ پیشتر اس کے کہ نئے عہدنامہ کا کوئی لفظ بھی لکھا گیا ہو۔

س ۔ تم اس امر کو کیسے ثابت کرتے ہو؟

ج ۔ پرانے عہدنامہ کی نسبت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہودی کلیسیا موسےٰ کے احکام کے تحت موجود تھی۔ لوگ خدا کے احکام۔ اس کے قانون اور شریعت کے متعلق دریافت کرنے کے لئے موسےٰ کے پاس آیا کرتے تھے۔ (خروج ۱۸: ۱۵ و ۱۶) جب ہارُوں سردار کاہن اور یشوع سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ تو پاک نوشتوں کا ایک لفظ بھی لکھا نہیں گیا تھا۔ شریعت کی پہلی تختیاں جن کو خدا نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ موسےٰ سے ٹوٹ گئی تھیں۔ اور کئی ماہ کے گذرنے کے بعد دوسری تختیاں کوہ سینا سے لائی گئیں۔ اور لوگوں کو دی گئیں۔ اس کے بہت عرصہ بعد موسےٰ نے توریت لکھی۔ پرانے عہدنامہ کی دوسری کتابیں جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے۔ بہت عرصہ کے بعد داؤد سلیمان وغیرہ اور دیگر نبیوں نے لکھیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب رہا نیا عہدنامہ۔ یسوع مسیح نے زبانی تعلیم دی۔ اور اپنی کلیسیا قائم کی۔ اس نے اپنے رسولوں کو حکم دیا۔ کہ جگہ جگہ جا کر منادی کرو۔ اس نے ان کو اپنے اختیارات سپرد کئے۔ اور آخرکار آسمان سے اپنا روح القدس ان پر بھیجا۔ مسیحی کلیسیا اس وقت بہترین اور باقاعدہ انتظام سے چل رہی تھی۔ کلیسیا نے مجلسیں قائم کیں۔ ایک بار دغاباز یہوداہ اسکریوطی کی جگہ دوسرا رسول

منتخب کرنے کیلئے دوسری دفعہ یہودیوں . . . . کی ریت رسُوم کے منسُوخ کرنے اور بُت پرستوں کو کلیسا میں داخل کرنے کے لئے وغیرہ وغیرہ - کلیسیا نے ہزارہا لوگوں کو بپتسمہ دیا - اور دنیا کو اپنے مذہب میں شامل کیا ۔ لیکن اس وقت تک انجیل کا ایک لفظ تک لکھا نہ گیا تھا - کیا ہمیں اس امر کا ذکر کرنے کی ضرورت ہے - کہ رُومی کلیسیا اور فریجی کلیسیا وغیرہ موجود تھیں - پیشتر اس کے کہ مقدس پولوس نے اپنے خطوط رومیوں اور قرنتیوں کو لکھے - اور مقدس یوحنا کی انجیل پہلی صدی کے آخر میں - جب مقدس پولوس نے رُومی کلیسیا کو یہ لکھا کہ تمہارا ایمان تمام دنیا میں مشہور ہُوا - اس کے چالیس سال بعد لکھی گئی -

س - اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے ؟

ج - ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں - کہ موسٰے کے زمانہ میں خدا کی برگزیدہ قوم کے لئے اور ابتدائی کلیسیا کے مسیحیوں کے لئے مقدس نوشتہ قاعدۂ ایمان نہ تھا - کیونکہ وہ ضبط تحریر میں نہیں آیا تھا - ہم امید کرتے ہیں - کہ کوئی پروٹسٹنٹ صاحب اس نتیجہ سے انکار نہیں کرے گا -

س - لیکن کیا مقدس نوشتوں کے تحریر میں آجانے سے کلیسیا کے اختیارات منسوخ نہیں ہو گئے ؟

ج - ہرگز نہیں - پُرانے اور نئے عہدنامہ میں ہم دیکھتے ہیں - کہ خدا کی کلیسیا نوشتوں کے اختیار کے باوجود قائم رہی - اور اپنے فرائض سرانجام دیتی رہی - نوشتے اس کو دیئے گئے - اس نے اپنے پاس رکھے اور مستند طور پر وہ ان کی تفسیر کرتی رہی - لیکن بائیبل کی شخصی تفسیر کرکے اُسے ایمان کا قاعدہ بنانا لوتھر کے زمانہ سے پہلے کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ آیا تھا -

س - کیا تم اس کو روئداد سے ثابت کر سکتے ہو ؟

ج - ہاں - جب موسٰے شریعت کو لکھ چکا تو اس نے اُسے لوگوں کے سپرد نہیں کر دیا - بلکہ یہ عہد کے صندوق میں رکھی گئی - کاہن لوگ سات سال میں صرف ایک دفعہ اُسے لوگوں کو سنایا کرتے تھے (استثنا ۳۱ : ۵ و ۶) بابل کی اسیری کے بعد وہ یہودی جو یہودیہ میں رہا کرتے تھے - سُریانی زبان کی ایک شاخ میں ہمکلام ہوتے تھے - مگر ان کے درمیان عبرانی زبان

کا استعمال نہ تھا۔ پھر بھی مقدس نوشتہ سُریانی زبان میں یسُوع مسیح کے زمانہ تک ترجمہ نہیں کیا گیا۔ یہ سچ ہے۔ کہ اُن یہودیوں نے جو یُونانی زبان بولا کرتے تھے۔ اور مصر میں رہتے تھے۔ ٹولمی فلاڈلفوس کے زمانہ میں موسےٰ کی پانچ کتابوں کا مشہور یُونانی ترجمہ جسے سپٹواجنٹ کہتے ہیں کروایا۔ لیکن مصر اور یہودیہ میں مقدس نوشتے لوگوں کے سپُرد نہ کئے گئے۔ بلکہ علمائے دین مقدس نوشتے لوگوں کو سمجھایا کرتے تھے۔ اور اس حقیقت کی خود یسُوع مسیح شہادت دیتا ہے وہ کہتا ہے۔ کہ فقیہ اور فریسی موسےٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ اس لئے جو کچھ وہ تم سے کہیں مانو اور عمل میں لاؤ"۔ (متی ۲۳: ۲ و ۳)

س۔ کیا جب ہم شریعت کی غلامی سے مسیح کے خون سے آزاد کئے گئے۔ تو کیا وہ قاعدہ بدل نہیں گیا؟

ج۔ بالکل نہیں۔ جب بعض عالموں نے انطاکیہ میں پولوس اور برناباس کے ساتھ ختنہ کی ضرورت پر بحث کی۔ تو انہوں نے پاک نوشتوں کے متعلق شخصی تفسیر پر حصر نہ کیا۔ بلکہ اُنہوں نے یروشلم میں رسولوں سے صلاح لینے کے لئے آدمی بھیجے۔ اور رُوح القدس کی رہنمائی سے یہ مسئلہ کلیسیا نے طے کیا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ صرف مقدس نوشتے ہی ایمان کا قاعدہ نہ مانے گئے۔ ورنہ رسُول اور انطاکیہ والے اس کو ترک کرنے پر نہایت سخت گناہ کے مُرتکب ہوتے۔ پہلی صدی کے مسیحیوں نے جن کو پروٹسٹنٹ اصحاب خالص مسیحی کلیسیا کہتے ہیں۔ پروٹسٹنٹ قاعدۂ ایمان کی پیروی نہیں کی۔ ہم صرف ایک ہی نظیر دیتے ہیں۔ یہ کہ جب آریوس نے مسیح کی الُوہیت سے انکار کیا۔ تو مقدس نوشتوں کے متعلق شخصی تفسیر پر حصر نہیں کیا۔ بلکہ سنہ ۳۲۵ء میں عام مجلس منعقد ہوئی۔ اور اس مجلس میں کلیسیا کے علماء کی جماعت نے جو غلطی کی مرتکب نہیں ہوئی۔ آریوس کو بدعتی قرار دیا۔

س۔ کیا کوئی اور بھی دلیل ہے؟

ج۔ ہاں جو کچھ ہم نے ابھی تمام کلیسیا کی بابت ثابت کیا ہے۔ وہی حال فرداً فرداً مسیحیوں کا بھی ہے۔ جو بھی کہ انسان مسیح پر ایمان لاتا ہو۔ اور بپتسمہ لیتا ہو۔ خواہ عالم ہو یا جاہل۔ خواہ اسے مقدس الہامی نوشتوں کی موجودگی کا علم ہو یا نہ ہو خواہ وہ اسکی پرواہ بھی نہ کرتا ہو۔ کیا وہ شخص مسیحی نہیں ہو؟ اور کیا ہر شخص اس کو مسیحی نہیں مانتا۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟ (ج) ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ چونکہ مقدس نوشتوں سے پہلے کلیسیا موجود تھی اور مقدس نوشتوں کے نہ ہونے پر بھی قائم تھی۔ اسلئے مسیحیوں کے لئے نوشتوں کا علم کوئی ضروری امر نہ تھا۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ مقدس نوشتہ بذات خود نہ تو کبھی قاعدہ ایمان ہوا اور نہ ہے

چہارم۔ کیا وجہ ہے۔ کہ مقدس نوشتوں کی شخصی تفسیر قاعدہ ایمان نہیں ہو سکتی؟

س۔ بائیبل کی تم شخصی تفسیر کیوں قاعدہ ایمان نہیں ہو سکتی؟

ج۔ کیونکہ خود کتاب المقدس اپنے آپکو ثابت نہیں کرتی۔ کہ جو کچھ اس کتاب میں مندرج ہے خدا کا کلام ہے پیشتر اسکے کہ ہم اُسے تسلیم کریں پیشتر اسکے ہم اس کی سند مانیں پیشتر اسکے کہ ہم یہ جان کر کہ یہ رُوح القدس کے الہام سے لکھی ہوئی ہے۔ اس کی تعظیم کریں۔ ہماری تشفی ہونی چاہیئے۔ کہ صورت حال ایسے ہیں۔ کہ ہم کو ایک معقول قاعدہ ایمان کی ضرورت ہے۔ جو انجیل کے زمانہ سے پیشتر کا ہو۔ اس سے علیحدہ ہو۔ تاکہ ہم الہی الہام کی نسبت اپنی تشفی کر سکیں۔ اور یہ بتا سکیں۔ کہ کون سی کتابیں اصلی مقدس نوشتہ میں شامل ہیں۔ جو اشخاص کہ کلیسیا کے احکام کو بالائے طاق رکھتے ہیں۔ ان کو بائیبل کے متعلق اس کے معنی۔ اس کے الہام بلکہ اس کے وجود کے متعلق بھی کوئی بات یقینی طور پر نہیں معلوم ہو سکتی (اس کا بیان آگے آئیگا)

س۔ لیکن اگر بائیبل کو خدا کا لاخطا کلام تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر بھی کیا کسی دوسرے قاعدہ ایمان کی ضرورت رہ جاتی ہے۔

ج۔ گو کتاب مقدس خدا کا لاخطا کلام ہے۔ تاہم وہ بذات خود قاعدہ ایمان نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جو آدمی اس کی تفسیر کرتے ہیں۔ وہ لاخطا نہیں ہیں۔ مثلاً تم کسی ضروری آیت کو ایک طریقہ پر سمجھتے ہو۔ اسی آیت کو میں دوسری طرح سمجھتا ہوں۔ شائد ہم دونوں غلطی پر ہوں لیکن ہم میں سے ایک ضرور ہی غلطی پر ہوگا۔ ہماری تفسیروں کا فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ ہمیں اب کتاب مقدس کے صحیح معنے ظاہر کرنے کے لئے اور اپنے ایمان کو ایک مستحکم بنیاد پر قائم کرنے کے لئے ایک دوسرے ایسے قاعدہ ایمان کی ضرورت پڑی جو لاخطا ہو۔ بائیبل سے قبل ہو۔ اور بائیبل سے باہر ہو۔

س ۔ اس سچائی کو مثالیتہ ظاہر کرو۔

ج ۔ وہ سوسائٹی کس قسم کی ہوگی۔ اگر اس کی بنیاد پروٹسٹنٹ اصولوں پر قائم کی جاسکے۔ اگر ہر شخص خود اپنا ہی انصاف کرنے والا ہو۔ عدالتیں نہ ہوں۔ جھگڑوں کو طے کرنے کے لئے مجسٹریٹ نہ ہوں۔ مگر صرف قانون کی چھپی ہوئی کتابیں ہر شخص کے ہاتھ میں دے دی جائیں اور ہر شخص ان کی شرح اپنے ہی قیاس و تعصب سے کرے؟

س ۔ شخصی تفسیر کے اصول پر اگر پورے طور پر عمل کیا جائے۔ تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔

ج ۔ ایمان اور اخلاق کی مکمل بربادی ہوگی۔ عقل عامہ ہم کو بتاتی ہے۔ کہ نوشتوں کی آیات کی غلط تفسیر کر کے بڑی سے بڑی بیہودہ غلطی۔ سخت سے سخت جرم۔ مکروہ سے مکروہ گناہ جائز ٹھیرائے جاسکیں گے۔ انسان کے اندر مکاری اور فریب دہی کی خاصیت اس طرح جاگزیں ہے۔ کہ تمام دنیا میں یہ بات بطور ضرب المثل مشہور ہے۔ کہ "مجھے کسی شخص کی قلمی دو سطریں مل جائیں تو میں اس کو پھانسی دلا سکتا ہوں۔" اگر مقدس نوشتوں کی ۷۲ الہامی اور پُر اسرار کتابیں شخصی تفسیر کے مطابق سمجھی جائیں تو پھر کیا حال ہوگا؟ اپنے جذبات اور ذاتی اغراض سے متاثر ہو کر کسی آیت کی مضحکہ خیز اور قابل الزام تفسیر کرنا کتنا آسان ہے۔ اڈیمائیٹ (Adamites) فرقہ نے کتاب مقدس کے یہ معنی نکالے کہ سچے مسیحی کو بالکل مادرزاد ننگا پھرنا چاہیئے۔ نہیں تو گنہگار ہوں گے۔ اوفائٹ (Ophites) فرقہ کہتا ہے۔ کہ وہ فریب دینے والا سانپ جس نے ہماری پہلی ماں کو بہکایا۔ وہ یسوع مسیح کے سوا اور کوئی نہ تھا وغیرہ وغیرہ۔ جب انگلستان کی قومی مجلس نے ہنری ہشتم کی پہلی شادی ناجائز اور منسوخ قرار دینے کا فیصلہ کیا۔ اور زناکار بادشاہ کو "این ڈی لبین" (حنہ) کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دینے کا اعلان کیا۔ تو اس قومی مجلس کے ممبران نے اپنے گندے عمل کی بنیاد کتاب مقدس کے الفاظ پر رکھی۔ کہ "وہ القانہ (یعنی حنہ) سے محبت رکھتا تھا۔" (سلاطین ۱:۵)

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ طریق ایمان میں مذہب کی وحدانیت ممکن ہے؟

ج ۔ بالکل نہیں!۔ انسان جب تک انسان ہے۔ یعنی آزاد مخلوق ہے۔ جن کی طبیعتیں

جذبات۔ قابلیت اور مزاج وغیرہ مختلف ہیں۔ تو بظاہر ناممکن ہے۔ کہ وہ کتاب مقدس کی تفسیر پر کلی طور پر اتفاق کر سکیں۔ تین سو برس سے پاک نوشتوں کی شخصی تفسیر پروٹسٹنٹوں کا قاعدۂ ایمان رہا ہے۔ اب اگر یہی ایمان کا سچا قاعدہ ہوتا۔ تو تمام پروٹسٹنٹ ایک ایمان کے ہوتے اور ہر آیت کی یکساں ہی تفسیر کرتے مگر صورت دگرگوں ہے۔ انگلستان کی کلیسیا، پاک نوشتوں سے یہ سکھاتی ہے۔ کہ مسیح خدا ہے۔ اس کے برعکس یونیٹیرین (Unitarian) لوگ اسی پاک نوشتہ سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ مسیح خدا نہیں۔ بلکہ محض انسان ہے۔

پریسبیٹرین لوگ پاک نوشتہ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ بشپوں کی سرداری لعنتی اور شیطانی تعلیم ہے۔ برعکس اس کے انڈی پنیڈنٹ (Independents) یعنی خود مختار کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ پریسبیٹرین اصول مسیحیت کے خلاف ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور یہی حال باقی اور کثیر التعداد فرقوں کا ہے۔ جو ریفارمیشن (اصلاح) سے پیدا ہوئے ہیں۔ دو پروٹسٹنٹ اشخاص بھی ایسے نہ ملینگے۔ جو پاک نوشتہ کی تفسیر پر کلیتہً متفق ہوں۔ صرف یہی نہیں بہت ہی کم پروٹسٹنٹ ایسے ہونگے کہ جن کے عقائد ہمیشہ یکساں رہیں۔ اگر آج انکا اصول معلوم ہو جائے۔ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ کل وہ اصول کیا ہوگا۔ ویسلی نے پیشتر اسکے کہ وہ میتھوڈسٹ مذہب کا بانی ہوا۔ اپنے مذہب کو سولہ بار تبدیل کیا تھا۔ دیکھو اسکی سوانح عمری

س ۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور دلیل ہے ؟

ج ۔ ہاں خود پاک نوشتہ۔ کیونکہ پاک نوشتہ مذہبی سچائیوں کی تفسیر یا کوئی بالترتیب کتاب نہیں ہے۔ یہ تو مختلف کتابوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں بعض کتابیں تاریخی ہیں۔ بعض جزوی ہیں بعض کا مضمون محض اخلاقی ہے۔ پروٹسٹنٹ اصحاب جب صرف پاک نوشتہ میں سے کوئی مسئلہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو اِدھر اُدھر سے اپنے مفید مطلب آیات چُن لیتے ہیں۔ ایک آیت اس کتاب سے اور وہ دوسری آیت دوسری کتاب سے لینے کے لئے ورق پر ورق اُلٹتے ہیں۔ تاکہ ٹکڑوں کو آپس میں جوڑ کر ایک مجموعہ بنائیں۔ جس کو وہ مسیح کا مذہب کہتے ہیں اس طرح کوئی بھی الہام شدہ سند نہیں ہے۔ کیا کوئی ذی عقل شخص اس بات کا یقین کر سکتا ہے۔ کہ یسوع مسیح نے لوگوں کو جنہیں اس نے اپنے بے بہا خون کے ذریعہ بچایا ہے چھوڑ دیا ہوگا۔ کہ وہ ایسے بے سروپا طریقہ سے اپنے لئے مذہب اختیار کریں۔

س ۱۔ خود کتاب مقدس اس امر کی نسبت کیا کہتی ہے؟

ج ۱۔ یہ کہتی ہے۔ کہ کسی نوشتہ کی نبوت شخصی تفسیر سے نہیں ہوتی۔" (۲ پطرس ۱ باب ۲۰ آیت) اور اس سے آگے چل کر کتاب مقدس بیان کرتی ہے۔ کہ پاک نوشتوں میں کئی باتیں ہیں۔ جن کا سمجھنا مشکل ہے۔ اور وہ جو جاہل اور بے قیام ہیں۔ ان کے معنے اپنی ہلاکت کے لئے پھیرتے ہیں" (۲ پطرس ۳ باب ۱۶ آیت)

باوجود ان سب کے بچپن سے سیکھے ہوئے تعصب کا اثر فہمیدہ اشخاص میں بھی ایسا قوی ہے۔ کہ پھر بھی پروٹسٹنٹ اصحاب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہر شخص کو پاک نوشتہ کی ہر ایک آیت اپنی شخصی تفسیر کے مطابق سمجھنی چاہئے۔ اُن کا دعوےٰ ہے۔ کہ پاک نوشتوں کی شخصی تفسیر ایسی بنیاد ہے۔ جس پر مسیحی ایمان کا منحصر ہونا چاہئے۔ وہ اصحاب ہر شخص کو مجبور کرتے ہیں۔ خواہ وہ کیسا ہی جاہل کیوں نہ ہو۔ کہ کتاب مقدس سے اپنا مذہب ایجاد کرے اور یہ کہ روح القدس اس کے دل اور سمجھ کو روشن کریگا اور وہ تمام سچائیوں کو بخوبی معلوم کر لیگا۔ انکا خیال ہے کہ پڑھنے والے پر آسمانی سچائی خود بخود روشن ہو جائیگی۔ بشرطیکہ پاک آیات کے ایسے معنے نہ لگائے جائیں۔ جو کیتھولک اصحاب لگاتے ہیں

س ۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج ۔ جب تک انسان۔ انسان ہے۔ اور مقدس نوشتہ۔ مقدس نوشتہ ہے۔ تب تک اس سے افضل اور کوئی سچائی نہیں۔ کہ مقدس نوشتوں کی شخصی تفسیر قاعدہ ایمان نہیں ہو سکتی۔

پنجم۔ خدا کا یہ منشا ہرگز نہ تھا۔ کہ شخصی تفسیر یافتہ بائیبل قاعدۂ ایمان ہو

س ۔ تم اس بات کو کیسے ثابت کر سکتے ہو۔ کہ جب خدا نے اپنی کلیسیا کو الہامی کتاب مقدس دی۔ تو اس کی یہ مرضی نہ تھی۔ کہ صرف کتاب مقدس ہی ایمان کا قاعدہ ہو۔

ج ۔ ہم ابھی ثابت کر چکے ہیں۔ کہ اکیلی کتاب مقدس نہ تو کبھی قاعدۂ ایمان تھی۔ اور نہ ہے اور نہ ہوگی۔ یہ واقعات ہمارے دعوےٰ کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن اس کے

علاوہ اور بھی قوی اور صاف دلیلیں ہیں۔ جن کا جواب پروٹسٹنٹ کبھی نہیں دے سکتے۔

س۔ تمہاری پہلی دلیل کیا ہے۔

ج۔ اگر یسوع مسیح کا منشا یہ ہوتا۔ کہ کتاب مقدس ہی اس معاملہ میں انسان کے لئے رہنما ہے۔ تو وہ بلاشبہ اس کو قلمبند کرتا۔ یا کم از کم اس کے لکھنے کا حکم دیتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ نہ تو خود اس نے اس کا ایک حرف لکھا۔ نہ رسولوں کو کتاب مقدس کے لکھنے کا حکم دیا۔ بلکہ یہ فرمایا۔ کہ تم تمام دنیا میں جا کر ہر ایک مخلوق کو انجیل کی منادی کرو۔" (مرقس ۱۶ : ۱۵)

کیا پروٹسٹنٹ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمارے خداوند کو نجات کے کام انجام دینے کا ٹھیک طریقہ معلوم نہ تھا۔ یا وہ اس کی تکمیل میں قاصر رہا؟

س۔ تمہاری دوسری دلیل کیا ہے؟

ج۔ اگر صرف تحریری کلام ایمان کا صحیح قاعدہ ہوتا۔ تو رسولوں نے لاکھوں بائبلیں لکھ کر دنیا کے مختلف کونوں میں کیوں نہ بھیج دیں۔ اور کیوں نہ حکم دیا۔ کہ تمام لوگ اس کو پڑھا کریں۔ کیوں نہ انہوں نے مدرسے قائم کئے۔ تاکہ تمام لوگ پڑھنا سیکھیں۔ کیوں ان میں صرف چند ہی لوگوں نے لکھا۔ کیوں پاک نوشتوں کی آخری کتاب لکھے جانے سے پہلے تقریباً سو برس گذر جانے دیئے۔ اور کیا اُن دوسروں کو جنہوں نے کچھ نہ لکھا۔ رسولوں کے ہمراہی ہونے کی وجہ سے رُوح القدس کی طرف سے الہام نہیں ہوا تھا؟ کیا جس مکاشفہ کو انہوں نے کیا۔ وہ ٹھیک طور پر پورا نہ کر سکے؟ جب انہوں نے بہت لوگوں کو بلا ایک لفظ لکھنے کے نو مرید کیا۔ تو کیا وہ اپنی امانت میں قاصر رہے۔ کیوں انہوں نے کتاب مقدس کو ان قوموں کی عام زبانوں میں جن کو انہوں نے مرید بنایا تھا۔ ترجمہ تک نہیں کیا؟ کیوں مقدس پطرس اور مقدس پولس نے روما والوں کو جب وہ روما میں تھے اپنے خطوط کو رومی زبان میں نہ لکھا؟ کیوں مقدس پولس نے اہل روما کو یونانی زبان میں لکھا جس کو پڑھے لکھے لوگ ہی سمجھ سکتے تھے؟ ان سب باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسول اکیلے تحریری کلام کو ایمان کا قاعدہ نہیں سمجھتے تھے۔

س۔ تمہاری تیسری دلیل کیا ہے؟

ج۔ اگر پروٹسٹنٹوں کا قاعدۂ ایمان صحیح ہے۔ تو ان کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ صدیوں تک یعنی انسان کی پیدائش سے چھاپہ کے ایجاد ہونے تک خدا نے دنیا کو بلا کسی قاعدۂ ایمان کے رہنے دیا۔

موسےٰ کے زمانہ یعنی دو ہزار پانچ سو سال تک کوئی الہام تحریری نہ تھا۔ تاہم سیت ابراہیم۔ اسحاق۔ ملک صدق وغیرہ نے روایات کی صداقتوں پر ایمان لانے سے نجات حاصل کی۔

جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ موسےٰ نے شریعت لوگوں کے ہاتھوں میں سپرد نہیں کی۔ اور نہ بابل کی اسیری کے بعد مقدس نوشتہ عبرانی زبان سے رائج الوقت زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ گو یہودی لوگ اس زبان کو بالکل بھول چکے تھے۔

مسیحی مذہب کے پہلے چار سو برس میں اور مذہبی ایذا رسانی کی وجہ سے مقدس نوشتوں کی چند جلدیں پائی جاتی تھیں۔ چند کتابیں ایک گرجا میں رکھی ہوئی تھیں۔ اور چند دوسرے ہیں۔ وہ صرف دو زبانوں میں ترجمہ کی گئی تھیں۔ تاہم ان پہلی چار صدیوں کے درمیان قریباً تمام معلوم شدہ دنیا مسیح ہو چکی تھی۔ چھاپے کے ایجاد ہونے تک بہت کم لوگ لکھ پڑھ سکتے تھے۔ اور اس سے بھی کم لوگ مقدس نوشتوں کو حاصل کر سکتے تھے۔ کیونکہ اس کی قیمت بہت زیادہ ہوتی تھی۔ آج کل بھی جو لوگ پڑھ نہیں سکتے۔ جو شخص روزی کمانے کے لئے لگاتار کام میں مصروف رہتے ہیں۔ اور لکھنے پڑھنے کی ان کو فرصت نہیں مل سکتی۔ وہ کس قاعدۂ ایمان کی پیروی کریں؟

س۔ تمہاری چوتھی دلیل کیا ہے؟

ج۔ اگر پروٹسٹنٹ قاعدۂ ایمان صحیح ہے۔ اور ہر شخص کو خدا کی طرف سے اپنی ہی خاص سمجھ کے مطابق پاک نوشتوں میں سے اپنا خاص مذہب نکال لینے کا حق ہے۔ تو بشپوں کا انبوہِ کثیر ایک فضول جماعت ہے۔ اور روحانی خدمت جیسے الفاظ محض ڈھکوسلا ہے۔ پس مسیح نے بارہ رسولوں کو کیوں منتخب کیا؟ اس نے کیوں ان کو حکم دے کر

بھیجا۔ کہ جاؤ۔ اور انجیل کی منادی کرو"۔ کیوں رسولوں نے دوسرے لوگوں کو اپنا جانشین بنایا؟ جیسا مقدس پولوس کے حسب ذیل الفاظ سے جو اس نے تمطاؤس کو لکھے۔ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ میری ان باتوں کو جو تو نے بہت سے گواہوں کے سامنے سنی ہیں۔ وہی ایسے امانت داروں کے سپرد کر۔ جو اوروں کو بھی سکھانے کے قابل ہوں (تمطاؤس ۲:۲)

س۔ تمہاری پانچویں دلیل کیا ہے؟

ج۔ بہت سی سچائیاں ہیں۔ جو کتاب مقدس میں صریحاً درج نہیں ہیں۔ مگر نجات کے لئے ضروری ہیں۔ خود مقدس نوشتوں کا تو کیا ذکر۔ اس کے الہام اور اس کے مطالب وغیرہ بہت ضروری صداقتیں ہیں۔ جن کا ذکر مقدس نوشتوں میں نہیں آتا کتاب مقدس میں کس جگہ یہ لکھا ہے۔ کہ موسےٰ کی شریعت کی مذہبی رسومات منسوخ کی گئی ہیں۔ اور کس جگہ یہ لکھا ہے۔ کہ سنیچر کی بجائے اتوار کا دن آرام کا دن ماننا چاہیئے۔ یا کہ خون اور گلا گھٹے ہوئے حیوانوں سے پرہیز کرنے کا حکم منسوخ کیا گیا ہے۔ ہم کتاب مقدس میں کہاں پڑھتے ہیں۔ کہ بچوں کو بپتسمہ دینا چاہیئے۔ یا نہ دینا چاہیئے۔ یہ باتیں بہت اہم ہیں بالخصوص آخری جس پر بنی نوع انسان کی ایک تہائی جماعت کی نجات کا انحصار ہے کیونکہ ایک تہائی انسان تو اپنے ساتویں سال سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ اب اگر خدا کا یہ منشا ہوتا۔ کہ کتاب مقدس ہی صرف ایمان کا قاعدہ ہو۔ تو خدا ایسی ضروری سچائیوں کو بلا شرح کیوں چھوڑ دیتا؟

س۔ مذکورہ بالا بیان سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ یہ کہ مقدس نوشتہ۔ عقل اور انسانی تاریخ اس بات کو صاف طور سے ثابت کرتی ہیں۔ کہ خدا کا منشا یہ نہ تھا۔ کہ صرف مقدس نوشتے ہی ایمان کا قاعدہ ہوں۔

ششم۔ پروٹسٹنٹ اصحاب نہیں مانتے کہ صرف مقدس نوشتے ہی ان کا قاعدۂ ایمان ہے

س۔ کیا تمہارے پاس اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کوئی اور ثبوت ہے۔ کہ پاک

نوشتوں کی شخصی تفسیر قاعدۂ ایمان نہیں ہو سکتا؟

ج۔ ہاں ہے۔ گو خود پروٹسٹنٹ اصحاب شخصی آزاد تفسیر کی اصولی طور پر حمایت کرتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر اس کو ترک کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ تمام پروٹسٹنٹ فرقے اس آزادی میں جس کی وہ اس قدر شیخی مارتے ہیں۔ مداخلت کرتے ہیں۔ اور اس کو روکتے ہیں؟

س۔ اس بات کا کیا ثبوت ہے؟

ج۔ ہر ایک پروٹسٹنٹ فرقے کے خادم الدین یا ایڈرز یا پادری ہوتے ہیں۔ جن کا فرض پاک نوشتوں کی منادی کرنا۔ اور ان کی تفسیر کرنا ہے۔ کیوں؟ اگر کسی پادری کی کی ہوئی تفسیر ہی مانی جائے۔ تو پروٹسٹنٹ اصحاب اسی گناہ کے مرتکب ہیں۔ جن کو وہ پوپری کہہ کر سب سے بڑے گناہوں میں گنتے ہیں۔ یعنی خدا کی روح اور انسان کے درمیان ایک انسانی اختیار کا آنا۔ اگر یہ سچ نہیں۔ تو پروٹسٹنٹ اصحاب خادم الدین کیوں مقرر کرتے ہیں۔

س۔ تمہاری اور دلیل کیا ہے؟

ج۔ انگلستان کی کلیسیا لوگوں کو کلیسیا سے خارج کر دیتی ہے۔ سکاٹ لینڈ کی کلیسیا بھی کلیسیا سے خارج کرتی ہے۔ تمام پروٹسٹنٹ فرقے کم و بیش اصولی تعلیم میں غلطیوں کے باعث لوگوں کو اپنی شراکت سے خارج کر دیتے ہیں۔ کیا یہ شخصی رائے کے حقوق کے اصول کے مطابق ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر کوئی لغویات ہو سکتی ہے؟ کہ پہلے تو ایک شخص کو اپنی شخصی رائے کے موافق تفسیر کرنے کا اختیار دیں۔ اور جب وہ ایسا کرے تو اسے جماعت سے خارج کر دیں؟ اگر ہر ایک شخص کو اپنے خاص ڈھنگ اور اپنے طور پر پاک نوشتوں کی تفسیر کرنے کا اختیار ہے۔ تو پھر کاتھولک اور ڈسنٹرز یونی ٹیرین وغیرہ لوگوں کے خلاف اس قدر شور کیوں مچایا جاتا ہے۔ اگر ہر ایک شخص کو مسیح کی طرف سے شخصی تفسیر کا اختیار دیا گیا ہے۔ تو پوسی۔ ولبرفورس۔ ڈیوی سن۔ کلینسو اور دوسروں کو کیوں معطل کر دیا گیا تھا؟

س۔ کیا کوئی اور ثبوت بھی ہے۔

ج۔ اگر صرف مقدس نوشتے پروٹسٹنٹوں کے لئے قاعدۂ ایمان ہوتے۔ تو وہ کسی اور کے پابند نہ ہوتے۔ لیکن ہم اس کے برعکس دیکھتے ہیں۔۔ انگلستان کی کلیسیا کے پیرو کو انتالیس [39] مسائل دین پر دستخط کرنا پڑتا ہے۔ لوتھر کے پیرو کو آگسبرگ کا اعتراف ضرور ماننا پڑتا ہے۔ اور ہر پیرو کو اپنے فرقہ کے خاص مسائل کی پیروی کرنی پڑتی ہے۔ تاکہ وہ خارج نہ کیا جائے۔ اسی طرح مقدس نوشتوں پر اعتبار رکھنے کے علاوہ ہر قویکیر کو فوکس اور وسلیین کو وسیلی پر اعتقاد کرنا ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

س۔ پروٹسٹنٹ اصحاب کیوں اس طرح اپنے متضاد اصولوں پر عمل پیرا ہیں؟

ج۔ اگر اپنی ہی خاص رائے کے مطابق مقدس نوشتوں کی تفسیر کرنے کے حق پر کسی نہ کسی طرح کی روک تھام نہ ہوتی۔ تو کسی فرقے یا کسی جماعت کا وجود میں آنا ممکن نہ تھا۔ ہر شخص کو یہ چھوٹا آزادانہ حق استعمال کرنے دو۔ تو کل ہی تم کو اس قدر فرقے نظر آئیں گے۔ جس قدر کہ مقدس نوشتوں کے پڑھنے والے۔ ظاہری اصول اور عمل میں ایسے برملا اور ظاہرا اختلافات ان لوگوں کے سوا جو دیدہ دانستہ اندھے بن جاتے ہیں۔ سب کی آنکھیں کھول دے گا کوئی شخص جس میں ذرا سی بھی عقل ہے۔۔ اس ثبوت کو رد نہیں کر سکتا۔ وہ قاعدۂ ایمان جس کی تائید کرنے والے خود اس پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ قاعدۂ ایمان نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔

ہفتم یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا قائم کی ہے۔ تاکہ قاعدۂ ایمان کا لاخطا قانون ہو

س۔ کلیسیا کو کس نے قائم کیا ہے؟

ج۔ خود مسیح نے۔ انہی نے شمعون سے کہا۔ کہ تو پطرس ہے (یعنی پتھر ہے) اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤنگا۔ اور دوزخ کے دروازے اس پر غالب نہ ہوں گے (متی ۱۶:۱۸) خود یسوع مسیح نے جب اس نے بارہ رسولوں اور اُن کے جائز جانشینوں کو ہمیشہ کے لئے

اصولی قانونی اور انتظامی اختیارات دیئے۔ جو اس کی زندگی کے لئے ضروری تھے۔ تو اُس مضبوط بنیاد پر تمام عمارت بنائی۔ اس نے فرمایا۔ "کہ تم جاکر سب قوموں کو سکھاؤ۔ . . . . اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک تمہارے ساتھ ہوں" (متی ۲۸: ۱۹: ۲۰) جو تمہاری سنتا ہے۔ میری سنتا ہے۔ اور جو تمہیں ناچیز جانتا ہے۔ مجھے ناچیز جانتا ہے" (لوقا ۱۰: ۱۶) اگر وہ کلیسیا کی نہ سنے تو اُسے غیر قوم اور محصول لینے والے کی طرح جان" (متی ۱۸: ۱۷) جو کچھ تم زمین پر باندھو گے آسمان پر باندھا جائے گا۔ اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے۔ آسمان پر کھولا جائے گا" (متی ۱۸: ۱۸)

س۔ یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا کیوں قائم کی؟

ج۔ تاکہ سب لوگوں کو ایمان کا ایک ایسا قاعدہ دے۔ جس میں غلطی نہ ہو۔ اور جس کے ذریعہ نجات کا یقینی راستہ معلوم ہو جائے۔ کیونکہ کلیسیا کے پاسٹروں کی تعلیم دینے والی جماعت بہ حیثیت مجموعی بہ سرداری چیف پاسٹر بلاشک و شبہ غلطی کرنے سے مُبرا ہے۔ یعنی مذہب اور اخلاق کے بارے میں غلط راستہ نہیں بتا سکتی۔ وہ بذاتہ غلطی سے مُبرا نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ انسان ہیں۔ رسولوں اور اُن کے جانشینوں کی طرح خدا تعالےٰ نے اپنے لوگوں کے فائدہ کے لئے اُن کو مُبرا و منزہ عن الخطا بنایا۔ "دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں"۔ اور مسیح خود ان کے ہونٹوں سے تعلیم دلواتا ہے۔ "کہ جو تمہاری سنتا ہے۔ میری سنتا ہے"۔

س۔ اس کی اور تشریح کرو۔

ج۔ جو کچھ خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ اگر انسان کو اس کا علم ہو۔ تو اس کا فرض ہے کہ اس پر ایمان لائے۔ کیونکہ خدا صادق ہے۔ نہ وہ دھوکہ دیتا ہے۔ اور نہ کوئی اس کو دھوکہ دے سکتا ہے۔ "اور جو ایمان نہیں لاتا۔ اس کے واسطے سزا کا حکم ہو چکا" (یوحنا ۳: ۱۸) لیکن خدا نے ایسا انتظام کیا ہے۔ کہ انسان کو الہام کا علم ہو جائے۔ اُس نے اپنا الہام کلیسیا کے سپرد کیا ہے۔ اُس نے کلیسیا کو زندہ گواہ اور سچائی کی تعلیم دینے والا استاد بنایا ہے۔ پس کلیسیا جو کچھ ہمارے ایمان کے لئے تجویز کرے۔ کہ وہ خدا کا کلام ہے۔ خواہ وہ تحریری ہو

خواہ غیر تحریری۔ خواہ وہ تجویز اپنی عام عالمگیر تعلیم سے ہو۔ یا اپنے سوچے ہوئے فیصلے یا فتوے سے ہو۔ ہمکو الٰہی اور کا تھولک ایمان سے اسکو ماننا چاہئے

س - کیا تمہارا یہ مطلب ہے۔ کہ کلیسیا ہمارے ایمان کے لئے وہ بات بتا سکتی ہے جس کو خدا نے منکشف نہیں کیا تھا۔ یا خدا کے منکشف امورات میں کلیسیا کسی قسم کی ایزادی کر سکتی ہے؟

ج - نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کلیسیا کو خدا کے الہام میں کسی بات کے بدلنے یا بڑھانے کا اختیار نہیں ہے۔ مگر کلیسیا خدا کے الہام کی سچی اور لاخطا گواہ ہے۔ نہ اس سے زیادہ اور نہ کم۔

س - کیا یہ مسائل پاک نوشتوں کے خلاف نہیں ہیں؟

ج - نہیں۔ اس کے خلاف کلیسیا کے منزہ عن الخطا ہونے کی سچائی کی نسبت اور کوئی بنیادی سچائی مقدس نوشتوں میں زیادہ صاف نہیں ہے۔

س - ہم یسعیاہ میں اس کے متعلق کیا پڑھتے ہیں۔

ج - کہ کوئی ہتھیار جو تیرے (کلیسیا) برخلاف بنایا گیا۔ کام نہ آئے گا۔ اور ہر ایک زبان جو عدالت میں تیرے برخلاف کھڑی ہو۔ تو اس کو مجرم ٹھیرائے گی (یسعیاہ۔ ۵۴: ۱۷) پھر بھی ہم پڑھتے ہیں۔ کہ وہ قوم اور وہ مملکت جو تیری خدمت گذاری نہ کرے گی۔ ہلاک ہو جائیگی (یسعیاہ۔ ۶۰: ۱۲)

اور خوف نہ کر۔ کیونکہ تو پھر پشیمان نہ ہو گی۔ اور شرمندہ نہ ہو۔ کیونکہ تو رسوا نہ ہو گی۔ یسعیاہ۔ ۵۴: ۴) اور پھر میں تجھ کو زمانوں کا فخر پشت در پشت کے لئے فرحت بناؤنگا تو اپنی دیواروں کو نجات اور اپنے پھاٹکوں کو ستائش کہے گی۔ بلکہ خداوند تیرا ابدی نور ہوگا۔ اور تیرا خدا تیرا فخر ہوگا۔ تیرا سورج پھر کبھی غروب نہ ہوگا۔ اور نہ تیرا چاند گھٹے گا۔ (یسعیاہ ۶۰: ۱۵-۱۸-۲۰)

میں سچائی سے ان کے کاموں کا اجر دونگا۔ اور ان کے ساتھ ایک ابدی عہد باندھونگا (یسعیاہ ۶۱: ۸)

اُس کے ساتھ میرا یہ عہد ہے۔ میری رُوح جو تجھ پر ہے۔ اور میری باتیں جو میں نے تیرے مُنہ میں ڈالی ہیں۔ تیرے مُنہ سے اور تیری نسل کے مُنہ سے اب سے لے کر ابد

تک جاتی نہ رہیں گی۔" (یسعیاہ - ۵۹ : ۲۱)

اب کیا قومیں کلیسیا کی خدمت گذاری کے لیئے مجبور کی جا سکتی ہیں؟ کیا کلیسیا خدا کی طرف سے ایسا اختیار رکھ سکتی ہے۔ کہ ہر زبان کو جو اس کے فیصلوں کی مخالفت کرتی ہے تقصیر وار ٹھیرائے۔ کیا کلیسیا دائمی جلالی ہو سکتی ہے؟ اور خداوند اس کا ابدی نور ہو سکتا ہے؟ اگر وہ یعنی کلیسیا الٰہی مرضی سے غلطی سے مبرا نہ ہوتی؟ وہ کلیسیا کس طرح گمراہی سکھا سکتی ہے؟ کیونکہ خدا نے اس کے ساتھ دائمی عہد کیا ہے۔ جس کے منہ میں اُسنے ہمیشہ کے لیئے اپنا کلام رکھ دیا ہے۔

س ۔حزقی ایل نبی کیا کہتا ہے؟

ج ۔"میں اپنے گلے کو بچاؤں گا۔ وہ کبھی شکار نہ ہوگا۔" (حزقی ایل ۳۴ : ۲۲)

س ۔ ہم یرمیاہ نبی کی کتاب میں کیا پڑھتے ہیں؟

ج ۔"میں ایسی توفیق بخشوں گا۔ کہ وہ ایک دل ہو جائیں گے۔ اور ایک ہی راہ پر چلیں گے اور مجھ سے ہمیشہ ڈریں گے۔ اور میں اپنا خوف ان کے دلوں میں ڈالوں گا۔ کہ وہ مجھ سے پھر برگشتہ نہ ہوں۔" (یرمیاہ - ۳۲ : ۳۹)

س ۔یسوع مسیح خود کیا کہتا ہے؟

ج ۔ ہم نے اوپر چند حوالے دیئے ہیں۔ جو اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ مسیح آپ ہی کلیسیا کا سچا بانی ہے۔ وہی حوالے یہ بھی ثابت کرتے ہیں۔ کہ مسیح نے اپنی کلیسیا کو غلطی سے پاک رکھا۔ اور کہ اس سے منکر ہونا تو درکنار اگر ہم یہ بھی کہیں کہ" ہاں وہ فتح پائیں گے۔ تو کفر ہوگا۔"

جب یسوع مسیح خود وعدہ کرتا ہے۔ کہ دوزخ کے دروازے میری کلیسیا کے خلاف فتح نہ پائیں گے۔ اب اگر یہ کہا جائے۔ کہ ہاں فتح پائیں گے۔ تو صریحاً کفر نہیں ہے؟ جب یسوع مسیح وعدہ کرتا ہے۔ کہ"میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں۔" تو کیا ایسا کہنا کہ وہ ایک دن کے لئے بھی اپنی کلیسیا کو چھوڑ دے گا صریحاً کفر نہیں ہے؟ جب یسوع مسیح سنجیدگی سے کہتا ہے۔ کہ جو شخص میری کلیسیا کی سنتا ہے۔ وہ میری سنتا

جو کچھ کلیسیا باندھتی ہے۔ میں خود باندھتا ہوں۔ وغیرہ تو کیا اس بات کا کہنا کہ جو شخص کلیسیا کی سنتا ہے۔ شیطان کی سنتا ہے۔ جو کچھ کلیسیا باندھتی ہے۔ آسمان پر نہیں باندھا جاتا۔ صریحاً کفر گوئی نہیں ہے؟

یہ امر بالکل صاف ہے کہ اگر یسوع مسیح خدا تعالےٰ ہے۔ تو یسوع مسیح کی کلیسیا ضرور ہی غلطی سے پاک ہو۔ اور اگر ایک لمحہ کے لئے بھی یسوع مسیح کی کلیسیا گمراہی میں پڑ سکتی ہے۔ تو یسوع مسیح جھوٹا نبی ہے۔ پس پروٹسٹنٹ خادم دین کے عام قول کی بطالت میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ تین یا چار صدیوں کے بعد کلیسیا بت پرستی میں پڑ گئی۔

س ۔ کیا رسولوں اور قدیم مسیحیوں نے کلیسیا کی بے خطائی پر یقین کیا؟

ج ۔ ہاں کیا۔ جب یروشلم کی مجلس کے انعقاد کے وقت رسولوں نے غیر قوموں کو ختنہ اور بعض دیگر یہودی رسومات سے آزاد کرنے کا فتوےٰ دیا۔ تو کہا کہ "روح القدس نے اور ہم نے بہتر جانا" (اعمال ۱۵: ۲۸) اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو غلطی سے پاک سمجھ کر فیصلہ کیا۔ اور اُن کے فیصلہ کو سب لوگوں نے قبول کیا۔

س ۔ مقدس پولس کیا کہتا ہے؟

ج ۔ مقدس پولوس دینی کلیسیا کو جس کا طمطاؤس استاد تھا "زندہ خدا کی کلیسیا اور سچائی کا ستون اور نیو کہتا ہے" (طمطاؤس ۱۳: ۱۵) وہ صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ اگر آسمان سے کوئی فرشتہ آکر کلیسیا کے پاسبانوں کی انجیل کے خلاف دوسری انجیل سنائے۔ تو تم کو وہ نہ ماننی چاہیئے" (گلاتیوں ۱: ۸)

س ۔ تم ان مذکورہ بالا آیتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ میں حسب ذیل نتیجہ نکالتا ہوں۔ اول کہ تمام پروٹسٹنٹ فرقے صریح طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ خطاکار ہیں۔ اور غلطی کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ یعنی کہ وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ وہ مسیح کی کلیسیا نہیں ہیں۔ اگر ہمارے پاس کوئی اور دلیل بھی نہ ہو۔ تو صرف یہی دلیل کافی ووافی ہے۔

دوسرے یہ کہ مسیح کی کلیسیا ہی صرف ایسا قاعدۂ ایمان ہے۔ جو غلطی کا مرتکب نہیں۔ اب ہم پڑتال کریں۔ کہ مسیح کی سچی کلیسیا کون سی ہے؟

دُوسرا باب

کاتھولک کلیسیا مسیح کی سچی کلیسیا ہے

اوّل ۔ سچی کلیسیا کو دوسرے فرقوں سے پہچاننے کیلئے کون سے صحیح نشان ہیں

سوال ۔ کیا ایک سے زیادہ سچی کلیسیا ہو سکتی ہے؟

جواب :۔ نہیں سچائی لازمی طور پر ایک ہی ہے ۔ اور یہ ظاہر ہے ۔ کہ یسوع مسیح نے جو کہ خدا کا کلمہ ہے ۔ متضاد مسائل نہیں سکھائے ۔ اگر وہ اس قدر فرقوں اور عقائد کا بانی ہوتا ۔ تو اُسے متضاد مسایل سکھانے پڑتے ۔ جب اس نے اپنی کلیسیا کا ذکر کیا ۔ تو ہمیشہ صیغہ واحد میں ذکر کیا ۔ اگر وہ کلیسیا کی نہ مانے " وغیرہ میں اپنی کلیسیا بناؤنگا " وغیرہ اور جب غیر قوموں کو سچے خدا کی طرف پھیرنے کی پیشینگوئی کی تو اس نے صاف طور سے کہا " ایک گلہ اور ایک ہی گڈریا ہوگا " یوحنا ۱۰ باب ۱۶ آیت ۔ مقدس پولوس ہم کو بتاتا ہے کہ صرف ایک خداوند ۔ ایک ایمان اور ایک بپتسمہ ہے ۔ افسیوں کا خط ۴ باب ۱۳ آیت اس لئے مسیح کی صرف ایک ہی سچی کلیسیا ہے ۔

س ۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج :۔ کہ بے شمار فرقوں کے درمیان جو یسوع مسیح کی سچی کلیسیا ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں ۔ ان میں سے صرف ایک ہی سچی کلیسیا ہے ۔ اور باقی تمام جماعتیں ہلاک کرنے والی بدعتیں ہیں ۔ جن کو جھوٹے معلموں نے نکالا ہے (۲ پطرس ۲ باب ۱ آیت)

س ۔ کیا سچی کلیسیا کو پہچاننے کے لئے کوئی نشان ہے؟

ج۔ چونکہ یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا کو سچا قاعدۂ ایمان بنایا۔ جو کہ نجات کا تنہا راستہ ہے اور چونکہ اس نے ہر شخص کو حکم دیا۔ کہ وہ کلیسیا کی باتیں سُنے۔ نہیں تو وہ غیر قوموں میں شمار کیا جائے گا۔ اس لئے لازمی ہے۔ کہ سچی کلیسیا کو دوسرے فرقوں سے تمیز کرنے کے لئے چند نشان ہوں۔ اور یہ نشان یقینی دائمی۔ ظاہرا اور اس قسم کے ہوں۔ جسے ہر شخص خواندہ یا جاہل سمجھ سکے۔ کیونکہ سب لوگوں کے لئے سچی کلیسیا میں داخل ہونا ضروری ہے۔

س۔ پروٹسٹنٹ سچی کلیسیا کے کون سے نشان بتاتے ہیں؟

ج۔ وہ۔ انجیل کے صحیح اصولوں کا وعظ اور ساکرامنٹوں کا جائز طور سے دیا جانا

س۔ تم ان دو نشانوں کی نسبت کیا خیال کرتے ہو؟

ج۔ یہ کوئی نشان نہیں ہیں۔ یہ تو بالکل سچ ہے۔ کہ مسیحی کلیسیا کو چاہیئے۔ کہ انجیل کی سچی تعلیم سکھائے۔ اور جائز طور سے ساکرامنٹوں کو دے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ وہ کونسی کلیسیا ہے۔ جو سچی تعلیم سکھاتی۔ اور کون سی کلیسیا ہے۔ جو جائز طور پر ساکرامنٹ دیتی ہے

س۔ اس بات کو مثال دے کر سمجھاؤ۔

ج۔ مثلاً اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے۔ کہ فلاں دو آدمیوں میں سے کون حاکم ہے؟ اگر میں اُسے جواب دُوں۔ کہ حاکم وہ ہے۔ جس کو حکومت کرنے کا جائز اختیار ہے۔ گو میرا جواب بالکل سچ ہے۔ لیکن پوچھنے والے کے لئے یہ جواب لاحاصل ہے۔ کیونکہ سوال کرنے والا پھر پوچھے گا۔ کہ ان دونوں شخصوں میں سے جائز اختیار کس کو ہے؟ اور جب تک کہ میں اس کو کوئی ظاہری اور دیدنی نشان نہیں بتا دُوں گا۔ تب تک وہ شک و شبہ میں رہے گا۔

س۔ سچی کلیسیا کے سچے نشان کیا ہیں؟

ج۔ چار۔ جو نقایا کے عقیدہ میں پائے جاتے ہیں۔ یعنی کہ میں ایک پاک کاتھولک اور رسولی کلیسیا کو مانتا ہوں۔"

سچی کلیسیا کی وحدت اس وجہ سے ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ جس کی سب لوگوں

کو پرستش کرنی چاہیئے۔ اور جو انکشاف سچائی کا وہ کرے۔ اس میں نہ تو کوئی اختلاف نہ کوئی تبدیلی۔ اور نہ آپس میں تضاد ہو۔

سچی پاک کلیسیا اس وجہ سے ہے۔ کہ خدا نے اس کو آدمیوں کی نجات۔ اور تقدیس کے لیئے بنایا۔ سچی کلیسیا عالمگیر یعنی کاتھولک بلحاظ وقت اور ملک کے اسی وجہ سے ہے کیونکہ خدا تمام لوگوں کو نجات کے لیئے بُلاتا ہے۔

سچی کلیسیا رسولی اس وجہ سے ہے۔ کہ خدا نے بارہ رسولوں کو اپنی کلیسیا قائم رکھنے اور اس پر رُوحانی سرداری کرنے کے لیئے منتخب کیا۔ اور سوائے اُن رسولوں کے حقیقی جانشینوں کے کسی اور کو روحانی اختیار حاصل نہیں۔

دُوم۔ سچی کلیسیا ایک ہی ہونی چاہیئے۔ کس کلیسیا میں وحدانیت ہے؟

س۔ کیا مسیح نے اپنی کلیسیا میں وحدانیت کو ضروری سمجھا؟

ج۔ ہاں ہم ابھی مسیح کے الفاظ سُن چکے ہیں۔ کہ ایک ہی بھیڑ خانہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا (یوحنا ۱۰باب ۱۶ آیت) مسیح نے اپنی صعودیت سے ایک رات پہلے باپ سے یوں دُعا کی۔ کہ اے قدوس باپ اپنے نام میں ان کی جنہیں تو نے مجھے بخشا حفاظت کر تاکہ وہ ایک ہوں۔ جیسا ہم ایک ہیں۔" میں صرف انہی کے لیئے نہیں۔ بلکہ اُن کے لیئے بھی جو ان کے کلام سے مجھ پر ایمان لائیں گے۔ عرض کرتا ہُوں تاکہ وہ سب ایک ہوں۔ جیسا کہ تو اے باپ مجھ میں اور میں تجھ میں۔ کہ وہ بھی ہم میں ایک ہوں۔ تاکہ دنیا ایمان لائے کہ تو نے مجھے بھیجا۔" (یوحنا ۱۷باب ۲۰۔۲۱۔۲۲۔۱۱ آیت) مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ ایسے ہی ہم جو بہت سے ہیں۔ مل کر مسیح میں ایک بدن اور آپس میں ایک دوسرے کے عضو ہیں۔" (رُومیوں کا خط ۱۲باب ۵ آیت) اور پھر وہ کہتا ہے۔ کہ ایک بدن۔ ایک رُوح ایک خداوند۔ ایک ایمان۔ ایک بپتسمہ۔" (افسیوں کا خط ۴باب ۴و۵ آیت)

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ کہ کلیسیا ایک جسم یا بھیڑ خانہ ہے۔ اور اس کا ایک ایمان ہے۔ اور وہ ایک ہی چرواہے کے ماتحت ہے۔ پھر یہ کہ کلیسیا کے ممبران میں وحدت ہونی چاہیئے۔ جیسے کہ خدا باپ اور خدا بیٹا ایک ہیں۔ الغرض کوئی کلیسیا مسیح کی کلیسیا نہیں ہو سکتی۔ جس میں اس طرح کی وحدت اور یگانگت نہ ہو۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں میں وحدت ہے؟

ج ۔ اصولاً ان میں وحدت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پروٹسٹنٹوں کا بنیادی اصول یہ ہے۔ کہ پاک نوشتوں کی شخصی تفسیر کی جائے جس کے باعث ہمیشہ جُدائیاں اور فرقہ جات پیدا ہوتے ہیں۔ اور پیدا ہوتے رہیں گے۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقہ جات اپنے عقائد میں متحد ہیں؟

ج ۔ نہیں کل پروٹسٹنٹ فرقوں میں کم و بیش اصولی باتوں میں اختلاف ہے۔ مثلاً انگلستان میں ایک عقیدہ سکاٹ لینڈ میں دوسرا۔ اور پروشیا میں تیسرا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جن اصولوں کو سرکاری کلیسیا (Established Church) صحیح مانتی ہے۔ ڈیسنٹر (Dissenters) ان کو کفر سمجھتے ہیں۔ جن عقائد کو آج صحیح مانتے ہیں۔ کل اُن سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ اور ہر جگہ ہمیشہ یہی ہوتا رہتا ہے۔

س ۔ چونکہ سب پروٹسٹنٹ فرقے پاک نوشتوں کو مانتے ہیں۔ تو پھر کیا وہ اپنے عقائد میں متحد نہیں؟

ج ۔ صورتِ حال برعکس ہے۔ فرداً فرداً اور اپنی شخصی رائے کے مطابق انجیل کی تفسیر کرنے سے بے شمار فرقے اور علیحدہ علیحدہ مذہبی جماعتیں بن گئی ہیں۔ یہ درست ہے۔ کہ ہر فرقہ انجیل پر ایمان رکھنے کا دعوےٰ تو کرتا ہے۔ پھر ہر ایک فرقہ پاک نوشتوں کے مختلف معنی نکالتا ہے۔ اور اس کی یہ کوشش ہوتی ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح ایک ایسا طریق قائم کرے جو ایک دوسرے سے مختلف ہو (شخصی تفسیر کی وجہ سے وہ ہمیشہ خدا کا کلام نہیں رہتا پر مُفسّر کا کلام بن جاتا ہے۔)

س ۔ جب اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ پروٹسٹنٹ فرقوں کے مسائل متفق نہیں ہیں۔ تو وہ فرقے

معترض کو کیا جواب دیتے ہیں۔

ج ۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہر الہامی سچائی کا ماننا ضروری نہیں ہے بلکہ چند بنیادی اصولوں ہی کو مان لینا کافی ہے۔ اور باقی نجات کے لئے ضروری نہیں۔

س :۔ تم ان بنیادی اور غیر بنیادی اصولوں کے امتیاز کی نسبت کیا کہتے ہو؟

ج :۔ ایسا امتیاز کرنا تو کمزور اور بگڑے ہوئے معاملے کو سدھارنے کا بیہودہ بہانہ ہے ایسا امتیاز کرنا خدا کے کلام کے خلاف ہے۔ اور کفر اور فضول اور عملی طور سے ناممکن ہے۔ خدا کے کلام کے خلاف اس وجہ سے ہے۔ کہ یسوع مسیح نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا۔ کہ صرف دو یا تین اصولوں پر ایمان لاؤ۔ بلکہ ان تمام باتوں کے ماننے کا فرمان دیا ہے۔ جن کا اس نے حکم دیا (متی ۲۸ باب ۲۰ آیت)

کفر اس وجہ سے ہے۔ کہ الہامی سچائیوں کے کسی بھی حصے کو رد کرنا خدا کو جھوٹا ٹھیرانا ہے فضول اس وجہ سے ہے۔ کہ یہ تمام امور بدعتیوں کے لئے اور ان کے مسائل کیسے ہی متضاد خطرناک اور اخلاق سے گرے ہوئے کیوں نہ ہوں۔ بہشت کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

عملاً ناممکن اس وجہ سے ہے۔ کہ ہماری عقل اور ہمارے جذبات ہمیں صاف طور سے نہیں بتا سکتے۔ کہ کون سی سچائیاں ہیں؟ جو بنیادی ہیں۔ اور کون سی غیر بنیادی۔ چار سو سال سے زیادہ عرصہ سے پروٹسٹنٹ اصحاب کو بار بار اس امر کا چیلنج دیا گیا ہے۔ کہ وہ بتائیں کہ بنیادی اصول کون کون سے ہیں۔ اور کتنے ہیں؟ مگر آج تک انہوں نے اس بات کا نہ تو جواب دیا۔ نہ ہی دے سکتے ہیں

س :۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے اپنے اخلاقی مسائل میں متفق ہیں؟

ج :۔ نہیں۔ ایک فرقے کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ انسان کو آزاد مرضی ملی ہوئی ہے۔ دوسرا فرقہ کیلون (Calvin) کی تعلیم کے مطابق کہتا ہے۔ کہ خدا تعالے جو پاک ہے۔ گناہوں کا منبع ہے۔ یا ویزلی (Wesley) کی طرح یہ کہتا ہے۔ کہ بڑے بڑے گناہ خدا کے بچوں پر بوجھ نہیں ہیں۔ بعض فرقے کثرت الازدواجی کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ بعض فرقے مثلاً مورمن (Mormon) خیال کرتے ہیں۔ کہ کثرت الازدواجی مقدسین کا خاص استحقاق ہے۔

س ۔ کیا تمام پروٹسٹنٹ فرقوں کا نظام حکومت ایک ہی ہے ؟

ج ۔ نہیں پرشیا میں وہاں کا بادشاہ پراٹسٹنٹ فرقوں کا مذہبی سردار ہے۔ انگلستان میں بادشاہ یا حکومت برطانیہ۔ جرمنی میں منتخب شدہ جماعت وغیرہ وغیرہ۔ ہر ایک فرقے کا اپنا علیحدہ علیحدہ انتظام ہے۔ اور بہت پروٹسٹنٹ (مثلاً پلیمتھ برادر وغیرہ) مذہبی امور میں کسی کو سردار نہیں مانتے۔ نہ کسی اتھارٹی یا سند کو تسلیم کرتے ہیں۔

س ۔ کیا کیتھولک کلیسیا میں وحدانیت ہے ؟

ج ۔ اصولاً کیتھولک کلیسیا لازمی طور پر متحد ہے۔ ضروری ہے کہ ہر کیتھولک اُنہی سچائیوں پر ایمان رکھے۔ اور اُن سچائیوں میں سے کسی ایک کو بھی ترک کر دینا اپنے آپ کو کیتھلک شراکت سے علیحدہ کر دینا ہے۔

س ۔ کیا کیتھلک کلیسیا اپنی ایمان میں متحد ہے ؟

ج ۔ دنیا میں سب کیتھلک اصحاب کا ایک اور یکساں عقیدہ ہوتا ہے۔ کیتھلک لوگوں میں فرقے نہیں ہوتے۔ مثلاً کوئی چرچ آف فرانس یا چرچ آف انگلینڈ۔ یا چرچ آف اطالیہ (یا چرچ آف انڈیا۔ برادر سیلون) نہیں ہوتے۔ ہر ایک شخص بلا کسی امتیاز کے وہی مانتا ہے جو دیگر کیتھلک مانتے ہیں۔

س ۔ کیا کیتھلک کلیسیا اپنی اخلاقی تعلیم میں باہم متفق ہے ؟

ج ۔ ہاں۔ تمام کیتھلک ایک ہی اخلاقی تعلیم مانتے اور سکھاتے ہیں۔ بیان کردہ برائیوں سے سب اجتناب کرتے ہیں۔ اور بیان کردہ نیکیوں کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ اور اُن پر عمل پیرا ہوتے ہیں ؛

س ۔ کیا کیتھلک کلیسیا کا نظام حکومت ایک ہی ہے ؟

ج ۔ ہاں دنیا کے کل مومن مذہبی امور میں اپنے کاہنوں کے ماتحت ہوتے ہیں۔ کاہن بشپوں کے اور کل بشپ مقدس پطرس کے حقیقی جانشین یعنی پاپائے اعظم کے تابع ہوتے ہیں۔

س ۔ تم ان باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو ؟

ج ۔ یہ کہ پروٹسٹنٹ ازم اُس بادشاہت کی مانند ہے۔ جو بادشاہت آپس میں مخالف ہو (متی ۱۲: ۲۵)

یہ مذہب ایک مذہب نہیں۔ بلکہ کئی مذہبوں پر مشتمل ہے۔ اور اس لئے یہ مسیح کی کلیسیا نہیں ہو سکتی۔ چونکہ کیتھلک کلیسیا بلاشبہ ہر صورت میں ایک ہے۔ اسی وجہ سے بلا شک و شبہ مسیح کی سچی کلیسیا ہے۔

سوم۔ سچی کلیسیا پاک ہونی چاہیئے۔ کونسی کلیسیا پاک ہے

س ۔ کیا پاکیزگی سچی کلیسیا کے لئے ایک لازمی نشان ہے؟

ج ۔ ہاں ہے۔ وہی کلیسیا مسیح کی سچی کلیسیا کہلانے کی مستحق ہے۔ جس کی تعلیم قانون آئین رسوم و طور طریقے ہمیشہ کے لئے کامیابی کے ساتھ غرور اور نفسانیت کو رد کریں اور بُری طبیعت کو قابو میں رکھیں۔ اور ان کو کمالیت کے معراج پر پہنچانے میں ممد ہوں۔ ایسی ہی کلیسیا میں سچ مچ خدا کا ہاتھ پایا جاتا ہے۔ اور یہ سچی کمال کسی بدعتی فرقہ میں نہیں پایا جاتا۔

س ۔ کیا یہ امر پاک نوشتے سے بھی ظاہر ہوتا ہے؟

ج ۔ ہاں یسعیاہ نبی مسیح کی کلیسیا کو ایک مقدس رُوح کہتا ہے۔ "اُس میں ناپاک نہ گذریگا (یسعیاہ ۔ ۳۵: ۸) داوُد نبی کہتا ہے۔ کہ اَے خداوند قدوسیّت تیرے ہی گھر کو شایاں ہے" (مزمور ۹۲: ۵)

مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ "مسیح نے بھی کلیسیا کو پیار کیا۔ اور اپنے آپ کو اس کے بدلے دیا۔ تاکہ اس کو پانی کے غسل سے زندگی کے کلام کے ساتھ پاک کر کے مقدس کرے۔ اور کہ وہ اپنی ایک جلال والی کلیسیا حاضر کرے۔ جس میں داغ یا شکن یا کوئی ایسی چیز نہ ہو۔ بلکہ وہ مقدس اور بے عیب ہو (افسی ۵ ۲۵ و ۲۷)

س ۔ کیا پراٹسٹنٹ فرقوں کے مسائل پاک ہیں؟

ج ۔ نہیں۔ پراٹسٹنٹوں کے مسائل خصوصاً تقدیر۔ آزاد مرضی۔ فعل مختاری کے بارے میں نیز کہ صرف ایمان ہی نجات کے لئے ضروری ہے۔ اور نیک اعمال نجات کے لئے ضروری

نہیں۔ یہ سب پاکیزگی کو تباہ کرنے والے ہیں۔ کون ایسی بے ہودگی کو مان کر برائی سے بچے گا۔ یا نیکی کرنے کا خیال کرے گا؟ مثلاً لوتھر کے پیرو ہیں کون گناہ سے بازرہ سکتا ہے جب خود لوتھر سکھاتا ہے۔ کہ جس قدر زیادہ ہم گناہ کرتے ہیں۔ اتنا زیادہ ہم خدا کا فضل حاصل کرتے ہیں"۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقوں کے شریک پاک ہیں؟

ج۔ اس میں شک نہیں۔ کہ پراٹسٹنٹوں کے ہاں بڑے معزز۔ لائق۔ اور خدا ترس سچے معتقد پائے جاتے ہیں۔ جو دل وجان سے اپنے پڑوسیوں کی بہبودی میں ہمہ تن معروف رہتے ہیں۔ پر اُن میں ایسے مقدس نہیں ہوتے۔ جو کامل طور پر ہمارے خداوند کی تقلید کرتے ہوں۔ اور جنہوں نے دُنیا اور اس کی تمام بیہودگیوں کو خدا کی خاطر ترک کر دیا ہو۔ اور ہر پہلو میں نیک کام کرتے ہوں۔ اور خدا کے وسیلے سے معجزے کرتے ہوں۔ پراٹسٹنٹ خادم الدین لوایترد (Lavater) کہتا ہے "میں اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ کیتھولک لوگوں کے ہاں مقدس ہوتے ہیں۔ اور برخلاف اس کے ہمارے نہیں۔ نہ ان جیسا کوئی"۔

لیٹر ٹو دی کونٹ آف سٹولبرگ (Letter to the Count of Stollberg)

س۔ کیا مختلف پراٹسٹنٹ فرقوں میں پاکیزگی حاصل کرنے کے وسائل موجود نہیں؟

ج۔ اگر ہیں تو بہت کم۔ پراٹسٹنٹوں نے اُن وسائل میں سے جو خود مسیح نے پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے مقرر کئے تھے۔ بہت سے عمدہ اور کامل وسیلوں کو رد کر دیا ہے۔ دراصل اُنہوں نے ماس کی پاک قربانی کو رد کرنے سے مذہب کی رُوح یعنی تمام فضائل کے سرچشمے کو بند کر دیا ہے۔ ان کے ہاں جائز طور پر مخصوص شدہ کاہن نہیں ہوتے۔ اس لئے نہ تو اُن میں گناہوں کی معافی ہو سکتی ہے۔ اور نہ خداوند کے بدن اور لہو کی شراکت۔ "ماس کی قربانی"۔ وہ مبارک کنواری مریم اور دیگر مقدسوں کی عزت و محبت کو رد کر کے کل افضل مسیحی نیکیوں کا نمونہ کھو بیٹھے ہیں۔ انہوں نے خانقاہوں اور ہر قسم کے مذہبی مکانوں کو برباد کر دیا ہے۔ سالسبری کا پروٹسٹنٹ بشپ برنٹ معترف ہے۔ کہ کیتھلک لوگوں کے ہاں

گوشہ نشین اور خدا ترسی کی زندگی بسر کرنے کے لیئے مذہبی مکانات مذہبی جماعتیں اور خانقاہیں ہیں۔ نیز نہایت اعلےٰ عبادت کی کتابیں۔ میں اس امر سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ ہم میں یہ نقص اور کمی اصلاح (ریفریمیشن) کے بعد سے پیدا ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں زاہدانہ زندگی بسر کرنے کے لئے کوئی ایسے وسائل نہیں۔ دراصل ہمارے ہاں خانقاہوں کی عدم موجودگی کی بڑی بھاری کمی ہے۔

س۔ کیا اپنی کلیسیا کی صداقت کے ثبوت کیلیئے خدا نے کبھی کسی پراٹسٹنٹ کے ہاتھ سے معجزے کرائے؟

ج۔ کبھی نہیں۔ چونکہ معجزے پاکیزگی کے ثبوت اور شہادتیں ہیں۔ اس لئے سچی کلیسیا کے سوا وہ اور کہیں نہیں ہوتے۔ ای ریسمس (Erasmus) کا مذاق کو تھر یا اس کا کوئی پیرو کبھی کسی لنگڑے گھوڑے کو بھی شفا نہ بخش سکا۔ اب تک یہ چلا آتا ہے۔ جینوا میں جو کالون کے ساتھ بیتی۔ وہ سب جانتے ہیں۔ وہ معاملہ یوں ہے۔ کہ کیلون نے ایک شخص کو رشوت دی۔ اور کہا تو اپنے آپ کو مردہ بنا لے۔ اور میں علانیہ طور پر تجھے زندہ کر دونگا۔ تاکہ لوگ مجھے بڑا نبی مانیں۔ جب اس نے اعلان کر دیا۔ کہ میں کیا کرنے لگا ہوں۔ تو وہ مقررہ جگہ پر گیا۔ اور ایک جم غفیر اس کے پیچھے ہو لیا۔ جس وقت کیلون اس شخص کے مکان پر پہنچا۔ جس کو رشوت دی ہوئی تھی۔ تو خدا کے انصاف ظاہر کرنے کے لئے وہ شخص واقعی مردہ پایا گیا۔ اس کی لاش اس کے گھر میں پڑی تھی۔ اور کیلون شرمسار ہو کر بھاگ گیا (سوری اُس مم ہسٹ بولساک وٹیا کیلون یعنی سوری اس کی تاریخ اور بولساک کی تحریر کردہ کیلون کے سوانح) (Surius, Mem. hist. Bolsec, vita Calvini)

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا کی تعلیم پاک ہے؟

ج۔ ہاں۔ وہ اپنے بچوں کو سکھاتی ہے۔ کہ جو کچھ خدا نے بذریعہ مکاشفہ ظاہر کیا ہے اس کو مانیں۔ اور جو کچھ اس نے حکم دیا ہے۔ اس پر عمل پیرا رہیں۔ روزہ ریاضت اور لگاتار دعا اور سکرمینٹوں کو اکثر لینا جن کی ہدایت بڑی تاکید سے پاک نوشتوں میں کی گئی ہے۔ یہ سب کچھ کلیسیا کرنے کو حکم دیتی ہے۔ اور وہ متواتر لوگوں کو رغبت دلاتی ہے کہ نیکی اور دینداری اور پاکیزگی کی طرف گامزن رہیں۔ گو ان کا عمل ہر فرد بشر کی آزاد مرضی

پر منحصر ہے۔ کہ وہ ان حکموں کو مانیں یا نہ مانیں۔

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا بلحاظ اپنے ممبران و شرکا کے پاک ہے۔

ج۔ ہاں۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ کُل کیتھولک اصحاب مقدس ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان میں کئی مقدس ہو چکے ہیں۔ اور ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان کا ثانی کسی اور جگہ پایا نہیں جاتا۔ پس ہم ان چند اشخاص کا ذکر کریں گے۔ جو لوتھر کے زمانہ کے بعد ہوئے مثلاً مقدس چارلس بورومیو (St: Charles Borromeo) مقدس فرانسس آف سیل (St: Francis de Sales) مقدس الفونسس لیگوری (Alphonsus Liguori) جیسے بشپ صاحبان مقدس اگنیشئس (St: Ignatius) مقدس فرانسس اگزیویر (Francis Xavier) مقدس ونسنٹ ڈی پال جیسے پریسٹ (Vincent de Paul) کارنے (Cornay) بوری (...) پربری (Perboyre) چیپ ڈے لین (Chapdelaine) وینارڈ (Venard) اور ہر قسم کے سینکڑوں شہید۔ جنہوں نے چین ٹانکین کوریا وغیرہ میں جام شہادت پیا۔ مقدسہ طریزہ (Theresa) مقدسہ مریم مگدلین (Mary Magdalene) ڈی پازی (de Pazzi) مقدسہ روز آف لیما جیسی کنواریاں (Rose of Lima) کیا پروٹسٹنٹ مذہب میں پائے اور پائی جاتی ہیں؟

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا میں پاکیزگی کے وسائل ہیں؟

ج۔ بکثرت۔ اس کی پاک قربانی (جو صلیب کی قربانی کا جاری رہنا ہے) میں ہمارا خداوند مسیح اپنے بدن اور روح اپنے لہو اور الوہیت کے ساتھ ہمیشہ ہمارے درمیان رہتا ہے اور ہمارے گناہوں کے لئے قربان ہوتا ہے۔ بار بار پاک شراکت لینے سے ہم یسوع مسیح کے ساتھ اتحاد رکھتے ہیں۔ اور وہ ہمیں اپنا بدن اور لہو کھانے کو دیتا ہے۔ ہمیں ایسا بنا دیتا ہے۔ کہ ہم اس کی مانند اپنی زندگی بسر کریں۔ اس کی طاقت سے خود طاقت حاصل کریں۔ اور اس کے ساتھ ایسے متحد ہو جائیں۔ جیسے وہ باپ کے ساتھ اتحاد رکھتا ہے۔ کل سکرامنٹ جو کہ فضل کی نالیاں ہیں۔ اور مسیح کے خون سے بہ نکلتی ہیں۔ ہر طبقہ کے کیتھولک شخص کی روح تک پہنچتی ہیں۔ خواہ وہ کیتھولک غریب ہو یا امیر۔ جوان ہو یا بوڑھا

اور یہ فضل ان کی پیدائش کے وقت سے لے کر اس وقت تک ان کو ملتا رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ اپنی رُوح خدا کے ہاتھ میں سپرد نہ کریں۔ (یعنی مر نہ جائیں)

علاوہ بریں ان تمام لوگوں کے لئے جو دنیا میں رہ کر کمالیت حاصل کرنے سے ہی مطمئن نہیں (متی ۱۹: ۱۷) اور انجیل کی صلاحوں پر بھی چلنا چاہتے ہیں۔ اور مسیح کی تقلید کر کے کامل بن کر آسمان پر خزانہ جمع کرنا چاہتے ہیں۔ اور اُن اشخاص کے لئے جو پوری طور پر توبہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور انجیل کی صلاحوں کو لفظ بہ لفظ ماننا چاہتے ہیں۔ کلیسیا نے ان کے لئے مذہبی مکانات وغیرہ بنائے ہیں۔ جہاں کہ اُنہیں ایسے نمونوں اور قواعد کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ جن کے ذریعہ کمزور بشر پاکیزگی کی تنگ ڈنڈی راہ پر بہ آسانی چل سکے۔

س۔ کیا خدا نے اپنی کلیسیا کی پاکیزگی ثابت کرنے کے لئے معجزے کئے؟

ج۔ اس امر کو تو پروٹسٹنٹ بھی مانتے ہیں۔ کہ اس نے کئے۔ یسوع مسیح کہتا ہے کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا۔ یوحنا ۱۴: ۱۲۔ اور اس نے اپنے وعدوں کو پورا کیا۔ ہر صدی اور ہر ملک میں ایسے معجزے خدا کے رحم سے ہوئے مثلاً ہندوستان میں مقدس فرانسس زیویر نے بہت معجزے کئے۔ جن کی صداقت پکے لوتھرن اور کیلون کے پیرو مثلاً بلدیوس (Baldaeus) حق نیوط (Hazenknecht) ٹے ورنیز (Tavernier) وغیرہ سے ہوتی ہے۔

س۔ اس سے آپ کیا نتیجہ نکالتے ہیں؟

ج۔ یہ کہ اول پروٹسٹنٹوں میں نہ تو کوئی پاکیزہ فرقہ ہے۔ نہ ہو سکتا ہے۔ دُوم۔ چونکہ کیتھولک کلیسیا بلحاظ اپنی تعلیم کے پاک ہے۔ اور بہ لحاظ اپنے شرکا کے پاک ہے۔ اور چونکہ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے اس میں بے شمار وسائل پائے جاتے ہیں۔ اور چونکہ اس کلیسیا کے مقدسین نے بے شمار معجزے دکھا کر پاکیزگی کا بدیہی ثبوت خدا کی جانب سے دیا ہے۔ اس لئے اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ وہی مسیح کی پاک کلیسیا ہے۔

چہارم ۔ سچی کلیسیا عالمگیر یعنی کیتھولک ہونی چاہیئے

عالمگیر کلیسیا کونسی ہے

س ۔ کیا کیتھولک یا عالمگیر ہونا سچی کلیسیا کا ضروری نشان ہے ؟

ج ۔ ہاں ہے ۔ خدا کا سچا مذہب تمام قوموں میں پھیلانا چاہیئے ۔ یسوع مسیح نے تمام بنی آدم کے لئے مصیبت اٹھائی ۔ وہ تمام بنی آدم کے لئے مُوا ۔ اس واسطے اس کا مذہب ہر وقت اور ہر قوم کے لئے ضروری ہے ۔

س ۔ کیا پاک نوشتوں میں بھی کہیں درج ہے ۔ کہ کلیسیا کو عالمگیر یعنی کیتھولک ہونا چاہیئے

ج ۔ ہاں کیونکہ یسوع مسیح نے کہا ۔ کہ میری کلیسیا بلحاظ وقت و بلحاظ جگہ و بلحاظ تعلیم کے عالمگیر یعنی کیتھولک ہوگی ۔ یسوع مسیح نے اپنے رسولوں کو اختیار دے کر کہا ۔ کہ تم جاکر سب قوموں کو سکھاؤ ۔ اور ان کو بپتسمہ دو ۔ باپ ۔ بیٹے ۔ رُوح القدس کے نام پر ۔ اور انہیں سکھاؤ کہ ان سب باتوں کو مانیں ۔ جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے ۔ اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہُوں ۔" (متی ۲۸ : ۱۹ ، ۲۰)

س ۔ کیا نبیوں نے کبھی کلیسیا کے عالمگیر ہونے کی بابت پیشینگوئی کی ہے ؟

ج ۔ ہاں خدا نے ابراہیم سے قسم کھائی تھی ۔ کہ تیری نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پائیں گی (پیدائش ۲۲ باب ۔ ۱۸ آیت) ہر وقت نبی اس دائمی عہد کا ذکر کرتے ہیں جو خدا نے اپنی کیتھولک یا عالمگیر کلیسیا کے ساتھ کرنا تھا ۔ داود کہتا ہے ۔ کہ زمین کی ساری سرحدیں تذکرہ کریں گی ۔ اور خداوند کی طرف رجوع ہوں گی ۔" (۲۱ زبور ۔ ۲۸ آیت) مجھ سے مانگ اور میں قومیں تیری میراث میں اور زمین کی سرحدیں تیری ملکیت میں دونگا "(زبور ۲ ۔ ۸ آیت)

ملاکی کہتا ہے ۔ کہ آفتاب کے طلوع سے اس کے غروب تک میرا نام قوموں کے درمیان بزرگ ہوگا ۔" (ملاکی ۱ باب ۱۱ آیت) اور یسوع نے اپنے آسمان پر جاتے وقت اپنے رسولوں سے کہا ۔ کہ تم یروشلم اور سارے یہودیہ اور سمریہ میں بلکہ زمین کی حدوں تک میرے

گواہ ہو گئے۔" (اعمال ۱ باب ۸ آیت)

س۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے بلحاظ وقت کے عالمگیر ہیں؟

ج۔ نہیں۔ کیونکہ پُرانا سے پُرانا پروٹسٹنٹ فرقہ ساڑھے تین سو سال سے پُرانا نہیں ہے۔ لوتھر نے پہلے پروٹسٹنٹ مذہب کا وعظ ۱۵۱۷ء میں کیا۔ اور اس وقت سے پہلے دُنیا کے کسی مُلک میں کبھی پروٹسٹنٹ تعلیم۔ پروٹسٹنٹ گرجے۔ پروٹسٹنٹ خادم الدین یا فرقے نہ تھے۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے بلحاظ تعلیم کے عالمگیر ہیں؟

ج۔ نہیں۔ کیونکہ کوئی پروٹسٹنٹ فرقہ ساری سچائی کی تعلیم نہیں دیتا ہے۔ بلکہ ہر ایک فرقہ اپنی خاص تعلیم سکھاتا ہے۔ اور مانتا ہے۔ پروٹسٹنٹوں نے پاک نوشتوں کی کئی ایک کتابوں کو نامعتبر سمجھ کر رد کر دیا تھا۔ اور اُنہی کو وہ اب الہامی قبول کرتے ہیں جس بات کو کہ وہ کل سکھاتے تھے۔ آج اُس کو رد کرتے ہیں۔ ان کے بنیادی اور غیر بنیادی اصولوں کے درمیان بیہودہ فرق ہی بذات خود اس بات کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ کہ وہ لوگ ان سب باتوں کو جن کا مسیح نے حکم دیا ہے۔ نہیں مانتے ہیں۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے بلحاظ تعداد اور بلحاظ جگہ کے عالمگیر ہیں؟

ج۔ نہیں۔ یونانی بدعتی فرقہ بھی تمام پروٹسٹنٹوں کی بہ نسبت تعداد میں بہت زیادہ ہے اگر ہر ایک پروٹسٹنٹ فرقہ کا الگ الگ کیتھولک کلیسیا کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔ تو ان کے شرکا کی تعداد بہت کم ہو گی۔ اور تمام پروٹسٹنٹ فرقوں کی کل تعداد کا تھولک لوگوں کی تعداد کا چوتھا یا پانچواں حصہ ہو گی۔ انڈیپینڈنٹ کارسپانڈنس صفحہ ۲۲۰ میں لکھا ہے۔ کہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس مضمون پر جو سب سے آخری شمار ہے۔ اس کے لحاظ سے کل دُنیا میں۔

کیتھولک - - - - - - - - - - ۲۰۸۰۰۰۰۰۰

کل پراٹسٹنٹ فرقوں کے شریک - - - - - - ۹۶۰۰۰۰۰۰

مشرقی بدعتی - - - - - - - - - - - ۷۰۰۰۰۰۰۰

کینین نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷ پر یہ شمار دیے ہیں۔

کیتھولک ۔۔۔۔۔۔ ۲۵۴۶۵۵۰۰۰

پروٹسٹنٹ ۔۔۔۔۔۔ ۴۰۹۸۵۰۰۰

یونانی وغیرہ ۔۔۔۔۔۔ ۵۵۲۶۰۰۰۰

س ۱۔ کیا کیتھولک کلیسیا بلحاظ وقت کے فی الواقع عالمگیر ہے؟

ج ۱۔ ہاں ہے۔ کیونکہ روئے زمین پر صرف وہی ایسی کلیسیا ہے۔ جس کا ہر زمانہ میں مسیح کے وقت تک صاف صاف طور سے پتہ چلتا ہے۔ اگر کوئی پراٹسٹنٹ اس بات سے منکر ہو تو اس سے پوچھو۔ کہ کس نے کاتھولک مذہب کی بنیاد ڈالی۔ کب اور کہاں وہ بنیاد ڈالی گئی ہم اس آدمی کا نام بتا سکتے ہیں جسنے پروٹسٹنٹ مذہب کو قائم کیا ہے۔ اور اس قصبہ کو بھی بتا سکتے ہیں۔ جہاں اس شخص نے پہلے پہل وعظ کیا۔ اگر کوئی پروٹسٹنٹ کاتھولک مذہب کی نسبت یہ بتا سکتا ہے۔ تو بتائے۔ وہ ایسا نہ کر سکے گا۔ وہ تسلیم کرے گا۔ کہ یسوع مسیح ہی کیتھولک مذہب کا بانی ہے۔ اور کہ کیتھولک مذہب کوہ کلوری پر سے شروع ہوا۔ اور کہ کیتھولک مذہب کی پیدائش کا دن وہی دن تھا جس دن دنیا نے نجات پائی۔

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا بلحاظ تعلیم کے سچ مچ عالمگیر ہے؟

ج۔ ہاں ہے۔ کیونکہ وہ اپنے فرزندوں کو ان تمام باتوں کو ماننے اور ان تمام سچائیوں پر ایمان لانے کی (جو خدا نے کشف کی ہیں) تعلیم دیتی ہے۔ اس کی تعلیم یسوع مسیح کی طرح ہمیشہ تک یکساں ہے۔

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا بلحاظ جگہ اور تعداد کے سچ مچ عالمگیر ہے؟

ج۔ ہاں ہے۔ کیونکہ کیتھولک کلیسیا تمام قوموں کی کلیسیا ہے۔ خدا نے کاتھولک کلیسیا کی نسبت کہا کہ (میں قومیں تیری میراث ہیں۔ اور زمین کی سرحدیں تیری ملکیت میں دونگا) زبور ۲۔ آیت ۸۔ کیتھولک کلیسیا ہر جگہ ہے۔ اور ہر جگہ اس کا لوبان آسمان کو جاتا ہے۔ اور ہر جگہ اس کے سکرامنٹ دیئے جاتے ہیں۔ ہر جگہ اس کی قربانی چڑھائی جاتی ہے۔ اور اس لئے وہ ملاکی کی نبوت کو پورا کرتی ہے۔ کہ (ہر مکان میں میرے نام پر لوبان اور پاک ہدیئے گزرانے جائیں گے) ملاکی ۱ باب ۱۱ آیت۔

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا کا نام ہی اس بات کی قوی شہادت نہیں ہے؟

ج - ہاں ہے۔ کیونکہ انیس صدیوں تک تمام لوگوں نے یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ کاتھولک کلیسیا ہی کو یسوع مسیح نے قائم کیا۔ ہر بدعتی فرقہ نے اپنے تئیں کاتھولک نام سے پکارنے اور کاتھولک کلیسیا کو اس نام سے محروم کرنے کی کوشش کی لیکن ناکامیاب رہے۔ پروٹسٹنٹ لوگ ہم کو پیپسٹس۔ رومانسٹس وغیرہ کہتے ہیں۔ مگر دنیا ہم کو ہمارے جلالی نام ہی سے پکارتی ہے۔ مقدس اگستینس کہتا ہے۔ کہ اگر کوئی اجنبی کسی شہر میں جاکر پوچھے۔ کہ یہاں کاتھولک کلیسیا کہاں ہے؟ تو کوئی پروٹسٹنٹ جرأت نہیں کرے گا۔ کہ اس کو اپنی کوئی بدعتی جماعت بتادے" ٹوم ۶۔ انٹرا آئی۔ پی فنڈ باب ۴۔ بنی آدم کی عام عقل ہمیشہ ہر ایک فرقے کو اس ہی کے خاص اور ٹھیک نام سے موسوم کرتی ہے۔ اور مسیح کی سچی کلیسیا کو اس نے غیر متبدل نام یعنی کیتھولک دیا ہے۔ پھر بنی آدم کی سمجھ مختلف بدعتی فرقوں کو یا تو ان کے بانیوں کے نام سے یا اُن مسائل کے لحاظ سے جو وہ سکھاتے ہیں۔ یا اُس ملک کے نام سے جہاں کہ وہ نیا مذہب جاری ہُوا پکارتی ہے۔ مثلاً لوتھرنس۔ کالونسٹس۔ چرچ آف انگلینڈ۔ ویسلی انس کوئکرس وغیرہ وغیرہ۔

س - تم ان تمام باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج - ہم ان تمام باتوں سے حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں۔ اوّل یہ کہ پروٹسٹنٹ فرقے بلحاظ وقت۔ بلحاظ تعلیم۔ بلحاظ جگہ یا تعداد کے عالمگیر یعنی کیتھولک نہیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمام دُنیا میں کاتھولک کلیسیا ہی ایسی کلیسیا ہے۔ جو بلحاظ وقت تعلیم جگہ اور تعداد کے عالمگیر ہے۔ اس لئے بلا شک و شُبہ کیتھولک کلیسیا ہی مسیح کی سچی کلیسیا ہے۔

پنجم سچی کلیسیا رسولی ہونی چاہیئے۔ رسولی کلیسیا کون سی ہے

س - اس بات کے کہنے سے تمہاری کیا مراد ہے؟ کہ سچی کلیسیا رسولی ہونی چاہیئے؟

ج - اس بات کے کہنے سے کہ سچی کلیسیا رسولی ہونی چاہیئے۔ میری یہ مراد ہے۔ کہ مسیح کی سچی کلیسیا قریباً ساڑھے اُنیس سو برس ہوئے۔ رسولوں نے قائم کی تھی۔ اور کہ سچی کلیسیا

Tom. 6 Contra Ep. Fund ch. 4 ... Romanist Reprints

اپنی تعلیم اپنی کہانت اور اپنی رسالت کا سلسلہ خداوند کے رسولوں تک پہنچاتی ہے۔

س۔ کیا یہ بات پاک نوشتوں سے ظاہر ہے؟

ج۔ ہاں ہے۔ کیونکہ مسیح کے وقت سے اب تک مقدسوں کے کمال کے لئے خدمت کے کام کے لئے۔ مسیح کے بدن کے تبدیل ہونے کیلئے (افسیوں ۴ باب ۱۲ آیت) کلیسیا میں چرواہے ہوتے آئے ہیں اے یروشلم میں نے تیرے دروازوں پر نگہبان بٹھائے ہیں۔ وہ سارے دن اور ساری رات کبھی چپ نہ رہینگے۔ (یسعیاہ ۶:۶۲) یہ چرواہے وہی مسائل جو انہوں نے رسولوں سے حاصل کئے تھے۔ سکھایا کرتے تھے۔ اور میری ان باتوں کو جو تو نے بہت سے گواہوں کے سامنے سنی ہیں۔ ایسے ایمانداروں کو سپرد کر۔ جو اوروں کو بھی سکھانے کے قابل ہوں۔" (۲ طمطاؤس ۲:۲) وہ چرواہے جائز طور پر بھیجے گئے تھے۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے آپ یہ عزت حاصل نہیں کرتا۔ جب تک ہارون کی طرح خدا کی طرف سے بلایا نہ جائے (عبرانیوں کو ۵:۴) وہ جائز طور سے اقدس خدمت کے لئے مخصوص کئے گئے تھے۔ میں نے تجھے اس واسطے کریتے میں چھوڑا۔ تاکہ تو باقی چیزیں درست کرے۔ اور کاہنوں کو شہر بہ شہر مقرر کرے۔ جیسا میں نے تجھے حکم کیا ہے۔" (طیطس کو ۱:۵) اور درحقیقت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح نے رسولوں کو بھیجا۔ اور ان رسولوں نے دوسروں کو بھیجا۔ مثلاً مقدس پولوس اور برناس کو۔ اور پھر پولوس نے طمطاؤس اور طیطس کو بھیجا۔ اور اس طرح سے چرواہوں کے ہر جانشین مسیح کے وقت سے اب تک سابقہ چرواہوں سے بھیجے گئے تھے۔ یہ تمام مسیح کے اسی اختیار سے ہوا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے۔ میں بھی اسی طرح تمہیں بھیجتا ہوں۔" (یوحنا ۲۰:۲۱)

س۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے اپنے مسائل میں رسولی ہیں؟

ج۔ نہیں۔ کیونکہ یہ واقعہ تواریخ سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ پروٹسٹنٹ مسائل مسیح کے زمانہ سے اصلاح کے زمانہ تک بنی آدم کے درمیان یعنی دنیا میں نامعلوم تھے۔ اور علاوہ اس کے کوئی عقلمند آدمی یہ یقین نہ کرے گا۔ کہ رسولوں نے مختلف پروٹسٹنٹ فرقوں کے اتنے بہتیرے مختلف مسائل سکھائے ہوں۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے اپنی مشن میں رسولی ہیں؟

ج۔ نہیں۔ لوتھر پہلا پروٹسٹنٹ تھا۔ جو دُنیا میں نمودار ہُوا۔ اس کو کس نے بھیجا؟ کیونکہ لوتھر نے اس بات کے ثابت کرنے کی خاطر کبھی کوئی معجزہ نہیں کیا۔ لوتھر کو رسولوں نے بھی نہیں بھیجا۔ کیونکہ لوتھر رسولوں سے چودہ سو سال پیچھے پیدا ہُوا۔ لُوتھر کو کیتھولک کلیسیا نے نہیں بھیجا۔ وہ تو کلیسیا سے خارج کیا گیا تھا۔ لوتھر کو کسی پروٹسٹنٹ جماعت نے بھی نہیں بھیجا۔ کیونکہ لوتھر سے پروٹسٹنٹ مذہب شروع ہُوا۔ اس لئے اس کے پاس رسولی اختیار یا رسالت نہ تھی۔ اور اسی طرح سے اس کے پیرؤوں کے پاس کوئی رسولی اختیار کا سلسلہ نہیں۔ ان کی بابت یہ لکھا ہے۔ کہ مَیں نے اِن نبیوں کو نہیں بھیجا۔ پر وُہ بھاگے ہیں۔ میں نے اُن سے نہیں کہا۔ لیکن انہوں نے نبوّت کی۔" (یرمیاہ - ۲۱:۲۳)

س۔ کیا پروٹسٹنٹ فرقے اپنی اقدس خدمت یا کہانت میں رسولی ہیں؟

ج۔ نہیں۔ لوتھر کے پیرو اور چرچ آف انگلینڈ کے خادم الدینوں کو چھوڑ کر باقی تمام پروٹسٹنٹ فرقے تسلیم بھی نہیں کرتے کہ ان میں کہانت موجود ہے۔ لوتھر کے پیرؤوں کے ہاں پاک خدمت کا عہدہ نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے یہاں جائز طور پر مخصوص شدہ اسقفوں کا سلسلہ نہیں ہے۔ جس سے وہ دینی عہدے حاصل کر سکیں۔ چرچ آف انگلینڈ کے خادم الدینوں کے ہاں بھی پاک خدمت کا عہدہ نہیں۔ کیونکہ یہ بات کبھی ثابت نہیں کی گئی۔ کہ پارکر (جو انکا پہلا بشپ تھا) جائز طور سے مخصوص کیا گیا تھا۔ اور وہ ایک سو بارہ برس میں مخصوصیت کا سچا قاعدہ اور الفاظ بھول گئے تھے۔ چونکہ چرچ آف انگلینڈ اپنے ملک میں بہ نسبت دیگر پروٹسٹنٹ فرقوں کے زیادہ مشہور ہے۔ اس واسطے اس کی پہلی مخصوصیتوں کی بابت ذیل کے حالات دلچسپ اور مفید ہوں گے۔ کاتھولک کلیسیا نے کبھی چرچ آف انگلینڈ کے پادریوں کے تقرر کو جائز تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ اُن کے تقرر کے الفاظ اور قاعدہ ناقص ہے ماسوا اس کے جب یہ خبر پھیلی۔ کہ پارکر کی مخصوصیت جائز طور سے نہیں ہوئی۔ بلکہ ناگ ہیڈ سرائے میں اس کا تقرر ناٹک کے طور پر ہُوا۔ تو بہت لوگ خیال کرنے لگے۔ کہ یہ تقرر ناجائز ہے۔ اور برعکس اس کے چند لوگ خیال کرتے تھے۔ کہ پارکر کا تقرر جائز ہے۔ مگر اس وقت تک یہ تحقیق نہیں ہوا تھا۔ کہ آیا پارکر جائز طور سے اقدس خدمت کے لئے

مخصوص ہوا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد نصف صدی کے قریب ۱۶۱۳ء میں بیتھ کا ایک رجسٹر اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ پارکر بادشاہ ایڈورڈ کے آرڈینل کے موافق مخصوص کیا گیا تھا۔ پیش کیا گیا۔ مگر چونکہ یہ رجسٹر اس وقت جب کہ کاتھولک لوگوں نے اس کو طلب کیا۔ پیش نہیں کیا گیا۔ اس لئے قوی گمان ہوا۔ کہ وہ رجسٹر پارکر کی مخصوصیت کے زمانہ میں نہیں تھا۔ اور بہت سالوں کے بعد بنایا گیا تھا۔ مگر اس شک کو دور کرنے کے لئے اس معاملہ میں قانونی کارروائی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ملکہ نے پارلیمنٹ میں ایک ایکٹ جاری کیا۔ جس میں اس نے لکھا۔ کہ مخصوصیتوں کا سرکاری قاعدہ جائز اور ٹھیک ہے بزدہ تمام بشپ جو اس سرکاری قاعدہ کے موافق مخصوص کئے گئے تھے جائز ہیں۔ اور اس معاملہ کی بابت تمام شک اور اضطراب کو دور کرنے کے لئے ملکہ نے اپنے اعلٰے اختیار اور حکومت سے ان سب منتخب شدہ بشپوں کی قابل اعتراض اور ناجائز کارروائیوں کو درست قرار دے دیا۔ پارلیمنٹ کے اس نرالے قانون نے انگلستان کی ملکہ کو اس قدر روحانی اختیار عطا کیا۔ جو کبھی روما کے بشپ میں بھی پایا نہیں گیا۔ کاتھولک کلیسیا تسلیم کرتی ہے۔ کہ مقدس پاپا کو کسی ایسی بات کی نسبت جو الٰہی تقرری یعنی سیکرامنٹوں سے تعلق رکھتی ہے۔ بدلنے یا درست کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ ذی عقل اشخاص ملکہ الزبتھ میں یہ روحانی اختیارات نہیں مانتے تھے۔ دیکھو ریویس ایس جنرل ہسٹری آف دی کرسچین چرچ صفحہ ۴۶۷ (Reeves General History of the Christian Church)

س۔ کیا کیتھولک کلیسیا اپنے مسائل میں رسُولی ہے؟

ج۔ پروٹسٹنٹ بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ کاتھولک کلیسیا اپنی تعلیم میں رسولی ہے کیونکہ وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ کاتھولک کلیسیا پہلی کلیسیا ہے۔ اور وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ پوری رومی کلیسیا ناقابل تبدیل ہے۔ کاتھولک کلیسیا کے شروع ہونے کا پتہ سوا رسولوں کے اور کسی آدمی یا فرشتے یا کسی ملک یا کسی تاریخ میں نہیں پایا جاتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کاتھولک کلیسیا کو رسولوں نے قائم کیا ہے۔ ہم کو اس مقام پر یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ کلیسیا ایک زندہ دینی جماعت ہے۔ اور گو شروع سے کامل ہے۔ تاہم وہ

لگاتار صدیوں سے رو بہ ترقی ہے۔ مثلاً نوزاد بچہ فوراً پوری طاقت۔ جسامت۔ قدو قامت اور تمام ذہنی قوتوں کا پورا پورا مالک نہیں ہوتا۔ جیسے نشوونما یافتہ شخص ہوتا ہے۔ اس بچہ میں ان تمام صفتوں کی اصلی جڑ یا ابتدا ہوتی ہے۔ لیکن صرف جڑ ہی جڑ ہوتی ہے۔ اور اس کو بچپن سے لے کر لڑکپن پھر جوانی اور سن بلوغت تک دگو وہ اس تمام وقت میں وہی انسان رہتا ہے) مسلسل تبدیلیوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح وہ بارہ رسول جو عشائے ربانی کے وقت موجود تھے۔ وہی کاتھولک کلیسیا تھے۔ جس کلیسیا کے آج کروڑہا شریک ہیں۔ ان رسولوں کا ایمان ہمارا ایمان ہے۔ ان کی پرستش ہماری پرستش انکی شریعت ہماری شریعت ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ بدعت کے حملوں کے باعث یا مسیحیوں کی نئی ضرورتوں کے مطابق بعض سچائیاں جو پہلے الہام میں تھیں۔ اور ہمیشہ کلیسیا میں مانی جاتی تھیں۔ اب دوران زمانہ میں اور زیادہ صاف طور پر مشرّح کی جاتی اور سکھائی جاتی ہیں۔ اس کے برعکس بعض انتظامی قانون وقت اور جگہ کی موافقت کرنے کے لئے بدل دیئے گئے ہیں۔

س ۔ کیا کاتھولک کلیسیا اپنی مشن میں رسولی ہے؟

ج ۔ ہاں۔ ہر زمانہ میں صرف کیتھولک کلیسیا ہی موجود رہی۔ کاتھولک پاسٹر اپنے مشن کا پتہ کاہن سے لے کر بشپ تک اور بشپ سے پاپائے اعظم تک ہر ایک صدی میں خود رسولوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس ۲۶۳ پوپ صاحبان کے مسلسل ناموں کی فہرست موجود ہے۔ جو موجودہ پاپائے اعظم سے لے کر مقدس پطرس تک پہنچتی ہے۔ اور ہمارے پاس بشپوں کا جو ہر زمانہ اور ہر ملک میں گلہ بانی کرتے اور تعلیم دیتے۔ اور جن کی شراکت ہمیشہ مقدس پطرس کے جانشین پاپائے اعظم کے ساتھ رہی ہے۔ مسلسل سلسلہ موجود ہے۔

س ۔ کیا کاتھولک کلیسیا اپنی کہانت یا دینی عہدوں میں رسولی ہے؟

ج ۔ ہاں جیسے مندکرہ بالا جوابات میں واضح کیا گیا ہے۔ پروٹسٹنٹوں نے کبھی شبہ نہیں کیا۔ اور چرچ آف انگلینڈ تو دعوے کرتا ہے۔ کہ اس نے اقدس خدمت یا کہانت کاتھولک کلیسیا سے حاصل کی ہوئی ہے۔ اس لئے وہ اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ کہ کاتھولک کلیسیا نے

اپنی کہانت رسولوں سے حاصل کی ہوئی ہے۔

س ۔ تم ان باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ ہم ان باتوں سے حسب ذیل نتائج نکالتے ہیں۔ پہلے یہ کہ پروٹسٹنٹ فرقے رسولی نہیں ہیں۔ اور نہ وہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ رسولوں کے پندرہ سولہ سو برس بعد قائم ہوئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ کاتھولک کلیسیا اپنی تعلیم اپنی مشن اور اپنی کہانت میں رسولوں کے زمانہ سے ہمیشہ رسولی رہی ہے۔ اور اس لئے وہی کلیسیا مسیح کی سچی کلیسیا ہے۔

ششم ۔ سچی کلیسیا کبھی نادیدنی نہیں ہو سکتی ہے۔

س ۔ کیا یہ بات پاک نوشتہ سے ظاہر ہے۔ کہ سچی کلیسیا ہمیشہ دیدنی ہونی چاہیئے؟

ج ۔ ہاں۔ ظاہر ہے۔ یسعیاہ کہتا ہے۔ کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائے گا۔ اور ٹیلوں سے اونچا کیا جائے گا۔ اور ساری قومیں اس کی طرف روانہ ہونگی" (یسعیاہ ۲-۲) اس کی نسبت یسوع مسیح اپنے شاگردوں سے کہتا ہے۔ کہ تم دُنیا کی روشنی ہو۔ جو شہر کہ پہاڑ پر بسا ہے۔ چھپ نہیں سکتا" (متی ۵ : ۱۴)

س ۔ پہلے مقدس بزرگوں نے مذکورہ بالا آیتوں کو کیسے سمجھا۔ اور کیا سکھایا؟

ج ۔ مقدس خرسوستم کہتا ہے۔ کہ آفتاب کی روشنی کا کم ہو جانا ممکن ہے۔ مگر کلیسیا کا چھپنا ممکن نہیں" (ہوم ۴۔ ان اسایم ۶ (Hom 4 in Isaiam 6) مقدس اگستینس کہتا ہے۔ کہ کلیسیا پہاڑ پر قائم ہے۔ اور چھپ نہیں سکتی۔ وہ لوگ جو ایسے بڑے پہاڑ کو دیکھ نہیں سکتے۔ اندھے ہیں۔ وہ روشنی سے اپنی آنکھیں چھپائے ہوئے ہیں۔ کلیسیا کی یہ پکی نشانی ہے۔ کہ وہ چھپ نہیں سکتی" (لیب ۳ کنٹرا پرمین ایٹ پٹیل باب ۴۔ ۱۰)*

س ۔ کیا تمہارے پاس اس بات کو ثابت کرنے کے اور بھی دلائل ہیں۔ کہ کلیسیا ہمیشہ دیدنی رہی ہے؟

ج ۔ ہاں بہت ہیں۔ یسوع مسیح نے کلیسیا کے چرواہوں کو حکم دیا۔ کہ تمام قوموں کو سکھاؤ اور بپتسمہ دو۔ اور یہ تو صاف امر ہے۔ کہ بپتسمہ دینا۔ اور وعظ کرنا ظاہرا کام ہیں۔ سکھانے والے

Lib. 3, Contra Parmen, et Contra Petil. c. 104 *

اور سیکھنے والے ظاہرا اشخاص ہیں۔ اگر کلیسیا کبھی دیدنی نہ ہوتی۔ تو کلیسیا کے حکم کا سننا جیسے کہ مسیح نے فرمایا ہے۔ ناممکن ہوتا۔ اور لوگوں کے پاس کوئی نجات کا طریق نہ ہوتا۔

س۔ کیا مختلف پروٹسٹنٹ فرقے یا کم از کم ان میں سے ایک فرقہ بھی لوتھر سے پیشتر موجود تھا؟

ج۔ نہیں۔ پروٹسٹنٹوں کو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ لوتھر کے زمانہ سے پہلے ان کا مذہب کہیں بھی نہ تھا۔

س۔ کیا وہ یہ بات نہیں کہہ سکتے۔ کہ اگرچہ سچی کلیسیا اس وقت نادیدنی تھی۔ مگر ہمیشہ ایسے آدمی ہوتے چلے آئے ہیں۔ جو خفیہ طور پر پروٹسٹنٹ مسائل کو مانا کرتے تھے؟

ج۔ یہ جواب محض بیوقوفوں کو تسلی دے سکتا ہے۔ کہ نہ صرف اس وجہ سے کہ نادیدنی کلیسیا کا ہونا پاک نوشتہ سے اور عام عقل سے بیہودگی ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ وہ لوگ جو ایک مذہب کو اپنے دلوں میں مانتے ہیں۔ اور دوسرے مذہب کا اقرار کرتے ہیں بڑے ریاکار ہیں۔ اور اپنے مذہب کے ساتھ دغابازی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو مسیح نے دائمی آگ کا سزاوار ٹھیرایا ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ جو کوئی آدمیوں کے آگے میرا انکار کرے گا۔ میں بھی اپنے باپ کے آگے جو آسمان پر ہے۔ اس کا انکار کروں گا۔" (متی ۱۰: ۳۳) کسطرح ایسے بُزدل لوگ مسیح کی پاک اور دلیر اور بیباک جماعت ہو سکتی ہے؟

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہمارا سلسلہ جانشینی الی جینسیس ہُوسٹیس اور بارھویں اور تیرھویں صدیوں کے دیگر فرقوں سے چلا آتا ہے؟

ج۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان بدعتیوں کے مسائل پروٹسٹنٹوں کے مسائل سے بہت مختلف تھے۔ لیکن اس بات کو بھی تسلیم کر کے کہ پروٹسٹنٹ لوگ ان بدعتی فرقوں کے جانشین ہیں۔ پھر بھی کس طرح سے وہ اپنے آپ کو رسولوں کے ساتھ ملا سکتے ہیں۔ رسولوں کے زمانہ سے جان ہُس کے زمانہ تک بارہ صدیاں گذریں۔ ان بارہ صدیوں کے درمیان پروٹسٹنٹ لوگ کہاں تھے؟

س۔ تم ان سب سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کاتھولک کلیسیا ہی جو ہمیشہ سے دیدنی چلی آئی

ہے۔ بلاشک مسیح کی سچی کلیسیا ہے۔

ہفتم۔ جو شخص کاتھولک کلیسیا میں شامل نہیں ہے وہ نجات نہیں پا سکتا ہے

س۔ کیا وہ شخص جو کاتھولک کلیسیا کا شریک نہیں ہے۔ نجات پا سکتا ہے؟

ج۔ نہیں پا سکتا۔ اُن اشخاص کو جو جان بوجھ کر اور ہٹ دھرمی سے کاتھولک کلیسیا کے شریک نہیں ہوتے۔ نجات کی کوئی امید نہیں ہو سکتی۔ یہ ان شخصوں کی نسبت جو جان بوجھ کر اور ہٹ دھرمی سے سچی کلیسیا میں شریک نہیں ہوتے۔ بالکل سچ ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کسی غلط مذہب میں پیدا ہوا ہے۔ اور اسی مذہب میں اُس نے تعلیم اور پرورش پائی ہے۔ اور وہ اپنے مذہب کی بابت کوئی شک نہیں رکھتا۔ یا اگر کوئی شک رکھتا ہو۔ اور وہ سچائی کے حاصل کرنے کی غرض سے سچے دل سے تحقیقات کرتا ہے۔ تو وہ (اگرچہ کلیسیا کا شریک نہیں ہے) نجات پائے گا۔ بشرطیکہ ایسا شخص ہوشیاری اور دینداری سے گناہوں سے باز رہے۔ اور خُدا کے حکموں کو مانے۔

س۔ یسوع مسیح کیا کہتا ہے؟

ج۔ یسوع مسیح کہتا ہے۔ کہ جو آدمی کلیسیا کو نہ مانے۔ تو اس کو بُت پرست اور محصول لینے والے کے برابر جاننا چاہیئے۔" (متی ۱۸: ۱۷) اور پھر مسیح اپنے رسولوں کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ کہ جو تمہاری سنتا ہے میری سنتا ہے۔ اور جو تمہیں ناچیز جانتا ہے مجھے ناچیز جانتا ہے۔ اور جو مجھے ناچیز جانتا ہے۔ اُسے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ ناچیز جانتا ہے۔ (لوقا ۱۰: ۱۶)

س۔ اس مضمون کی بابت ابتدائی کلیسیا کا کیا ایمان یا عقیدہ تھا؟

ج۔ مقدس سائپرن کہتا ہے۔ کہ وہ جو کلیسیا کو اپنی ماں کے برابر نہیں مانتا ہے۔ درحقیقت وہ خدا کو اپنا باپ نہیں کہہ سکتا۔" (لب ڈے اُنٹ ایکل) (مقدس اگسٹینس کہتا ہے۔ کہ جو شخص کلیسیا کی شراکت کے باہر مرتا ہے۔ وہ دائمی سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ گو وہ یسوع مسیح کے

Lib de unit Eccl. ۷

نام کی خاطر زندہ بھی جلایا جائے"۔ (آپ ۱۷۳) اور تمام مقدس بزرگ بالاتفاق یہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ جیسے وہ تمام شخص جو نوح کی کشتی میں نہیں تھے طوفان کے پانیوں میں ہلاک ہوئے۔ ویسے ہی وہ شخص جو کلیسیا کے شریک نہیں ہیں ہلاک ہوں گے:۔

س۔ کیا انسانی عقل اس بات کو ثابت نہیں کرتی ہے۔ کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں سچ ہے؟

ج۔ ہاں کرتی ہے۔ کیونکہ اگر تم اس بات کو تسلیم کرتے ہو۔ کہ یسوع مسیح نے کلیسیا کو قائم کیا۔ تو تم کو یہ بھی تسلیم کرنا چاہیئے۔ کہ ہر آدمی کا سب سے بڑا اور پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اس کلیسیا کا شریک ہو۔ جو شخص جان بوجھ کر اور ہٹ دھرمی سے اس فرض کو انجام نہیں دیتا ہے۔ وہ بڑا گناہ کرتا ہے۔ اور اس لئے نجات نہیں پا سکتا ہے۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ تمام لوگوں کو دائمی سزا کے خوف سے سچے دل سے اس سچی کلیسیا کی تلاش کرنی چاہئے۔ اور اس کی شرکت میں ضرور ہی شامل ہونا چاہیئے۔ اگر وہ صاف دل اور دینداری سے اس کی تلاش کریں۔ تو خدا ان کی تحقیقات میں ان کا معاون و مددگار رہوگا۔ بہت سے ایسے شخص ہیں۔ جو محض اس وجہ سے پروٹسٹنٹ رہتے ہیں کہ وہ پروٹسٹنٹ مذہب میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ بہانہ کرتے ہیں۔ کہ اچھا اور ایماندار آدمی اپنا مذہب نہیں بدلتا۔ اگر کوئی شخص جھوٹے مذہب میں پیدا ہوا ہے۔ تو کیوں اس شخص کو اپنا مذہب تبدیل نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی اصول پر ایک یہودی ایک مسلمان اور ایک بت پرست انجیل کو رد کر سکتا ہے۔ اور خدا کے سامنے بے گناہ ٹھیرایا جا سکتا ہے۔ تو پھر مسیح نے کیوں مصیبت اٹھائی؟ کیوں رسول تمام دنیا میں وعظ کرتے پھرے اس دنیا کے معاملات میں بیوقوف لوگ ہی اپنی غلطیوں میں ہٹ دھرمی کرتے رہتے ہیں۔ گو اس ہٹ سے اُن کا نقصان ہوتا ہے۔ اگر دُنیا کے معاملات میں یہ حال ہے۔ تو پھر کیوں عقلمند لوگ اپنے جھوٹے مذہب کو مسیح کے مذہب کی خاطر نہیں بدل لیتے۔ تاکہ ان کو دائمی نجات حاصل ہو؟

س۔ تم ان بہت سے پروٹسٹنٹوں کی بابت کیا خیال کرتے ہو۔ جن کو اگرچہ کامل طور سے

یقین ہوگیا ہے۔ کہ کاتھولک کلیسیا ہی سچی کلیسیا ہے۔ مگر خانگی وجوہات کے باعث یا دنیاوی فائدے اور ترقی کے باعث علانیہ طور سے اپنے ایمان کا اقرار نہیں کرتے ہیں ؟

ج ۔ یسوع مسیح کہتا ہے۔ کہ "جو مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائے گا۔ ابن آدم بھی جب اپنے اور باپ اور پاک فرشتوں کے جلال کے ساتھ آئے گا۔ اس سے شرمائیگا" (لوقا ۹:۲۶) پھر کسی اور جگہ یسوع مسیح کہتا ہے۔ کہ جو کوئی ماں باپ کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ میرے لائق نہیں" (متی ۱۰:۳۷) اور آخرکار یسوع مسیح کہتا ہے۔ "کہ اگر کوئی آدمی سارے دنیا کو حاصل کرے۔ اور اپنی جان کا نقصان اٹھائے۔ تو اُسے کیا فائدہ ہوگا" (مرقس ۸:۳۶)

تیسرا باب

صرف کلیسیا ہی سے ہم پاک نوشتہ حاصل کرسکتے ہیں

اوّل ۔ پاک نوشتہ کیا ہے ؟

س :۔ پاک نوشتہ کیا ہے ؟

ج :۔ پاک نوشتہ کتابوں کا وہ مجموعہ ہے۔ جس کو ہم مستحکم طور سے مسیح کی لاخطا کلیسیا کی شہادت پر مانتے ہیں۔ کہ وہ رُوح القدس کے الہام سے لکھا گیا۔ اور کہ اس میں خدا کا پاک کلام قلمبند ہے۔

س ۔ لفظ بائیبل کے کیا معنی ہیں ؟

ج ۔ لفظ بائیبل یونانی ہے۔ اس کے معنے کتاب کے ہیں۔ پاک نوشتہ فضیلت کے باعث کتاب مقدس کہلاتی ہے۔ کیونکہ یہ دوسری کتابوں پر ایسی ہی فوقیت رکھتا ہے جیسے کہ خدا انسانوں پر۔

س ۔ کتاب مقدس کے کتنے حصے ہیں؟

ج ۔ دو۔ پرانا عہدنامہ۔ اور نیا عہدنامہ

س ۔ پرانا عہدنامہ کونسا ہے؟

ج ۔ کتاب مقدس کا وہ حصہ جس میں یسوع مسیح سے پہلے کی لکھی ہوئی کتابیں شامل ہیں۔ پرانا عہدنامہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ وُہ اُس پرانے عہد سے جو خدا نے اپنے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ کوہ سینا پر کیا تھا۔ تعلق رکھتا ہے۔

س ۔ نیا عہدنامہ کون سا ہے؟

ج ۔ کتاب مقدس کا وہ حصہ جس میں یسوع مسیح کے بعد کی لکھی ہوئی کتابیں شامل ہیں نیا عہدنامہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ وُہ اس نئے عہد کو جو خدا نے بنی آدم کے ساتھ کوہ کلوری پر کیا ظاہر کرتا ہے۔

س ۔ پُرانے عہدنامہ کی کون کون سی کتابیں ہیں؟

ج ۔ پُرانے عہدنامہ کی حسب ذیل کتابیں ہیں۔ پیدائش (تکوین) خروج۔ احبار۔ گنتی (عدد) استثنا۔ یسوع۔ قاضیوں کی کتاب۔ راعوت۔ سلاطین (ملوک) کی پہلی۔ دوسری تیسری۔ چوتھی کتاب۔ تواریخ (اخبار) کی پہلی اور دوسری کتاب۔ عذرا کی پہلی اور دوسری کتاب۔ طوبیا۔ یُودت۔ آستر۔ ایوب۔ زبور کی کتاب۔ سلیمان کے امثال۔ واعظ۔ غزل الغزلات۔ حکمت کی کتاب۔ یشوع بن سیراخ کی کتاب۔ یسعیاہ۔ یرمیاہ۔ بارُوخ۔ حزقیل دانیئل۔ ہوسیا۔ یوئیل۔ عاموس۔ عبادیاہ۔ یُونا۔ میکاہ۔ نحوم۔ حبقوق۔ صفنیاہ۔ حجی۔ زکریاہ ملاخی۔ مکابیوں کی پہلی اور دوسری کتاب۔

س ۔ نئے عہدنامہ کی کون کون سی کتابیں ہیں؟

ج ۔ مقدس متی۔ مقدس مرقس۔ مقدس لوقا۔ مقدس یُوحنا کی انجیلیں۔ رسولوں کے اعمال

مقدس پولوس کے چودہ خط یعنی ایک خط رومیوں کو۔ دو خط قرنتیوں کو۔ ایک خط گلاتیوں کو اور ایک خط افسیوں کو۔ اور ایک خط فلپیوں کو۔ ایک خط کلسیوں کو۔ دو خط تسالونیقیوں کو۔ دو خط تمطاؤس کو۔ ایک خط طیطس کو۔ ایک خط فلیموں کو۔ اور ایک خط عبرانیوں کو۔ مقدس یعقوب کا ایک خط۔ مقدس پطرس کے دو خط۔ مقدس یوحنا کے تین خط۔ مقدس یہودہ کا ایک خط۔ اور مقدس یوحنا کا مکاشفہ۔

س ۔ پاک نوشتوں کی بابت کاتھولک مسائل کیا ہیں ؟

ج ۔ کل کیتھولک اشخاص کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ پاک نوشتہ خدا کا سچا کلام ہے۔ اور اگر پاک نوشتہ مسیح کی لاخطا کلیسیا کے مطابق تفسیر کیا جائے۔ رسولی روایات سے اس کی تکمیل ہو۔ تب وہ ایمان کا لاخطا قاعدہ ہو جاتا ہے۔ پھر کاتھولک لوگوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ان لوگوں کے واسطے۔ جو پاک نوشتہ کو خدا ترسی سے پڑھتے ہیں۔ یہ بہت مفید اور فائدہ مند ہے۔ مگر ساتھ ہی کاتھولک لوگ یہ بھی یقین کرتے ہیں۔ کہ صرف پاک نوشتہ ہی بذاتِ خود ایمان کا مکمل قانون نہیں ہے۔ اور کہ ہر ایک مسیحی کو نجات پانے کے لئے پاک نوشتوں کا پڑھنا ضروری بھی نہیں ہے۔

س ۔ پاک نوشتوں کی بابت پروٹسٹنٹ مسائل کیا ہیں ؟

ج ۔ پروٹسٹنٹ لوگ عموماً کہتے ہیں۔ کہ پاک نوشتہ خدا کا کلام ہے۔ اور صرف یہی ایمان کا مکمل قانون ہے۔ علاوہ اس کے پروٹسٹنٹ لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ جو بات پاک نوشتہ میں صریح طور سے درج نہیں ہے۔ وہ مانی نہیں چاہیئے۔ اور کہ ہر شخص کو اپنی ہی خاص سمجھ کے مطابق پاک نوشتہ کی تفسیر کرنے کا اختیار ہے۔ پھر پروٹسٹنٹ لوگ کہتے ہیں۔ کہ پاک نوشتہ کا پڑھنا ہر ایک مسیحی کے لئے نجات حاصل کرنے کی خاطر اشد ضروری ہے۔

س ۔ کیا بائیبل کے متعلق کیتھولک اصحاب اور پروٹسٹنٹوں میں کوئی اور بھی فرق ہے ؟

ج ۔ ہاں بڑا بھاری فرق ہے۔ پروٹسٹنٹ اصحاب بائیبل کا بہت ذکر تو کرتے ہیں۔ اور شیخی مارتے ہیں۔ کہ وہ بائیبل کی پوری طور پر پیروی کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ وہی اُن کے لئے ایمان کا مکمل قانون ہے۔ لیکن درحقیقت وہ اپنے مطلب کو سدھ کرنے کے لئے

ایک آیت بائیبل کی ایک جگہ سے لے لیتے ہیں۔ اور دوسری دوسری جگہ سے۔ باقی حصّوں کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ ان کی تعلیم کے حصص ایسے نظر آتے ہیں کہ گویا بائیبل کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔

برعکس اس کے صرف کیتھولک ہی ہیں۔ جو بائیبل کے ہر الہامی لفظ کو مانتے ہیں بائیبل کی کوئی سطر ایسی نہیں۔ کہ وہ کسی کیتھولک ایمان کے خلاف ہو۔

س۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو۔ کہ واقعی معاملہ ایسا ہی ہے۔ جیسے آپ بیان کرتے ہیں۔

ج۔ یہ چھوٹی سی کتاب ہی ایک بدیہی ثبوت ہے۔ کہ معاملہ یونہی ہے۔ اس کے پہلے صفحہ سے آخری صفحہ تک ہم دیکھیں گے۔ کہ ہر امر متنازعہ میں پروٹسٹنٹ ہر نزہ گوئی کے خلاف کیتھولک شخص اپنے ایمان کے ثبوت میں نوشتوں کی سند پیش کرتا ہے۔

دُوم۔ پاک نوشتوں کی سند کے بارہ میں

س۔ پاک نوشتوں کی سند سے تمہاری کیا مراد ہے؟

ج۔ ہمارا مطلب بائیبل کی قدرتی سند سے کہ وہ مستند۔ سچی اور قابل اعتبار وغیرہ کتاب ہے۔ نہیں عام تنقیدی قاعدوں کے لحاظ سے ممکن ہے۔ ایسی قدرتی سند مان لی جائے۔ اور دراصل یہ مانی بھی جا چکی ہے۔ لیکن ہمارا مطلب سند سے مقدس نوشتوں کی فوق الفطرت سند ہے۔ کہ وہ خدا کا الہامی کلام ہے۔

س۔ پاک نوشتوں کی سند کس بات پر مبنی ہے؟

ج۔ پاک نوشتوں کی سند صرف مسیح کی لاخطا کلیسیا کی شہادت پر مبنی ہے پس کلیسیا کی شہادت سے انکار کرنا پاک نوشتوں کی سند سے منکر ہونا ہے۔ یعنی اگر ہم کلیسیا کو نہیں مانتے ہیں۔ تو یہ ضروری نتیجہ نکلے گا۔ کہ ہم پاک نوشتہ کو بھی نہیں مانتے۔ مقدس اگستینس کہتا ہے کہ اگر میں کلیسیا کی شہادت سے مجبور نہ ہوں۔ تو میں اناجیل کو بھی نہیں مان سکتا"۔ (اپیٹ فونڈمنٹی ۵) اور لوتھر کہتا ہے۔ کہ میں تسلیم کرتا ہوں پاپائے اعظم کے پیرووں میں حصے ان خدا کا کلام ہے۔ اور کہ ہم نے کتاب مقدس کو رُومی کلیسیا سے پایا ہے۔ اور مجھ کو یہ بھی

Spirat fund a.s.

تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اگر دنیا میں رومی کلیسیا نہ ہوتی تو ہمارے پاس کتابِ مقدس کا لفظ بھی نہ ہوتا کیونکہ ہم نے کتاب مقدس کو رومی کلیسیا سے حاصل کیا ہے (قوم آن سنٹ جان۔ سی ۱۶۰) (Comm. on St. John 160)

س۔ تم اس حقیقت کو کیسے ثابت کرتے ہو؟

ج۔ ہم اس حقیقت کو اس طرح ثابت کرتے ہیں۔ کہ اس میں کلام نہیں۔ کہ ایمان خدا کی فوق الفطرت بخشش ہے۔ مگر خدا اس بخشش کو صاحبِ عقل انسانوں کو عطا کرتا ہے جب خدا کسی بھید کو منکشف کرتا ہے۔ تو اس کا یہ منشا ہوتا ہے۔ کہ انسان اس عقل کو جو خدا نے اسے دی ہے۔ بالائے طاق رکھ دے۔ اور انسان کلیتہً اس کے مطیع رہے۔ پس انسان کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے ایمان کے لئے وہ کافی وجوہ رکھے۔ یعنی کہ اس کا ایمان مستحکم بنیاد پر قائم ہو۔ بہ الفاظ دیگر پیشتر اس کے کہ ہم اس سے ایمان کی توقع رکھیں۔ ضرور ہے کہ اُسے بخت طور پر راستی سے معلوم ہو۔ کہ خدا نے کلام کیا۔ اور کیا کچھ کہا ہے۔ اس لئے انسانوں کو اپنے ایمان کے لئے کافی وجہ رکھنی چاہیئے۔ یعنی ان کا ایمان ایک مضبوط بنیاد پر قائم ہونا چاہیئے۔

س۔ اب زیادہ صاف طور سے پاک نوشتوں کی بابت بیان کرو؟

ج۔ ایک شخص کتاب مقدس اپنے ہاتھ میں لے کر یہ کہتا ہے۔ کہ یہ کتابوں کا ایک مجموعہ ہے جس میں ناقابل سمجھ بھید درج ہیں۔ اور بہت صدیاں گذریں۔ کہ یہ بھید ایسی زبانوں میں قلمبند کئے گئے تھے۔ جو مدت سے متروک ہو گئی ہے۔ اور ان بھیدوں کو ایسے اشخاص نے لکھا ہے۔ جن کو میں بالکل نہیں جانتا۔ ان میں زمین اور آسمان کی آئین خلقت کے شروع سے دنیا کے آخر تک درج ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ کتابیں کلام الٰہی ہیں۔ اور کہ یہ کتابیں روح القدس کے الہام سے لکھی گئی ہیں۔ مثلاً مقدس یوحنا کا مکاشفہ جس میں اتنے بھید ہیں۔ جتنے کہ اس کتاب میں لفظ ہیں۔ چاروں انجیلیں۔ داؤد کے زبور۔ اور سلیمان کی غزل الغزلات جو دنیوی محبت کی مانند ہے۔ مجھے کہا جاتا ہے۔ کہ یہ تمام کتابیں کلام خدا ہیں۔ اور ان کو ایسی پختگی سے ماننا چاہیئے۔ جیسے کہ مانا جاتا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور

کہ اس ایمان کی خاطر اپنی جان بھی دینے کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلے گا؟

ج۔ اس سے یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ وہ آدمی کہے گا۔ کہ میں بلا تامل کلام خدا کو ماننے کے لئے تیار ہوں۔ مگر مجھ کو پہلے معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ یہ بلا شبہ خدا کا کلام ہے۔ الہام فوق الفطرت اور نا دیدنی حقیقت ہے۔ اس حقیقت کے لئے شہادت چاہتا ہوں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ پاک نوشتوں کے لکھنے والے ملہم شخص تھے۔ کیونکہ انہوں نے بہت معجزے کئے ہیں۔ مگر اس بات کو مدت گذری۔ اور میں نے ان کو نہیں دیکھا ہے۔ میں ان معجزوں کے لئے شہادت چاہتا ہوں۔ اور نیز اس بات کی کہ نبیوں اور رسولوں نے دراصل ان کتابوں کو لکھا ہے۔ اور کہ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور یہ کہ یہی ٹھیک ترجمہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ علاوہ ازیں وہ شہادت لازمی طور پر بے خطا ہونی چاہئے۔ اگر ایسا نہیں تو غالباً پاک نوشتے بالکل دوسری کتابوں کی مانند ہیں۔ اور ہم تحقیق سے نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ رُوح القدس سے لکھوائے گئے ہیں۔ مگر جو کچھ کہ ہم کتاب مقدس کی بابت جاننا چاہتے ہیں۔ وہ یہی ہے۔ کہ آیا یہ کلام خدا ہے یا نہیں۔

س۔ کاتھولک لوگ اس بات کا کیا جواب دیتے ہیں؟

ج۔ کاتھولک لوگ اس بات کا یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ خدا نے ہم کو پاک نوشتوں کی بابت کہ وہ کلام خدا ہے۔ ایک لاخطا شہادت عطا کی ہے۔ اور وہ شہادت کلیسیا ہے۔ کلیسیا پاک نوشتوں سے پہلے یعنی پرانے عہدنامہ اور نئے عہدنامہ کے زمانہ میں قائم تھی۔ الغرض پاک نوشتوں سے پیشتر کلیسیا موجود تھی۔ اور نجات کا راستہ سکھاتی تھی۔ اور یہ چار مستقل اور عجیب نشانیاں یعنی وحدانیت۔ پاکیزگی۔ عالمگیری۔ اور رسالت صاف صاف ظاہر کرتی ہیں۔ کہ کاتھولک کلیسیا زندہ خدا کی کلیسیا۔ سچائی کا ستون اور نیو ہے (۱ طمطاؤس ۳: ۱۵) اب جب کہ کاتھولک کلیسیا ہم کو بتاتی ہے۔ کہ ایسی کتابیں دراصل اور سچ مچ الہام الٰہی سے لکھی گئی ہیں۔ اور کہ وہ کلام خدا ہیں۔ اور کہ فلاں فلاں کتابیں الہامی ہیں۔ اور یہ کہ ان کے صحیح معنے کیا ہیں وغیرہ تو اس کی شہادت ہمارے ایمان کے لئے ایک کافی

وجہ اور بنیاد ہے۔ کیونکہ یہ خود خدا کی شہادت ہے۔ اور ہمارا ایمان اس سے مستقل رہتا ہے

س ۔ اس بارہ میں پروٹسٹنٹوں کا کیا حال ہے؟

ج ۔ وہ پروٹسٹنٹ جو کلیسیا کی شہادت اور اختیار کو نہیں مانتا۔ اور اس کی بے خطائی سے منکر ہوتا ہے۔ بائبل پر سچا ایمان نہیں رکھ سکتا۔ اگر ہم اس سے پوچھیں۔ کہ کس طرح تم ثابت کر سکتے ہو۔ کہ بائبل الہامی۔ اور خدا کا کلام ہے؟ کون سی کتابیں سچی اور الہامی ہیں؟ بلاتحریف اصل عبارت کہاں ملتی ہے؟ صادق کے معنے کیا ہیں۔ تو وہ ایسے سوالات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ اس کے لئے پاک نوشتہ بے معنی راز سربستہ ہے۔ اور حل نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ نہیں کہہ سکے گا۔ کہ آیا بائبل میں دراصل کلام خدا درج ہے یا نہیں؟ پھر وہ بائبل کے معنی کی بابت بھی تحقیق نہیں بتا سکتا۔ یہ حقیقت ان بہت مختلف اور متضاد تفسیروں سے جو پروٹسٹنٹ لوگ بائبل کی کئی آیتوں کی نسبت کرتے ہیں۔ ظاہر ہوتی ہے۔

پس ہم اس کا کچھ مفصل حال بیان کریں گے۔

سوم۔ پروٹسٹنٹ لوگ پاک نوشتوں کے الہامی ہونے کی نسبت صادق الیقین ایمان نہیں رکھ سکتے

س ۔ اس لفظ الہام سے تمہاری کیا مراد ہے؟

ج ۔ لفظ الہام سے روح القدس کے وہ رازدار اور فوق الفطرت افعال مراد ہیں۔ جو تحریر کرنے والے کی مرضی کو متحرک کرتے ہیں۔ اور اس کو لکھنے کی طرف راغب کرتے اور اس کے دل کو منور کرتے ہیں۔ اور نیز اس کو وہ بات لکھنے کے لئے جو اس نے تحریر کرنی ہے۔ بتاتے ہیں۔ یہ تعریف ثابت کرتی ہے۔ کہ اگر ہم مسیح کی کلیسیا کی شہادت پر کتاب مقدس کو نہ مانیں۔ تو ہم صادق اور کاذب الہام کے درمیان تمیز نہیں کر سکتے۔ اور نہ یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ کتاب مقدس کلام خدا ہے۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم بائیبل کو کلام خدا خود بائیبل ہی کی شہادت سے مانتے ہیں؟

ج ۔ یہ دلیل بعید از قاعدہ منطق ہے۔ کیونکہ پیشتر اس کے کہ ہم اس بات کو تسلیم کریں کہ کتاب مقدس میں کلام خدا درج ہے۔ ہم کو اس بات سے پہلے معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ یہ الہامی کتاب ہے۔ ماسوا اس کے کتاب مقدس صاف صاف طور سے اس بات کو ثابت نہیں کرتی ہے۔ کہ اس کی کون کون سی کتابیں الہامی ہیں۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ بائیبل الہامی کتاب ہے۔ کیونکہ اس کی اعلےٰ خوبیاں پڑھنے والوں کو خدا کی طرف مائل کرتی ہیں؟

ج ۔ نہیں کیونکہ کتابوں کی نسبت ہر ایک شخص کی پسندیدگی جداگانہ ہوتی ہے۔ مثلاً لوتھر مقدس یعقوب کے خط کو بھوسے کا خط کہتا ہے۔ اور اس لئے اس کو رد کرتا ہے۔ برعکس اس کے کالون اُسی خط کو سنہری خط کہتا ہے۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ کتاب مقدس کا الہامی ہونا ان پاک خیالات سے جو اس کے پڑھنے سے دل میں پیدا ہوتے ہیں ثابت ہوتا ہے؟

ج ۔ نہیں۔ کیونکہ بہت اور کتابیں بھی ایسے خیالات پیدا کر سکتی ہیں۔ اور پاک نوشتوں کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں۔ کہ اگر وہ بڑی احتیاط کے ساتھ ان لوگوں کے ساتھ جن کو ان کا کامل علم ہے۔ نہ پڑھی جائیں۔ تو بجائے پاک خیالات پیدا کرنے کے اغلباً بہت مختلف طور کی رغبتوں کو اکسائیں گی۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم کو فرداً فرداً خدا کے اصلی کلام کے پہچاننے کا رُوح القدس سے الہام ہُوا ہے؟

ج ۔ بعض پُرانے پروٹسٹنٹ خیال کرتے تھے۔ کہ ہم فرداً فرداً سچے پاک نوشتوں کے پہچاننے کے لئے رُوح القدس سے مُلہم ہوئے ہیں۔ مگر زمانۂ حال کے پروٹسٹنٹ بالعموم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ کوئی عقلمند اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ رُوح القدس ایک پروٹسٹنٹ کو یہ الہام دے۔ کہ تو فلاں فلاں کتابوں کو کلام خدا مان۔ اور دوسرے کو یہ الہام دے

کہ تو اُن کو کلام خدا نہ مان۔ مثلاً رُوح القدس انگلستان کے پروٹسٹنٹوں کو یہ الہام نہیں دے سکتا۔ کہ تم عبرانیوں کے خط کو سچا الہامی نوشتہ مانو۔ اور وہی رُوح القدس جرمنی کے پروٹسٹنٹوں کو اس بات کا الہام کرے۔ کہ تم اس خط کو سچا الہامی نوشتہ نہ مانو۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور دلیل بھی ہے؟

ج۔ مسلمان لوگ قرآن کی بابت ٹھیک یہی کہتے ہیں۔ جیسے کہ پروٹسٹنٹ لوگ بائبل کی بابت کہتے ہیں۔ مسلمان قرآن ہی کی شہادت سے اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ وہ کلام خدا ہے۔ وہ اس کی افضل فوقیت۔ اس کی عجیب دلچسپی۔ اور اس کے پاک خیالات سے جو اس کے پڑھنے سے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ کیا ایسی وجوہات کسی پروٹسٹنٹ خادم الدین کو قرآن پر یقین کرنے اور ایمان لانے کی طرف مائل کریں گی؟

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ جو پروٹسٹنٹ تعصب کو چھوڑ کر خود بخود جانچنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی تحقیق کے ساتھ نہیں جان سکتا۔ کہ پاک نوشتہ الہامی ہے یا نہیں اور کہ پاک نوشتہ کلام خدا ہے یا کلام انسان۔ اور کہ پاک نوشتہ آسمان کے بھیدوں کا مکاشفہ ہے۔ یا کہانیوں کا مجموعہ؟ اس لئے کوئی درمیانی راستہ نہیں ہے۔ یا تو تم پاک نوشتہ کو کاتھولک کلیسیا کے ہاتھوں سے حاصل کرو۔ اور اس کلیسیا کی شہادت پر اس کو مانو۔ یا تم اپنے تئیں پاک نوشتہ کی بابت لگاتار شکوک اور پریشانیوں میں پڑ جاؤ۔ اور ہمیشہ برگشتہ رہو

چہارم۔ پروٹسٹنٹ لوگ تحقیق کے ساتھ نہیں جان سکتے کہ کون کونسی کتابیں الہامی ہیں اور اسکے قانون میں شامل ہیں

س۔ پاک نوشتہ کے قانون سے کیا مراد ہے؟

ج ۔ قانون یونانی لفظ ہے۔ جس کے بالکل ٹھیک معنی قاعدہ یا طریقہ کے ہیں۔ مگر بعض وقت یہ لفظ فہرست یا مجموعہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پاک نوشتہ کا قانون ان کتابوں کا مجموعہ ہے۔ جن کو کلیسیا الہامی مان کر بطور خدا کے کلام کے قبول کرتی ہے۔

س ۔ پاک نوشتوں کے قانون کو کس نے بنایا؟

ج ۔ پرانے اور نیز نئے عہد کے زمانہ میں پاک نوشتوں کا قانون کلیسیا کے پورے پورے اختیار سے بنایا گیا۔ پرانے اور نئے عہدنامہ کی کتابوں کی نسبت کلیسیا نے فیصلہ کیا۔ کہ کون کون سی کتابیں قبول کرنی چاہئیں۔ اور کون کون سی کتابیں ترک کر دینی چاہئیں۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ درحقیقت یہی بات ہے۔ اور پروٹسٹنٹ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ بات درست ہے۔ عام عقل صاف صاف طور سے بتاتی ہے۔ کہ یہ بالکل غیر ممکن ہے۔ کہ آدمی الہامی نوشتوں کی تعداد کو کسی دوسرے طریقہ سے مانے۔ یعنی آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ کہ پاک نوشتوں کا قانون بجز کلیسیا کے فیصلہ کرنے کے کسی اور طرح سے بنا ہو۔

س ۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج ۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ صرف کاتھولک لوگ ہی تحقیق کے ساتھ مانتے ہیں۔ کہ پاک نوشتوں کی کون کون سی کتابیں الہامی ہیں۔ کیونکہ وہ ان کتابوں کو لاخطا کلیسیا سے حاصل کرتے ہیں۔ لیکن جب کوئی پروٹسٹنٹ کتاب مقدس کو پڑھتا ہے۔ تاوقتیکہ پہلے یقین نہ کر لے کہ جو کچھ وہ پڑھتا ہے۔ لاخطا کلیسیا کی شہادت پر کلام خدا ہے۔ تب تک وہ تحقیق نہیں کر سکتا کہ جو وہ پڑھتا ہے۔ کلام خدا ہے۔ ہمیشہ جھوٹے اور سچے بعل کے نبی ہوتے چلے آئے ہیں۔ اگر کوئی خطاکار کلیسیا ہو۔ جو گمراہی میں پڑ جائے۔ تو آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کیا نتیجہ ہوگا۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم قانونی کتابوں کو ان کے ناموں سے پہچانتے ہیں؟

ج ۔ اگر ہم مقدس متی اور مقدس یوحنا کی انجیل کو محض اس لئے مانیں۔ کہ ان انجیلوں پر ان رسولوں کے نام ہیں۔ تو ایسے ہی ہم کو مقدس تھوما اور مقدس برتھولما کی انجیلوں کو بھی جن کو تمام مسیحی غیر معتبر انجیلیں (اپوکریفا) جان کر رد کرتے ہیں، قبول کرنا چاہیئے۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ نئے عہد نامہ کی کتابوں کو ہم روایت کی شہادت پر مانتے ہیں۔ اور پرانے عہد نامہ کی کتابوں کو اس وجہ سے مانتے ہیں۔ کہ نئے عہد نامہ میں ان کا ذکر یا حوالہ دیا ہوا ہے۔

ج ۔ نہیں۔ کیونکہ اول تو وہ لوگ روایت کو قاعدۂ ایمان نہیں مانتے۔ اور اگر وہ روایت کو قاعدۂ ایمان مانیں۔ تو وہ پروٹسٹنٹ مذہب کی خاصیت کو کھو دیتے ہیں۔ دوسرے پروٹسٹنٹ لوگ پرانے عہد نامہ کی گیارہ کتابوں کو جن کا نئے عہد نامہ میں بالکل ذکر نہیں ہے مانتے ہیں۔ اور وہ کتابیں حسب ذیل ہیں۔ یعنی قاضیوں کی کتاب۔ روت۔ سموئیل کی پہلی کتاب۔ سلاطین کی دوسری کتاب۔ تواریخ کی پہلی اور دوسری کتاب۔ عذرا کی کتاب۔ آستر واعظ۔ غزل الغزلات۔ عبادیاہ۔ صفنیاہ کی کتاب۔ علاوہ ازیں پروٹسٹنٹ لوگ چھ یا سات پرانے عہد نامہ کی کتابوں کو رد کرتے ہیں۔ جن کا حوالہ نئے عہد نامہ میں دیا گیا ہے۔ اگرچہ ان کے نام نہیں دیئے گئے ہیں۔ یعنی لوقا ۱۲ باب ۱۹ آیت میں یسوع بن سیراخ ۱۱ باب ۱۹ آیت کا حوالہ دیا گیا ہے۔

رومیوں ۱ : ۲۰ میں حکمت ۱۳ : ۱ کا حوالہ دیا گیا ہے۔

یعقوب ۱ : ۱۰ آیت میں یسوع بن سیراخ ۱۴ : ۱۸ کا حوالہ موجود ہے۔

یعقوب ۱ : ۱۱ آیت میں یسوع بن سیراخ ۴۳ : ۳ کا حوالہ پایا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ نوٹس سریس لیورس اپوکرافیس جنیوا ۱۸۲۸ Notes Sur les livres apocryphes Geneve 1828

س ۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور دلیل ہے؟

ج ۱ ۔ ہاں ہے۔ اور بہت قوی دلیل ہے۔ پروٹسٹنٹ لوگ کبھی آپس میں متفق نہیں ہوتے کہ پاک نوشتوں کی الہامی کتابیں کون کون سی ہیں۔ مثلاً لوتھر نے عبرانیوں کے خط۔ مقدس یعقوب اور یہودہ کے خطوط کو۔ مقدس پطرس کے دوسرے خط کو۔ مقدس یوحنا کے دوسرے اور تیسرے خط کو اور مکاشفہ کو اور علاوہ ان کے پرانے عہد نامہ کی چھ یا سات کتابوں کو الہامی کتابوں میں سے خارج کر دیا۔ برخلاف اس کے کالون نے نئے عہد نامہ کی یہ سب کتابیں مان لیں۔ جن کو لوتھر نے خارج کر دیا تھا۔ پروٹسٹنٹ لوگ ہم کو نہیں بتاتے۔ کہ کس

اختیار سے لوتھر اور کالون نے پاک نوشتوں کے ان حصّوں کو اپنی مرضی سے رد کر دیا۔ بائبل سوسائٹیاں بھی جو کالون کی اس مختصر بائبل کو چھاپتی ہیں ہم کو نہیں بتاتی ہیں۔ کہ کس اختیار سے لوتھر اور کالون نے ایسا کیا۔ شہر سٹراسبرگ (strasburg) میں ۱۵۹۰ء میں پروٹسٹنٹوں نے نئے عہدنامہ میں سے چار یا پانچ کتابیں خارج کیں۔ اور قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور ۷۲ برس کے بعد یعنی ۱۶۶۲ء میں پھر ان کتابوں کو نئے عہدنامہ میں شامل کر دیا۔ اس امر کا ثابت کرنا آسان ہے۔ کہ کوئی بھی کتاب۔ نیز انجیل کی چار کتابیں ایسی نہیں ہیں۔ جن سے کم و بیش بہت سے پروٹسٹنٹ خادم الدین منکر نہیں ہوئے ہیں۔ یعنی بہت پروٹسٹنٹ خادم الدینوں نے ان سے کسی نہ کسی طرح سے انکار کیا ہے۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ پہلے ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ پروٹسٹنٹ لوگ نہ تو تحقیق کے ساتھ پاک نوشتہ کی اصلی کتابوں کو مانتے ہیں۔ اور نہ جان سکتے ہیں۔ اور اسی لئے پاک نوشتوں پر پورا ایمان نہیں رکھ سکتے ہیں۔ دوسرے اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ یا تو تم لاخطا کلیسیا کی شہادت پر تمام شرعی کتابوں کو مانو۔ یا پاک نوشتوں کی تمام کتابوں سے یا کم از کم ان میں سے چند کتابوں سے منکر ہو جاؤ۔

پنجم۔ پروٹسٹنٹ لوگ تحقیق کیساتھ نہیں جان سکتے۔ کہ آیا اُن کے بائبل کے ترجمے درست ہیں یا نہیں؟

س۔ پاک نوشتے کی اصلی زبان کیا ہے؟

ج۔ پُرانا عہدنامہ (سوائے چند حصّوں کے جو کلدی یا آرمی۔ شامی اور یونانی زبان میں لکھے گئے تھے) اور بہت حصّہ نئے عہدنامہ کا یونانی میں لکھا گیا تھا۔ مقدس متی کی انجیل عبرانی زبان میں اور مرقس کی انجیل لاطینی زبان میں لکھی گئی تھی۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج - ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ پکا پروٹسٹنٹ ہونے کے لیئے ہر شخص کو عبرانی یونانی اور لاطینی زبانوں سے کامل واقفیت ہونی چاہیئے۔ پروٹسٹنٹ مذہب کا بنیادی مسئلہ یہ ہے۔ کہ کلام خدا اور انسان کے درمیان کوئی درمیانی انسانی مداخلت یا اختیار نہیں ہونا چاہیئے مگر وہ پروٹسٹنٹ جو پاک نوشتے کے ترجمہ کو پڑھتا ہے۔ اپنے اور کلام خدا کے درمیان ایک خطاکار مترجم کی انسانی مداخلت رکھتا ہے اور اس لئے اس کا ایمان جب تک کہ وہ خود اصلی زبانوں کو نہیں پڑھ سکتا۔ مشکوک شہادت یعنی مترجم کی شہادت پر موقوف رہتا ہے۔

اس کا نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ چونکہ پروٹسٹنٹ قاعدہ ایمان کے مطابق خدا کے کلام ہی کو پڑھنا ہر ایک مسیحی کی نجات کے لیئے ضروری ہے۔ اس لیئے بہشت کے دروازے سوائے ان چند شخصوں کے لیئے جو مختلف مذکورہ بالا زبانوں کو پورے طور سے جانتے ہیں بند ہیں۔ علاوہ اس کے ان کو ایک اور دقت بھی پیش آئے گی۔

س - وہ کون سی دقت ہے ؟

ج - وہ دقت یہ ہے۔ کہ اس امر کو لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ یہودیوں نے پرانے عہدنامے کی اصلی عبارت میں چند فقرے اس غرض سے کہ مسیح کی نسبت نبیوں کی جو پیشینگوئیاں ہیں۔ کمزور پڑ جائیں۔ تحریف کر دی ہے۔ مثلاً زبور ۱۲:۱۷ جو پروٹسٹنٹ بائیبل میں ہے، کی اصلی عبرانی عبارت حسب ذیل ہے۔ کہ اُنہوں نے میرے ہاتھ اور پاؤں کو چھیدا" یہ صاف پیشینگوئی ہے۔ کہ خداوند مسیح نے صلیب پر چڑھنا ہے۔ ایک حرف علت کے بدل دینے سے یہودیوں نے اس مذکورہ آیت کو یہاں یوں بدل دیا کہ "میرے ہاتھ اور پاؤں مثل شیر کے ہیں" جو بالکل بیہودہ الفاظ ہیں۔

یہی حال پہلے زمانے کے بدعتی لوگوں نے نئے عہدنامہ کی اصلی عبارت کے ساتھ کیا اور ایسا کرنے سے پاک نوشتوں کی موجودہ کتابیں اصلی زبانوں میں بہت سی آیتوں میں کم و بیش مختلف ہیں۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ شخص بھی جو عبرانی اور یونانی زبانوں کو پڑھتے ہیں۔ پاک نوشتوں کی اصلی عبارت کی بابت کوئی وثوق نہیں رکھ سکتے۔ جب کہ ایک لاخطا فیصلہ کرنے والا ان کو نہ بتائے۔ کہ اصلی عبارت کیا ہے ؟

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ جواب نہیں دے سکتے۔ کہ انکو ان کے مترجموں پر پورا اطمینان ہے

ج ۔ نہیں۔ کیونکہ ان مترجموں نے مختلف اور بعض وقت متضاد ترجمے کئے ہیں۔ مثلاً زوانگلس (Zwinglius) کہتا ہے۔ کہ لوتھر نے کلام خدا کی بُری طرح تحریف کی ہے۔ برخلاف اس کے لوتھر جواب دیتا ہے۔ کہ زوانگلس نے تحریف کی۔ اسی طرح بیضا نے اکولمپیدیس (Oecolampadius) کے ترجمے کو رد کیا۔ اور کسٹالیو نے بیضا کے ترجمہ کو ناقص کہا۔ پروٹسٹنٹ بشپ ٹونسٹل نے بائیبل کے پہلے انگریزی ترجمہ میں دو ہزار غلطیاں نکالیں۔ پروٹسٹنٹ ڈاکٹر براوٹن کہتا ہے۔ کہ انگریزی بائیبل میں اتنی تحریف ہے۔ کہ ہزارہا روحیں ان کے ذریعہ دوزخ کی آگ میں جاسکتی ہیں۔ خود مترجم معترف ہیں۔ کہ ہم کو یقین نہیں۔ کہ انہوں نے ہر آیت میں کلام خدا کی صحیح معنے ظاہر کئے ہیں۔ لیکن ہم نے صرف وہ معنی دیئے ہیں۔ جو ہماری سمجھ میں ٹھیک ہیں۔" (کینن۔ تھرڈ ایڈیشن۔ پی ۴۹) (Keenan 3rd Edit. p. 49)

س ۔ کیا دورِ حاضرہ میں جو پروٹسٹنٹ انگریزی بائیبل ملتی ہے۔ وہ پہلی سے اچھی نہیں؟

ج ۔ بالکل نہیں۔ ایک سو چار سال ہوئے یعنی ۱۸۳۲ء میں اس مضمون پر انگلستان کے بڑے دار العلوم اکسفورڈ اور کیمبرج کے وائس چانسلرز کی خدمت میں ان دار العلوم کے دس چوٹی کے علماء نے ایک معروضنامہ پیش کیا۔ اس میں یہ شکایت تھی۔ کہ نئی بائیبل کی جلد جو یونیورسٹی کے چھاپہ خانہ میں طبع ہوئی ہے۔ اس میں بادشاہ جیمس اوّل کی منظور شدہ بائیبل سے کئی مقامات میں اختلاف ہے۔ چھاپہ خانہ کی غلطیوں سے قطع نظر کر کے بھی بے شمار دیگر غلطیاں ہیں۔ جو عمداً بائیبل کے اندر گھسیڑ دی گئی ہیں۔ کہ انہوں نے صرف تکوین یعنی پیدائش ہی کی کتاب میں ... ۔ مزامیر میں ... ۔ مقدس متی کی انجیل میں ۱۶۴ تحریفیں کی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے بخوبی ثابت ہے کہ پروٹسٹنٹ اصحاب حق کی چنداں پرواہ نہیں کرتے

س ۔ خود لوتھر پاک نوشتوں کے اپنے ہی ترجمے کی بابت کیا تسلیم کرتا ہے؟

ج ۔ وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ اس نے مقدس پولوس کی حسب ذیل آیت میں لفظ "صرف" بڑھایا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آدمی ایمان سے راستباز ٹھیرتا ہے۔" لوتھر ترجمہ کرتا ہے۔ کہ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ

Cartalia ٹ

آدمی "صرف" ایمان سے راستباز ٹھہرتا ہے" (رومیوں ۳: ۲۸)

س۔ جب لوتھر کو کلام خدا میں لفظ "صرف" بڑھانے کے سبب ملامت کی گئی۔ تو اُس نے کیا جواب دیا؟

ج۔ لوتھر نے جواب دیا کہ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ لفظ "صرف" مقدس پولوس کی عبارت میں نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی پاپسٹ اس مضمون کے متعلق تم کو تنگ کرے۔ تو اُس سے کہو۔ کہ ڈاکٹر مارٹن لوتھر کی یہی مرضی تھی۔ کہ یہ لفظ بڑھایا جائے۔ اور یہ بھی کہو۔ پاپسٹ اور گدھے میں فرق نہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے اور کوئی لفظ نہیں بڑھایا۔ یہ لفظ "صرف" میرے نئے عہدنامے میں قائم رہے گا۔ جب تک کہ تمام پاپسٹس سدمے سے نہ مر جائیں (لوتھرس ورکس ٹوم ۲ پی پی ۱۴۱ اینڈ ۱۴۴) کیا اب ہم پروٹسٹنٹ ترجموں پر اطمینان رکھ سکتے ہیں۔

س۔ بائیبل سوسائیٹیوں کے ترجموں کا کیا حال ہے؟

ج۔ سنہ ۱۸۵۵ء (سو سال ہوئے) ایک رسالہ بعنوان "میں بائیبل سوسائیٹی کا ممبر کیوں نہیں بنتا" ڈاکٹر پیسی دل ملکہ انگلستان کے پروٹسٹنٹ چیپلین نے شائع کیا۔ اس میں وہ فرماتے ہیں۔ کہ جب کوئی سوسائیٹی کفرانہ طور پر جرأت کرتی ہے۔ کہ قادر مطلق کے الہام کی کس طرح تحریف کرے۔ اور پھر اپنے مددگاروں پر بھروسہ رکھتی ہے۔ اور اپنے ایجنٹوں کی گویا طالب علموں کی مشق کی کاپیوں کو خدا باپ کا کلام کہتی ہے۔ تو مسیحی کا خون سرد ہو جاتا ہے۔ ایسے ایسے ترجموں کی اشاعت کو اس سوسائیٹی کی میٹنگوں میں کئی بار کافرانہ طور پر زبانوں کی بخششوں کے ساتھ مقابلہ کیا گیا ہے۔ ایسے طریقہ کے ساتھ وہ لوگ ہمدردی کرتے ہیں۔ ایسے مقاموں پر وہ لوگ تالیاں بجاتے ہیں۔ جو خود کو پرہیزگار اور ذی فہم تصور کرتے ہیں" (دیباچہ جنوری سنہ ۱۸۵۵ء)

س۔ تم پاک نوشتوں کی کافرانہ عبارت کی بابت جس کو عموماً "ڈلگٹ" کہتے ہیں۔ کیا کہتے ہو؟

ج۔ بڑے بڑے پروٹسٹنٹ عالمان دین الٰہی پاک نوشتوں کی کا تھولک عبارت کو بہت

Luther's works Tom 2 ... 141, 144

عمدہ کہا ہے۔ بیضا جو پروٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں میں سے ایک ہے کہتا ہے " میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ پُرانے مترجموں نے پاک نوشتوں کو بڑی عجیب صداقت اور دیانتداری کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ "ولگٹ" کو میں عموماً کل ترجموں پر ترجیح دیتا ہوں"۔ بیضا ان پر لیف نو ٹسٹ (Beza in Praef. Nov. Test.) گروتیوس (Grotius) کہتا ہے۔ کہ لاطینی ولگٹ پاک نوشتوں کے تمام حال کے ترجموں پر فوقیت رکھتا ہے۔ وہ ترجمہ بہت پُرانا ہے۔ اور مغربی اور مشرقی کلیسیاؤں کی بڑی جدائی سے پہلے کیا گیا تھا۔ اور اس لئے اس ترجمہ میں کسی قسم کا تعصب اور طرفداری نہیں ہے" وغیرہ

س۔ تم ان سب امور سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ جب پاک نوشتوں کا کوئی ترجمہ کلیسیا سے تصدیق کیا جاتا ہے۔ تو کاتھولک لوگ بالکل مطمئن ہو جاتے ہیں۔ کہ اس میں ایمان اور اخلاق کے متعلق کوئی غلطی نہیں ہے۔ مگر کوئی پروٹسٹنٹ اپنی بائیبل پر پورا ایمان نہیں رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ جان نہیں سکتا۔ کہ آیا پاک نوشتوں کا ترجمہ اصلی عبارت سے کیا گیا ہے۔ اور دیانتداری کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پس کوئی درمیانی طریقہ نہیں ہے اگر تم مسیح کی لاخطا کلیسیا سے پاک نوشتے کو قبول نہ کرو اور نہ سیکھو۔ تب تک تم تحقیق کے ساتھ جان نہیں سکتے ہو۔ کہ وہ کتاب جو کتاب مقدس کہلاتی ہے۔ دراصل سچ مچ کلام خدا ہے۔

ششم۔ پروٹسٹنٹ لوگ تحقیق کیساتھ معلوم نہیں کر سکتے کہ پاک نوشتوں کے صحیح معنی کیا ہیں؟

س۔ تم کیوں کہتے ہو۔ کہ پروٹسٹنٹ لوگ پاک نوشتوں کے صحیح معنے حقیقۃً نہیں جانتے

ج۔ وجہ یہ ہے۔ کہ پاک نوشتوں کی بہت سی آیتیں جو دینی مسائل سکھاتی ہیں۔ ان کے بعض وقت مختلف اور بعض وقت متضاد معنی نکالے جا سکتے ہیں۔ مثلاً مسیح کے یہ چار لفظ۔ یعنی یہ میرا بدن ہے" جو مسیح نے اقدس یوخارسٹ کے مقرر کرتے وقت کہے۔ مختلف پروٹسٹنٹ

فرقوں نے تقریباً دوسو مختلف طریقوں سے سمجھے ہیں۔ ہاں بلکہ غلط سمجھے ہیں۔ چونکہ پروٹسٹنٹ مذہب میں خدا کی طرف سے مقرر شدہ کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ہے۔ اس لئے اُن لوگوں کے شک وشبہ کس طرح رفع ہوں۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ بات نہیں کہہ سکتے۔ کہ پاک نوشتہ کم ازکم اُن اصولِ دین کے سمجھنے میں جو نجات کے لئے ضروری ہیں۔ بہت صاف ہے؟

ج۔ وہ ایسا کہتے ہیں۔ مگر پاک نوشتہ خود اس کے خلاف سکھاتا ہے۔ مقدس پطرس۔ مقدس پولوس کے خطوط کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ اُن میں کئی ایک باتیں ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے۔ اور وہ جو جاہل اور بے قیام ہیں۔ اُن کے معنی کو جس طرح دوسرے نوشتے کے بھی، اپنی ہلاکت کے لئے پھیرتے ہیں" (۲ پطرس ۳: ۱۶)

س۔ خود لوتھر کے قول کا حوالہ دو؟

ج۔ لوتھر کہتا ہے۔ کہ پاک نوشتے کے معنوں کو بخوبی سمجھنا بالکل ناممکن ہے۔ ہم الفاظ کو سطحی طور پر جان سکتے ہیں۔ مگر اصلی گہراؤ کو پہچاننا انسانی عقل سے باہر ہے۔ علمائے دینِ الٰہی خواہ کچھ ہی کہیں۔ اور جو ان کی مرضی میں آئے کریں۔ مگر الٰہی کلام کے بھید ہماری عقل سے ہمیشہ باہر ہی رہیں گے یعنی ہم الٰہی بھیدوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ کس طرح انسانی عقل روح القدس کے الہاموں کو پورے طور سے سمجھ سکتی ہے؟

Audin, Vie de Luther tom. 2 p. 339 (آوڈن دائی ڈی لوتھر۔ ٹوم ۲ صفحہ ۳۳۹)

س۔ ہم رسولوں کے اعمال میں کیا پڑھتے ہیں؟

ج۔ جب حبشیوں کی ملکہ کنداکی کا وزیر اپنی گاڑی میں یسعیاہ نبی کی کتاب پڑھ رہا تھا تو رسول فیلبوس نے اس سے پوچھا۔ آیا جو کچھ تو پڑھتا ہے سمجھتا ہے؟ اس نے کہا۔ یہ کس طرح ہو سکے۔ جب تک کوئی مجھے نہ سمجھائے؟ میں تیری منت کرتا ہوں۔ کہ بتا نبی کس کے حق میں یہ کہتا ہے؟ کیا اپنے یا کسی دوسرے کے حق میں؟ تب فیلبوس نے اپنی زبان کھول کے اسی نوشتے سے شروع کرکے یسوع کی خوشخبری اُسے دی۔ (اعمال ۸: ۳۰ و ۳۵)

مذکورہ بالا حقیقت صاف صاف ثابت کرتی ہے۔ کہ دیندار لوگوں کے واسطے بھی پاک نوشتہ قریبًا بے فائدہ ہوگا۔ اگر اس کے معنی سمجھانے کے لئے ہمارے پاس مقرر شدہ استاد نہ ہو۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہتے۔ کہ ہم کو بائبل کے صحیح معنی سمجھانے کے لئے فردًا فردًا الہام ہوتا ہے؟

ج۔ وہ ایسا کہتے ہیں۔ مگر اُن کا یہ قول بیہودہ اور کفر گوئی ہے۔ کیونکہ کون خیال کر سکتا ہے کہ رُوح القدس متضاد مسائل سکھا سکتا ہے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ خدا کا ایک ہی رُوح لُوتھر کے پیرؤوں کو یہ تعلیم دے۔ کہ وہ اقدس یوخارسٹ میں انجیل کی شہادت سے مسیح کی حقیقی موجودگی ثابت کریں۔ اور کالون کے پیرؤں کو اس کے خلاف تعلیم دے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ رُوح القدس اپسکوپلین لوگوں کو یہ سکھائے۔ کہ کلیسیا میں بشپوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور پریسبیٹرین لوگوں کو یہ سکھائے۔ کہ کلیسیا میں بشپوں کا ہونا ایک طعون اور شیطانی تدبیر ہے؟

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ مشکل یا مشکوک آئتیں آسان آیتوں سے صاف ہو جاتی ہیں؟

ج۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ تو وہ اتنے فرقوں میں کیوں تتر بتر ہو رہے ہیں؟ اور ہر ایک شخص فخر سے کہتا ہے۔ کہ صرف وہ آئتیں جو اس کے خاص مسائل کو تقویت دیتی ہیں صاف ہیں؟ ہر فرقہ درجنوں آیات اپنے خاص مسائل کے ثبوت میں پیش کرتا ہے۔ اور دوسرے فرقہ کے مسائل کو رد کرتا ہے۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ اوّل یہ کہ کاتھولک پاک نوشتے کے صحیح معنوں کو بالتحقیق جانتے ہیں۔ کیونکہ کلیسیا اُنکے لئے لاخطا مُفسّر ہے۔ دُوم یہ کہ پروٹسٹنٹوں کو پاک نوشتے کے صحیح معنی حقیقتہً معلوم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ خود ایسے کام کا سرانجام سنبھال چکے ہیں۔ جس کو بڑے بڑے اصلاح کرنے والے بھی ناممکن خیال کر چکے ہیں۔ سوم۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ یا تو تم کلامِ خدا کو مسیح کی لاخطا

کلیسیا سے قبول کرو۔ ورنہ تم کبھی حقیقت میں نہیں کہہ سکتے کہ تم کلام خدا کے معنی کو سمجھتے ہو۔ او
اس لئے تمہارا اس میں کوئی صحیح ایمان نہیں ہو سکتا۔

س ۔ پاک نوشتے کی بابت پروٹسٹنٹ لوگوں کی دقتوں کو مختصراً بیان کرو

ج ۔ بے تعصب پروٹسٹنٹ جو کلیسیا کے اختیار کو رد کرتا ہے۔ اور پاک نوشتے کو اپنی ہی خاص تفسیر کے مطابق سمجھاتا ہے۔ پاک نوشتے پر کوئی پکا ایمان نہیں رکھ سکتا ہے۔ اگر وُہ اُن دقتوں کی طرف متوجہ ہو۔ اور اُن کو جانچے۔ تو وہ حسب ذیل نتیجہ نکالے گا

(۱) ممکن ہے کہ چند نوشتے الہامی ہوں۔

(۲) ممکن ہے کہ پاک نوشتوں میں خدا کا کلام درج ہو۔

(۳) ممکن ہے۔ کہ یہ ترجمہ جو میرے ہاتھ میں ہے سچا ترجمہ ہو۔

(۴) ممکن ہے۔ کہ یہ اصلی معنی ہوں۔

اب میں یہ امر پڑھنے والے کے انصاف پر چھوڑتا ہوں۔ کہ ان چار امکانات یا شکوک پر کس کا ایمان پختہ ہو سکتا ہے۔

ہفتم۔ پاک نوشتوں کی تلاوت

س ۔ کیا پاک نوشتوں کی تلاوت تمام مسیحیوں کے لئے ضروری ہے؟

ج ۔ پاک نوشتوں کی تلاوت صرف ان لوگوں کیلئے ضروری ہے جن کا کام دوسروں کو سکھانا ہے۔ یعنی کلیسیا کے چرواہوں کے لئے پاک نوشتوں کا پڑھنا لازمی ہے۔ کیونکہ کاہنوں کے ہونٹ معرفت کے محافظ ہوں گے۔ اور وہ ان کے مُنہ سے شریعت کی تلاش کریں گے" (ملاکی ۲:۷) گو پاک نوشتے کا پڑھنا ایماندار لوگوں کے لئے جو اُن کو خلوص دل سے پڑھتے ہیں۔ اور پورا علم رکھتے ہیں۔ بہت مفید ہے۔ مگر یہ کہنا کہ ہر ایک شخص کو کتاب مقدس پڑھنی لازمی ہے اور اس کا پڑھنا نجات کے لئے ضروری ہے۔ ایک جھوٹ۔ کفر اور یاوہ گوئی ہے۔

س ۔ تم اس کو کس طرح ثابت کرتے ہو؟

ج ۔ یہ مسئلہ اس وجہ سے جھوٹ ہے کہ نہ تو یسوع مسیح نے۔ نہ رسولوں نے کبھی ایسا حکم

دیا ہے۔ ریفارمیشن کے زمانہ تک مسیحی دُنیا میں کسی نے کبھی یہ مسئلہ نہ سنا تھا۔ کہ ہر ایک شخص کو نجات حاصل کرنے کے لئے کتاب مقدس کا پڑھنا ضروری ہے۔ کلیسیا کی تاریخ بھی ثابت کرتی ہے۔ کہ لُوتھر کے زمانے سے پہلے بدعتی لوگ بھی خیال نہیں کرتے تھے۔ کہ نجات پانے کے لئے کتاب مقدس کا پڑھنا ضروری ہے۔

یہ مسئلہ کفر اس وجہ سے ہے۔ کہ اگر نجات کا حاصل کرنا کتابِ مقدس ہی کے پڑھنے پر منحصر ہے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ دنیا کے آغاز سے چھاپہ کی ایجاد تک جو ۵۴ صدیاں ہوگئیں اُن میں اُس رحیم خدا نے جو ہمارے لئے صلیب پر مُوا۔ ایک انبوہ کثیر کے لئے نجات حاصل کرنا ناممکن کر دیا تھا۔ گویا خدا تعالٰے چھاپہ کے ایجاد ہونے تک بنی آدم کی نجات کو ناممکن بناتا ہے۔

یہ مسئلہ حسبِ ذیل وجوہات کے باعث بیہودہ ہے۔

(۱) یہ کہ پاک نوشتوں میں کئی باتیں ہیں۔ جن کا سمجھنا مشکل ہے۔ اور وہ جو جاہل اور بے قیام ہیں۔ ان کے معنی کو اپنی ہلاکت کے لئے پھیرتے ہیں (۲ پطرس ۳: ۱۶)

(۲) یہ کہ اگر ہر ایک شخص کو اپنی ہی شخصی تفسیر کے مطابق کتاب مقدس سے اپنا مذہب بنانا ہے۔ تو کلیسیا کی وحدانیت قائم نہ رہے گی۔

(۳) یہ کہ وہ عوام الناس جو مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کے حکموں پر چلتے ہیں۔ محض اس وجہ سے نجات نہ پا سکیں گے۔ کہ انہوں نے کتاب مقدس کو نہیں پڑھا۔ پروٹسٹنٹ طریقے کے موافق ان لوگوں کے لئے جن کو کتاب مقدس پڑھنے کی فرصت نہیں ہے۔ اور غریبوں کے لئے جن کو یسوع مسیح بہت پیار کرتا ہے۔ نجات نہیں ہو سکتی ہے۔

س۔ کیا یسوع مسیح نے نہیں کہا ہے۔ کہ تم نوشتوں میں ڈھونڈتے ہو (یا ڈھونڈو) کیونکہ تم گمان کرتے ہو۔ کہ اُن میں تمہارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اور یہ وہی ہیں۔ جو میرے لئے گواہی دیتے ہیں؛ (یوحنا ۵: ۳۹)

ج۔ مذکورہ بالا الفاظ مضمونِ زیرِ بحث کے ساتھ کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ کیونکہ ہمارا منجی یہودی کاہنوں سے جن کا فرض لوگوں کو شریعت سمجھانا تھا۔ مخاطب تھا۔ پھر یہ بھی مشکوک ہے۔ کہ

اس نے اُنہیں حکم دیا۔ کیونکہ یُونانی لفظ "تم تلاش کرو" بیانیہ طریق ہے۔ "اور تلاش کرو" حکمیہ طریق ہے۔ اور مضمون میں بیانیہ طریقہ کی نسبت بیان غالب ہے۔ "تم نوشتوں میں تلاش کرتے رہتے ہو۔ کیونکہ تم خیال کرتے ہو۔ کہ ان میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اور وہ میری نسبت شہادت دیتے ہیں"۔ بہر نوع ان الفاظ سے یہ مفہوم نہیں ہوتا۔ کہ نوشتوں کی شہادت کُل عوام الناس پر فرض ہے۔ اور اس کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ الفاظ تو فریسیوں پر بطور طعن استعمال کئے گئے ہیں۔ کہ تم نوشتوں کو پڑھتے ہو۔ اور خیال کرتے ہو۔ کہ اُن سے تم کو ہمیشہ کی زندگی ملتی ہے۔ تاہم تم اُسے نہیں مانتے۔ جس کی نسبت کُل نوشتے شہادت دیتے ہیں۔ اور صرف جس کے وسیلے اُن کو حقیقی زندگی ملتی ہے۔

س۔ کیا مقدس پولوس نے طمطاؤس کی تعریف نہیں کی۔ کیونکہ طمطاؤس نے اپنے بچپن سے پاک نوشتوں کو پڑھا تھا؟ (۲ طمطاؤس ۳: ۱۵)

ج۔ ایسے ہی کاتھولک کلیسیا اُن تمام لوگوں کی تعریف کرتی ہے۔ جو پاک نوشتوں کو نیک نیتی سے پڑھتے ہیں۔ اس بات پر غور کرو۔ کہ طمطاؤس بشپ تھا۔ جس کا فرض نہ صرف پاک نوشتوں کا پڑھنا تھا۔ بلکہ اوروں کو پاک نوشتوں کا سکھانا بھی تھا۔ رسُول اُسے یاد دلاتا ہے۔ کہ پاک نوشتوں کا مُطالعہ اس کے اعلےٰ فرائض کی سرانجام دہی کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ "تو بچپن سے مقدس کتابوں سے واقف ہے۔ وہ تجھے اُس ایمان کے وسیلے جو یسوع مسیح میں ہے نجات کی بابت تعلیم دے سکتی ہیں۔ سارا نوشتہ جو الہام سے ہے تعلیم کے اور الزام کے اور نصیحت کے۔ اور راستی میں تربیت کرنے کے واسطے فائدہ مند ہے"۔ (۲ طمطاؤس ۳: ۱۵ و ۱۶)
ان آیتوں سے یہ ظاہر ہے کہ کاہنوں اور بشپوں کو جن کا فرض تعلیم دینا۔ تنبیہ کرنا۔ سزا دینا اور راستی میں تربیت کرنا ہے۔ کتاب مقدس پڑھنی چاہیئے۔ لیکن ان آیات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ تمام مسیحیوں کو پاک نوشتوں کا پڑھنا بالکل لازمی ہے۔

س۔ پھر کاتھولک کلیسیا کا اس بارے میں کیا قاعدہ ہے؟

ج۔ کاتھولک کلیسیا اپنے پہلے مقدس پاپائے اعظم پطرس کی نصیحت پر غور کرکے ہر طور کی احتیاط کرتی ہے۔ کہ جاہل اور بے قیام لوگ پاک نوشتے کو غلط طور سے سمجھ کر اپنی ہلاکت کا باعث

نہ ہوں۔ کیونکہ خدا کی شریعت ہمارے قدموں کے لئے چراغ اور ہماری روحوں کے لئے روشنی ہونی چاہیئے۔ (زبور ۱۱۹، ۱۰۵)

کاتھولک کلیسیا اُس اختیار سے جو یسوع مسیح نے اس کو باندھنے اور کھولنے کا عطا کیا ہے۔ اُن لوگوں کو جو پاک نوشتوں کے پڑھنے سے رُوحانی فائدہ اُٹھانا چاہتے۔ مروجہ زبانوں میں ان کے پڑھنے کی اجازت دیتی ہے۔ اور اُن لوگوں کے لئے جو پاک نوشتوں کے پڑھنے سے کوئی رُوحانی فائدہ حاصل نہیں کرتے ہیں۔ منع کرتی ہے۔

کاتھولک کلیسیا پروٹسٹنٹ ترجموں کے پڑھنے سے بھی منع کرتی ہے۔ کیونکہ وہ ترجمے کاٹے چھانٹے ہوئے اور غلط ہیں۔ علاوہ ازیں کاتھولک کلیسیا ان تمام ترجموں کے پڑھنے سے بھی روکتی ہے۔ جن ترجموں میں شرح نہیں ہوتی۔ کیونکہ بہت سی آیتوں کا سمجھنا مشکل ہے اور آسانی سے اُن کے غلط معنی لگائے جاسکتے ہیں۔ اور ہلاکت کا باعث ہوجاتے ہیں۔ جیسے کہ تمام بدعتوں کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ کاتھولک کلیسیا بائبل سوسائیٹیوں کو جائز نہیں سمجھتی۔ کیونکہ وہ جو بائبلیں طبع اور شائع کرتی ہیں۔ وہ بھی متذکرہ بالا ممانعت کی ذیل میں داخل ہیں۔

"پاک نوشتوں کے ان ترجموں کی بابت جن کو کلیسیا نے منظور فرمایا ہے۔ اُن ترجموں ہی کے پڑھنے کے لئے نہ صرف اجازت دیتی ہے۔ بلکہ ایمانداروں کو ان ترجموں کے پڑھنے کی جانب مائل بھی کرتی ہے۔ کیونکہ پاک نوشتوں کے پڑھنے کی نسبت کوئی اور امر زیادہ مفید زیادہ تسلی بخش اور زیادہ روحانی فائدہ پہنچانے والی نہیں ہوسکتی ہے۔ (پائس ساتواں ٹو دی انگلش بشپس۔ اپریل ۱۸ ۱۸۲۰ء)

س۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ کاتھولک لوگوں نے پاک نوشتے کا کوئی ترجمہ نہیں کیا۔ جب تک کہ پروٹسٹنٹوں کی مثال نے اُن کو پاک نوشتوں کا ترجمہ کرنے کے لئے مجبور نہ کیا؟

ج۔ پروٹسٹنٹ مذہب پیدا ہونے سے پہلے رائج الوقت زبانوں میں پاک نوشتوں کے بیس ترجموں سے زیادہ تھے لیلانگ بائبلوتھ سیکرا۔ ایپس ۱۷۰۹ء (Lelong, Biblioth. sacra Lipsiae 1709)

س۔ کیوں کا تھولک کاہنوں نے اتنا عرصہ گزرنے کے بعد بھی پاک نوشتوں کا ترجمہ ہندوستانی زبان میں نہیں کیا؟

ج۔ اس وجہ سے کہ پاک نوشتوں کے ترجمے دیسی زبانوں میں نہ صرف مسیحیوں کے لئے بلکہ ہندو اور مسلمانوں کے لئے بھی غیر مفید ہوتے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے یُوں۔ کہ جو صاحبان ہندوستان کے باشندوں کے حالات سے خوب واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ دیسی لوگ انگریزی رواجوں اور دستوروں سے نفرت رکھتے ہیں۔ پہلی ایک دو صدیوں تک یورپین لوگوں کے رواج اور دستورات سے ہندوستانیوں کے دلوں میں بہت ہی سخت نفرت تھی (گو اب یہ متعصبانہ خیالات روز بروز خواندہ اور تعلیمیافتہ دیسیوں کے دلوں سے بوجہ یورپین صاحبان کے روزانہ میل ملاپ کے کم ہوتے جاتے ہیں) لہٰذا ایسی حالت میں پاک نوشتوں کے ترجمہ سے یہ نتیجہ نکلتا کہ ہندوستانی یسوع مسیح کو بھی فرنگی سمجھتے اور اس کے مذہب کو بالکل رد کر دیتے۔

مسیحیوں کے لئے یوں غیر مفید ہوتے۔ کہ مسیحی اکثر نو مُرید تھے۔ اور وہ ایسے بچے جیسے کہ قرنت کے لوگ جن کی بابت مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ جیسے اُن کو جو مسیح میں لڑکے ہیں۔ میں نے تمہیں گوشت نہ کھلایا۔ پر دودھ پلایا۔ کیونکہ تم کو طاقت نہ تھی۔ (۱ قرنتی ۳: ۱۲) گوشت بذاتہٖ ایک فرحت بخش مقوی غذا ہے۔ مگر بچوں یا بیماروں کے لئے وہ مثل زہر ہے۔ اسی طرح سے پاک نوشتہ بھی بذاتِ خود نہایت مفید رُوحانی غذا ہے۔ مگر جاہلوں اور بے فہموں کے لئے بھی پاک نوشتہ باعث ہلاکت ہے۔

س۔ ہر ایک شخص کو خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو۔ پاک نوشتوں کے دینے کے رواج کی بابت تمہاری کیا رائے ہے؟

ج۔ ہر ایک شخص کو بلا امتیاز یعنی عام طور پہ پاک نوشتوں کے دینے سے یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ اکثر ہندو اور مسلمان پاک نوشتوں کا غلط استعمال کریں گے۔ اُن پہ ہنسیں گے۔ اور اُن کی توہین کریں گے۔ تجربہ سے یہ بھی ثابت ہُوا ہے۔ کہ محض پاک نوشتوں کے دینے سے ہندوستانی لوگ مسیحی نہیں ہو سکتے۔

س۔ کیا ان بائیبل دینے والوں کی بابت انجیل میں کوئی ایما نہیں ہے؟

ج۔ ہاں ہے۔ ان بائیبل دینے والوں کے متعلق یسوع مسیح اپنے رسولوں کو حسب ذیل نصیحت کرتا ہے۔ کہ پاک چیز کتوں کو مت دو۔ اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں پامال کریں۔" (متی ۷:۶)

چوتھا باب

صرف کلیسیا ہی سے ہم کو سچی روایت مل سکتی ہے

اوّل۔ روایت کی سند کے بیان میں!

س۔ روایت سے کیا مراد ہے؟

ج۔ روایت سے کلام خدا کا وہ حصّہ مراد ہے۔ جس کو گو مسیح یا روح القدس نے رسولوں پر منکشف کر دیا ہے۔ مگر وہ یا تو بالکل کتاب مقدس میں درج نہیں ہے۔ یا صاف طور پہ اس تحریر سے واضح نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ مسیحیوں کو سینہ بہ سینہ اور پشت در پشت زبانی یا تحریری یا یادگاروں کے ذریعہ ملا ہوا ہے۔

س۔ اس امر کو ذرا اور بھی واضح طور سے بیان کرو؟

ج۔ ہم کیتھولک ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح اور اس کے رسولوں نے زبانی کئی سچائیاں جو صحیفوں میں قلمبند نہیں ہوئیں بتائیں (یوحنا ۲۱:۲۵) ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ہمیں یہ سچائیاں مسلسل

روایت سے ملی ہیں۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ یہ روایت جس کو شروع سے کلیسیا کے ہر زمانے میں تمام عیسائی قوموں نے تسلیم کیا ہے معتبر ہے۔ الغرض ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ کلام خدا ہم کو دو طریقوں یعنی ایک بذریعہ پاک نوشتوں کے اور دوسرے بذریعہ روایت کے دستیاب ہوا ہے۔ اور کہ روایت پر صبر کرنا ایسا ہی ضروری امر ہے۔ جیسا کہ پاک نوشتوں کا ماننا لابدی ہے۔

س۔ کیا پاک نوشتوں میں تمام ضروری سچائیاں درج نہیں ہیں؟

ج۔ ہم خود مسیح کی شہادت سے جانتے ہیں۔ کہ تمام باتیں جو اُس نے اپنے باپ سے سُنی ہیں۔ اپنے رسولوں پر ظاہر کر دی ہیں (یوحنا ۱۵: ۱۵) اور کہ اُس نے رُوح القدس اُن پر نازل کیا تاکہ وہ ان سچائیوں کو نہ بھولیں۔ "اور میں باپ سے درخواست کروں گا۔ اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا۔ کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ اور وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ اور سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تم سے کہی ہیں۔ تمہیں یاد دلائے گا" (یوحنا ۱۴: ۱۶ و ۲۶) ہم جانتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح اپنے جی اُٹھنے سے پہلے اور پیچھے خدا کی بادشاہت کی بابت کہتا رہا (اعمال ۱: ۳) یعنی یسوع مسیح کئی باتیں کلیسیا کی سچائیوں اور اس کے اخلاقی اور انتظامی قواعد وغیرہ کی بابت کہتا ہے۔

اب یہ کہنا کہ جو سچائیاں تین برس سے کچھ زیادہ عرصہ میں منکشف کی گئیں۔ پورے طور پر ایک چھوٹی سی کتاب میں جو چند گھنٹوں میں پڑھی جا سکتی ہے۔ درج ہو چکی ہیں۔ ایک لغو بات ہے۔ علاوہ اس کے مقدس یُوحنا صریحاً بیان کرتا ہے۔ کہ اور بھی بہت سے کام ہیں۔ جو یسوع مسیح نے کئے۔ اور اگر وہ جُدا جُدا لکھے جاتے۔ تو میں گمان کرتا ہوں۔ کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں (یُوحنا ۲۱: ۲۵) اس کا کیا جواب ہوگا؟

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ یہ الفاظ جو آخری انجیل میں پائے جاتے ہیں۔ اوّل تو بتاتے ہیں کہ یسوع مسیح نے یہ نہیں فرمایا کہ تمام جو میں نے سکھایا ہے۔ اور کیا ہے قلمبند کرو۔ دوم کہ مسیح کی تمام باتوں کا لکھنا ناممکن تھا سوم کہ ہمارے نجات دہندہ کی تعلیم کا غیر تحریر شدہ حصہ ہم کو کلیسیا کی لاخطا روایت سے معلوم ہونا چاہیئے۔ چہارم کہ اگر ہم اپنے نجات دہندہ کی تعلیم کے غیر تحریری حصے کو کلیسیا سے معلوم کرنا نہیں

چاہتے تو ہم قیاس کریں گے۔ کہ مسیح نے اس بات کی پروا نہیں کی۔ کہ ہم اس کی پوری تعلیم مانتے ہیں یا نہیں۔ لیکن ہم یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ یسوع مسیح کا یہ ارادہ ہو کہ اس کی تعلیم بھلا دی جائے۔

س۔ تمہاری دوسری دلیل کیا ہے؟

ج۔ ہماری دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ پاک نوشتہ خود ظاہر کرتا ہے۔ کہ ان رسولوں نے بھی جنہوں نے کچھ قلمبند کیا ہے۔ بہت سی باتیں جو ان کی تحریروں میں پائی نہیں جاتی ہیں۔ زبانی سکھائی ہیں۔ مقدس یوحنا کہتا ہے کہ مجھے بہت سی باتیں تمہیں لکھنی ہیں۔ پر میں نے نہ چاہا۔ کہ کاغذ اور سیاہی سے لکھوں۔ کیونکہ امیدوار ہوں کہ تمہارے پاس آؤں۔ اور روبرو دیکھا اؤں" (۲ یوحنا ۱۲) مقدس پولوس طمطاؤس کو لکھتا ہے۔ کہ تو ان صحیح باتوں کا نقشہ جو تو نے مجھ سے سنیں۔ اس ایمان اور محبت میں جو یسوع مسیح سے ہے حفظ کر رکھ۔" (۲ طمطاؤس ۱: ۱۳) پھر مقدس پولوس تسلونیقیوں کو لکھتا ہے۔ کہ اے بھائیو ان روایتوں کو جنہیں تم نے کلام یا ہمارے خط سے سیکھا تھامے رہو۔" (۲ طسلاؤس ۲: ۱۴) یہاں پر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ روائیت اور پاک نوشتہ دونوں ایک جیسے کلام خدا ہیں۔ اور اس لئے ان دونوں کو برابر ماننا چاہیئے۔ مگر مقدس پولوس کے الفاظ جو اس نے قرنتیوں کو لکھے۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہیں۔ "تم مسیح کے ظاہرا خط ہو۔ جس کے تیار کرنے میں ہم خدمت کرنے والے ہیں۔ اور وہ سیاہی سے نہیں۔ بلکہ زندہ خدا کی روح سے لکھا گیا ہے۔" (۲ قرنتیوں ۳: ۳) آج کل جیسے کہ مقدس پولوس کے دنوں میں سچی کلیسیائے مسیح ہمیشہ زندہ رہنے والا خط ہے جس کے تیار کرنے میں رسول خادم ہوئے۔ اور وہ سیاہی سے نہیں بلکہ زندہ خدا کی روح سے لکھا گیا۔ اور تمام قوموں کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اس خط میں تمام منکشف شدہ سچائیوں کو پڑھ سکیں۔

س۔ اس مضمون پر قدیمی کلیسیائی کی کیا تعلیم تھی۔ اور کیا دستور تھا؟

ج۔ پروٹسٹنٹ عموماً تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح پہلی تین یا چار صدیوں میں تو اپنی کلیسیا کو گمراہی سے محفوظ رکھنے میں کامیاب رہا۔ لیکن وہ کفر سے یہ بھی قیاس کرتے ہیں۔ کہ مسیح ان تین یا چار صدیوں کے بعد اپنا قول نبھانے سے یا تو قاصر یا بے پروا رہا۔ لطف یہ کہ پہلی صدیوں میں روائیت کی ضرورت کو تو سب تسلیم کرتے رہے ہیں۔

انطاکیہ کا مقدس اگنیشئیس جو رسولوں کا ایک شاگرد تھا۔ اور جس نے نجات دہندہ کو دیکھا ہوا بھی تھا۔ کہتا ہے۔ کہ بدعتوں کی غلط تعلیم سے خبردار رہو۔ اور رسولوں کی روائیت سے وابستہ رہو" (یوسی بی اس) السنٹ۔ ایکل جلد ۳ باب ۳۶)
Euseb. Hist. Eccl. Lib. 3 C 36

مقدس ارینیوس (Irenaeus) کہتا ہے۔ کہ جس وقت کوئی مذہبی بحث ہو۔ تو ہم کو چاہیئے۔ کہ سب سے پرانی کلیسیا کی روائیت کی طرف جن کی خود رسولوں نے تعلیم دی متوجہ ہوں" (اڈو۔ ہیورہ۔ لب۔ ۳ سی ۴)
(Adv: Haer I 3 . C.

دوسری صدی میں طرطلینوس اپنی کتاب ملقب بہ "دی پریسکرپشن" (بمعنی خدمت حق) میں تمام بدعتوں کو رسولی روائیتوں سے رد کرتا۔ اور بیان کرتا ہے۔ کہ جو شخص کلیسیا کی روائیت کو نہیں مانتا وہ سچا مسیحی نہیں ہو سکتا (پریسیر۔ سی۔ ۱۹)
Praeser C. 19 Cr ... C 19

تیسری صدی میں مشہور اوریجن (Origen) صاف طور سے کہتا ہے۔ کہ صرف وہی حق ہے۔ جو کامل طور سے رسولی اور مذہبی روائیت سے مطابقت رکھے" (داوف پرنسپل۔ ٹوم ا۔ پی ۴۷)
Of Principles Tom 1 p. 47

ہم ان امور کے لئے بے شمار آئیتوں کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ مگر اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ ابتدائی زمانہ کے مسیحی رسولوں کے شاگرد اور شہید کیتھولک قاعدۂ ایمان پر چلتے تھے نہ کہ پروٹسٹنٹ قاعدۂ ایمان پر۔ ہماری دانست میں صرف متذکرۂ بالا حوالجات ہی کافی ہیں۔

س - کیا اکثر پروٹسٹنٹ مصنّف معترف ہیں کہ روایت کا ہونا ضروری ہے؟

ج - ہاں فاضل گروٹیس (Grotius) کا قول ہے۔ کہ روایت کی بابت یہ بنیادی اصول سمجھنا چاہیئے۔ کہ جو کچھ عام طور پر مقبول ہے۔ اور جس کے آغاز کا وقت اور مقام کا صاف صاف پتہ نہیں چلتا۔ وہ ضرور رسولوں ہی سے سینہ بہ سینہ چلے آئے ہیں" (ووٹم پروپیکا۔ پی ۱۳۷)
Votum Pro Pace p. 137

لیسنگ کہتا ہے۔ کہ "روائیت وہ چٹان ہے۔ جس پر مسیح کی کلیسیا قائم کی گئی ہے" ایک اور مقام میں بیان کرتا ہے۔ کہ اگر یہ روائیت جھوٹی مان جائے۔ تو پاک نوشتہ بھی جھوٹا ہو سکتا ہے" (ہینگ سی۔ ۵)
Hoeningh C. 5

دیگر پروٹسٹنٹ شہادتوں کا حوالہ دینا آسان ہے۔ کیونکہ تقریباً تمام فاضل پروٹسٹنٹوں نے روائیت کو بالکل ضروری تسلیم کیا ہے۔

س۔ لیکن تم انسانی روایت کو الٰہی روایت سے کس طرح تمیز کر سکتے ہو؟

ج۔ میں انسانی روایت کو الٰہی روائیت سے ایسی آسانی کے ساتھ تمیز کر سکتا ہوں۔ جیسے کہ میں انسانی نوشتے کو الٰہی نوشتے سے پہچان سکتا ہوں۔ یعنی میں اس بات کو کلیسیا کی لاخطاء تعلیم سے تمیز کر سکتا ہوں۔ ہم ابھی اوپر دیکھ چکے ہیں۔ کہ محض اس لاخطا شہادت ہی کے ذریعہ سے ہم جانتے ہیں۔ کہ کونسی کتابیں الہامی ہیں۔ اور کون سی نہیں۔ اسی طرح سے ہم روائیت کی بابت بھی تمیز کر سکتے ہیں۔ کہ کون سی انسانی ہیں اور کون سی الٰہی۔

س۔ تم ان تمام باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم ان تمام باتوں سے حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں۔ رسولوں اور ابتدائی مسیحیوں اور تمام کلیسیا نے ہر زمانہ اور ہر ملک میں روایت کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔ روایت کی یہ ضرورت خود پاک نوشتہ میں درج ہے۔ اس لئے لاخطا کلیسیا کا تفسیر کردہ مکمل الہام تحریری و غیر تحریری قاعدۂ ایمان ہوتا ہے۔ اور اسے یسوع مسیح نے بنی آدم کی خاطر سپرد کیا ہے۔

دوم۔ پروٹسٹنٹوں کے اعتراضات کا جواب

س۔ روائیت کی بابت پروٹسٹنٹ تعلیم کیا ہے؟

ج۔ روائیت کے بارہ میں پروٹسٹنٹ تعلیم یہ ہے۔ کہ وہ بالعموم روایت کا انکار کرتے ہیں۔ اور یہ سکھاتے ہیں۔ کہ جو بات صریحاً پاک نوشتہ میں درج نہیں ہے۔ وہ قابلِ ایمان نہیں ہو سکتی۔ اسکے یہ معنی ہیں۔ کہ گویا وہ خدا سے یہ التجا کرتے ہیں۔ کہ (اگر تو ہم سے وہ جو کچھ کہ تو نے منکشف کیا ہے منوانا چاہتا ہے۔ تو اپنے قلم سے لکھ دے۔ ورنہ ہم اس کو نہیں مانیں گے)

ہم اُوپر پورے طور سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ پروٹسٹنٹوں کا یہ قاعدۂ ایمان کیسا غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس لئے اُس کی دوبارہ تردید کرنا غیر ضروری ہے۔

س۔ تمام بدعتی لوگ روائیت سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں؟

ج۔ کوئی کتاب بذات خود اپنی تفسیر نہیں کر سکتی۔ اور پاک نوشتوں کے لئے بھی حقیقتاً ایک مفسّر کی ضرورت ہے۔ ہم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں۔ کہ کوئی آیت کتنی ہی صاف کیوں نہ ہو۔ اور اس کے معنی کیسے ہی آسان اور صاف کیوں نہ ہوں۔ تاہم اس کے بے شمار مختلف معنے ہو سکتے ہیں لیکن زندہ کلیسیا کی زندہ روائیت کی بابت ایسا نہیں۔ اگر یسوع مسیح پاک نوشتہ ہی کو صرف قاعدۂ ایمان قرار دیتا۔ تو موجودہ عہد (۱۹۰۰) سالوں میں اس کی کلیسیا بہت سے فرقوں میں منقسم ہو جاتی۔ اور مسیحی مذہب اس طرح معدوم ہو جاتا۔ اور پھر کبھی بحال نہ ہو سکتا۔ مگر روائیت بمنزلہ شہر پناہ اور فصیل کے ہے۔ جو تمام نئے مسائل کو اندر گھسنے نہیں دیتی۔ روائیت ایک ہتھوڑے کی مانند ہے۔ جو تمام غلطیوں کو چور چور کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر زمانہ میں بدعتیوں نے کلیسیا کے شروع سے لے کر ہمارے موجودہ زمانہ تک اس کی مخالفت کی ہے۔ مثلاً آریوس۔ مقدونیس یوٹی خس۔ پیلاجیوس وغیرہم نے مخالفت کی۔ گو انہوں نے لوتھر کی طرح روائیت سے بالکل انکار نہیں کیا۔ تاہم اس کا زور کم کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔

س۔ کیا پاک نوشتہ نہیں کہتا ہے۔ کہ "تم اس بات میں جو میں تمہیں کہتا ہوں۔ نہ کچھ زیادہ کیجیو نہ کم" (استثناء ۴: ۲) اور "اگر کوئی ان باتوں میں کچھ بڑھائے۔ تو خدا اُن آفتوں کو جو اس کتاب میں لکھی ہیں۔ اس پر بڑھائے گا" (مکاشفہ ۲۲: ۱۸)

ج۔ ان آیتوں کا روائیت کے ساتھ کیا تعلق؟ ان آیات کے صرف یہ معنی ہیں۔ کہ موسیٰ کی شریعت میں اور مقدس یوحنا کے مکاشفہ میں نہ تو کچھ بڑھانا چاہیئے۔ اور نہ کم کرنا چاہیئے۔ اُن آیتوں کی پروٹسٹنٹ تفسیر مضحکہ خیز ہے۔ اس کے مطابق انسان خیال کر سکتا ہے۔ کہ موسیٰ نے اُن نبیوں اور رسولوں کو جنہوں نے پرانے اور نئے عہدنامہ کی کتابیں لکھیں تقصیروار ٹھہرایا ہے اور کہ مقدس یوحنا خود تقصیروار ٹھہرا ہے۔ کیونکہ اس نے علاوہ مکاشفہ کے اپنی انجیل اور تین خطوط بھی لکھے۔

س۔ کیا مسیح نہیں کہتا ہے۔ کہ "تم کس واسطے اپنی روائیت کے سبب خدا کا حکم ٹال دیتے ہو" (متی ۱۵: ۳) اور "تم خدا کا حکم چھوڑ کر آدمیوں کی روائیت جیسے تھالیوں اور پیالوں کا دھونا مانتے ہو" (مرقس ۷: ۸)

ج۔ کاتھولک کلیسیا بھی کہتی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص آدمیوں کی روایت لے کر خدا کے حکم کو توڑے تو اس پر لعنت ہے۔ ہمارا خداوند مذکورہ بالا آیتوں میں فریسیوں کی ان روایات کو رد کرتا ہے۔ جو یا تو کلامِ خدا کے یا سچی خدا ترسی کے خلاف ہیں۔ مگر کاتھولک کلیسیا کی روایت آدمیوں کی روایت نہیں۔ بلکہ وہ کلامِ خدا کی اور یسوع مسیح اور اس کے رسولوں کی زبانی تعلیم کی روایت ہے۔ جس کی بابت مقدس پولوس فرماتا ہے۔ کہ "اے بھائیو۔ ثابت قدم رہو۔ اور اُن روایتوں کو جن کو تم نے کلام یا ہمارے خط سے سیکھا تھامے رہو۔" (۲ تسلونیقیون کو ۲:۱۴)

س۔ اُن اعتراضات کا جو روایتوں کے خلاف کئے جاتے ہیں۔ سب سے مؤثر اور قطعی جواب کیا ہے؟

ج۔ روایتوں کے خلاف اعتراضات کا بہترین جواب خود پروٹسٹنٹوں کے اعمال اور ان کی تعلیم ہے۔ پروٹسٹنٹوں کا طریقہ بیہودہ ہے۔ اور غیر ممکن بھی ہے۔ عملاً پروٹسٹنٹ بھی تقریباً کاتھولک اشخاص کی طرح روایت کو مانتے ہیں۔ مثلاً کس[1] نے ان کو بتایا کہ نئے عہد نامہ کے زمانہ میں بجائے سنیچر کے اتوار کو مقدس ماننا چاہیئے۔ کس[2] نے ان کو بتایا کہ مسیح کے ان الفاظ کے خلاف "جو ایمان لاتا اور بپتسمہ پاتا ہے نجات پائے گا۔" (مرقس ۱۶:۱۹) چھوٹے بچوں کو بپتسمہ دیا جاتا ہے۔ کیونکہ چھوٹے بچے ایمان نہیں لا سکتے۔ کس[3] نے ان کو بتایا کہ یروشلم کی مجلس کا صریح قانون کہ "تم لہو اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں کے کھانے سے پرہیز کرو۔" (اعمال ۱۵:۲۹) آج کل نہیں ماننا چاہیئے۔ کس[4] نے ان کو بتایا کہ پاک نوشتوں کی کتابیں کلامِ خدا ہیں۔ کس[5] نے ان کو بتایا کہ مسیح کے ان الفاظ کے خلاف "اگر تم ابنِ آدم کا گوشت نہ کھاؤ۔ اور اس کا لہو نہ پیو۔ تو تم میں زندگی نہیں ہوگی۔" (یوحنا ۶:۵۴) بچوں کو اقدس یوخرسٹ نہیں دینا چاہیئے؟

سوم۔ روایت کے مختلف ذریعوں کا بیان!

س۔ رسولی روایتیں ہم کو کن کن مختلف طریقوں اور وسائل سے دستیاب ہوتی ہیں؟

ج۔ دو مختلف طریقوں اور دو مختلف ذریعوں سے۔ ان کو ہم تحریری اور غیر تحریری روایت کہہ سکتے ہیں؛

س:۔ تحریری روائتیں کہاں ملتی ہیں؟

ج:۔ تحریری روائتیں ان تمام کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ جو مسیحی مذہب کی پہلی صدیوں میں بنائی گئی تھیں۔ اور نیز اُن کتابوں میں ملتی ہیں۔ جو بدعتی یا بت پرست مُصنّفوں نے تصنیف کی ہیں جو کسی نہ کسی طریقہ سے اُس وقت کی کلیسیا کے ایمان کی بابت شہادت دیتی ہیں۔

س۔ تحریری روائت کے بڑے وسائل کون سے ہیں؟

ج۔ تحریری روائت کے بڑے وسائل حسب ذیل ہیں:۔

اوّل:۔ مشرقی اور مغربی کلیسیاؤں کی عبادت کے قاعدے کی کتابیں یعنی لطوریہ جات جو لاطینی۔ یونانی۔ شامی اور روسی زبانوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ اور یہ سب اس امر کو ثابت کرتی ہیں۔

دُوم:۔ رسُولی بزرگ۔ کلیسیا کے علماء اور دیگر علمائے دین الٰہی۔ واعظوں اور مذہبی بحث کرنے والے کی تصانیف سے جن میں انہوں نے کوئی امر فروگذاشت نہیں کیا۔ اور تمام غلطیوں کا جواب دیا ہے۔

سوُم۔ شہیدوں کے کارنامجات جن میں مسیح کے پکے گواہوں کا ایمان گویا اُن کے خون سے لکھا ہُوا ہے۔

چہارم:۔ کلیسیا کی تاریخ اور بیشمار جنگ جو اُسے تاریکی کے فرزندوں کے خلاف کرنے پڑے۔ تاکہ اُس مقدس ایمان میں جو کلیسیا کے سپرد کیا گیا تھا کسی قسم کی کدورت اور آلائش کی آمیزش نہ ہونے پائے۔

س۔ مگر بدعتی اور بت پرست مُصنّفوں کی کتابیں الٰہی روائت کے ساتھ کیا تعلق رکھ سکتی ہیں؟

ج:۔ میں نے بدعتی اور بُت پرست مُصنّفوں کی تصانیف کا بھی اُوپر ذکر کیا ہے۔ کیونکہ بدعتیوں کا انکار اور اقرار اور بُت پرستوں کی بدگوئیاں اُن کے ہمعصر مسیحیوں کے ایمان کی شاہد ہیں۔ مثلاً پہلی تین صدیوں کے بُت پرست مورخ عموماً مسیحیوں پر یہ تہمت لگاتے تھے۔ کہ مسیحی لوگ اپنی الٰہی پرستش کے وقت ایک نئے پیدا ہُوئے بچہ کو مار دیتے ہیں۔ اور اس کا گوشت کھا جاتے ہیں۔ اور خون پی لیتے ہیں۔ اس سے بہتر ہم کو اور کیا شہادت مل سکتی ہے۔ کہ ابتدائی صدیوں کے مسیحی اقدس یوخرسٹ میں مسیح کی حقیقی موجودگی کو مانا کرتے تھے۔

س :۔غیر تحریری روایت سے تمہاری کیا مُراد ہے؟

ج :۔ غیر تحریری روائیت سے میری مراد وہ قوانین اور ریت و رسوم ہیں۔ جو ہر زمانہ اور ہر ملک کے مسیحیوں میں جاری اور مروّج رہے ہیں۔ اور جن کا سراغ رسولوں کے زمانہ تک لگایا جا سکتا ہے۔ اور نیز میری مُراد اُن عمارات۔ تصویرات۔ نقاشیوں۔ سکوں اور گذشتہ زمانے کے کتبوں وغیرہ سے ہے۔ جو کسی نہ کسی طور سے ہمارے آباؤ اجداد کے ایمان کو ظاہر کرتے ہیں۔

س ۔ غیر تحریری روائیت کی بڑی یادگاریں کون سی ہیں؟

ج ۔ قوانین اور ریت و رسوم میں سے جو تمام مسیحیوں میں عام ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔ مثلاً صلیب کا نشان کرنا۔ چالیس دن کے روزے۔ اور چار دل موسم میں روزہ رکھنا۔ اور جمعہ وغیرہ کے دنوں میں گوشت سے پرہیز کرنا۔

پھر رُوم کے تہ خانے (کٹا کمبس) تمام مسیحی پرانے گرجے خاص طور پر ہمارے آباؤ اجداد کے ایمان کو ظاہر کرتے ہیں۔

س ۔ اس غیر تحریری روائیت کے مفید ہونے کی چند مثالیں دو؟

ج :۔ رُوم کے تہ خانوں میں ہم کو حسب ذیل یادگار دستیاب ہوتی ہیں۔

اوّل :۔ پتھر کی قربان گاہیں۔ جن پر شہیدوں کے تبرک جڑے ہوئے تھے۔ تاکہ اس پر ماس کی قربانی چڑھائی جائے۔

دُوم۔ یسُوع مسیح اور اس کی مبارک ماں اور اس کے رسولوں وغیرہ کی کندہ تصویریں اور سنگ تراشیاں۔

سوم :۔ شہیدوں کی قبریں۔ جن پر یہ الفاظ کندہ تھے۔ "خداوند میں زندگی بسر کرو۔ اور ہمارے لئے دُعا مانگو۔ سلامتی سے رہو۔ اور ہمارے لئے دُعا کرو۔" اور دیگر کتبے ایسے ہی معنوں میں لکھے ہوئے ملتے ہیں۔

چہارم۔ اسی طرح کتبے۔ تمغے اور سکّے جو مقدس پطرس کی سرداری اور اعراف کے اعتقاد اور ہمارے لئے مقدسوں کی شفاعت کو ظاہر کرتے ہیں۔ دستیاب ہوئے ہیں۔ حال ہی میں خاص قسم کی کرسیاں دریافت ہوئی ہیں۔ جو تہ خانوں کی پتھر کی دیواروں میں کندہ ہیں۔ جن کو

استعمال پہلے پہل تو معلوم نہ ہوا۔ مگر جب اُن کو بڑے غور سے مشاہدہ کیا گیا۔ تو کاتھولک اور پروٹسٹنٹ ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے اعترافی کرسی (کان فش نیلس) بتایا۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ یہ کرسیاں کسی اور دیگر مطلب کے لئے کام میں نہیں لائی جا سکتی تھیں۔

یہ تمام یادگاریں بلاشک و شبہ دوسری یا تیسری صدی کی ہیں۔ وُہ اس کلیسیا سے متعلق ہیں جن کو پروٹسٹنٹ لوگ خالص قدیمی کلیسیا کہتے ہیں۔ پھر اس پرانے بہتان کی نسبت کیا کہنا چاہئیے۔ کہ پاپائے اعظم کی رُوحانی سرداری۔ پاک تصویروں اور مجسموں کی عزت کرنا۔ مقدسوں سے مناجات اور گناہوں کا اعتراف کرنا شیطانی کام ہیں۔ اور یہ سب کسی گمنام پہلے پریسٹ نے روپے اکٹھے کرنے کی خاطر تاریک زمانہ میں بڑی چالاکی سے جاری کر دیئے۔

رُوما کے تہ خانوں میں ہمارے پاس پتھر پر کندہ روایت و ابتدائی شہادت ہے۔ جو ظاہر کرتی ہے۔ کہ شہید لوگ بھی وہی صداقتیں مانا کرتے تھے۔ جن کو آج کل ہم مانتے ہیں۔ کون کہیگا کہ تہ خانے قدیمی شہیدوں کے ایمان کی ایک سچّی شہادت نہیں؟ اگر کلیسیا کے بزرگ مقدس مسیحی اور علمائے دینِ الٰہی قدیمی مسیحیوں کے خالص ایمان اور روائیتوں کو قلمبند نہ کرتے۔ تو تہ خانوں کی تصویریں اور کندہ پتھری قدیمی مسیحیوں کے خالص ایمان کو صاف صاف طور سے ظاہر کر دیتے (اگر یہ چپ چاپ رہیں تو پتھر چلائیں گے) لوقا ۱۹: ۴۰

س - جو کچھ اس باب اور گذشتہ باب میں لکھا گیا ہے۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ پاک نوشتہ۔ کلیسیا کی تاریخ۔ عام عقل اور ہر ایک معقول دلیل یہ ثابت کرتی ہے۔ کہ صحیح قاعدۂ ایمان صرف کاتھولک قاعدۂ ایمان ہے یعنی خدا کا مکمل کلام جو پاک نوشتہ اور روائیت سے ہم کو ملتا ہے۔ اور مسیح کی لاخطا کلیسیا اس کے سچے معنی بتاتی ہے۔ اور وہ مسیح کی کلیسیا کا سچا قاعدۂ ایمان ہے۔ اس سے انکار کرنا گویا سورج کی روشنی سے انکار کرنا ہے۔ اور خدا کو جھٹلانے کی کوشش کرنا ہے۔

پانچواں باب

کلیسیا کا سردار

اوّل۔ یسوع مسیح نے مُقدّس پطرس کو اپنی کلیسیا کا سردار مُقرر کیا

س۔ کلیسیا کا سب سے بڑا سردار کون ہے؟

ج۔ یسوع مسیح کلیسیا کا حقیقی سردار ہے۔ جو خود غیر مرئی ہے۔ لیکن آسمان سے غیر مرئی طور پر اپنی کلیسیا کی گلہ بانی کرتا ہے۔

س۔ کیا یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا پر گلہ بانی کرنے کی خاطر اس دُنیا میں کوئی اپنا قائم مقام مقرر کیا؟

ج۔ مسیح نے اس مطلب کے لئے مقدس پطرس اور اس کے جانشینوں کو جیسے کہ پاک نوشتہ کی بہت سی آیتوں سے ظاہر ہے۔ "تو یونس کا بیٹا شمعون ہے۔ تو کیفا کہلائیگا جس کا ترجمہ پطرس یا پتھر ہے۔" (یُوحنا ۱: ۴۲) "میں تجھ سے کہتا ہُوں کہ تو پطرس ہے۔ اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ اور دوزخ کے دروازے اس پر غالب نہ ہونگے۔ اور میں آسمان کی بادشاہت کی کُنجیاں تجھے دُوں گا۔ جو کچھ تو زمین پر بند کرے گا۔ آسمان پر بند ہوگا۔ اور جو کچھ تو زمین پر کھولیگا آسمان پر کُھلا ہوگا۔" (متی ۱۶: ۱۸ اور ۱۹) اپنا قائم مقام مقرر کیا۔

س۔ کیا وہی اختیار دوسرے رسولوں کو بھی نہیں دیا گیا تھا؟

ج۔ نہیں۔ بلکہ اس اختیار کا ایک حصہ دیا گیا تھا۔ صرف پطرس ہی وہ غیر متزلزل اور مستقل

پائدار چٹان بنایا گیا ہے۔ جس پر کلیسیا قائم کی گئی۔ صرف پطرس ہی کو آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں دی گئیں۔ مگر بند کرنے اور کھولنے کا اختیار بارہ رسولوں کو بھی عطا کیا گیا۔ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے آسمان پر باندھا جائے گا۔ اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے۔ آسمان پر کھلا ہوگا" (متی ۱۸:۱۸) یہ آیت پہلی آیت کے خلاف ہونے کے بجائے اس کو مکمل کرتی ہے۔ اور وہ دونوں آیتیں باہم مل کر ہم کو صریح طور سے بتاتی ہیں۔ کہ کس طرح سے یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا کو قائم کیا دوسری آیت ثابت کرتی ہے۔ کہ صرف ایک ہی پاسٹر نہیں بلکہ پاسٹروں کی جماعت ہے۔ اور پہلی آیت یہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ اس جماعت کا ایک سردار بھی ہے۔ اور صرف ایک بنیادی پتھر ہے۔ یعنی مقدس پطرس جس کو آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں خاص طور پر عطا کی گئیں۔

س:۔ مسیح نے مقدس پطرس سے کیا کہا؟

ج:۔ "میں نے تیرے لئے دعا مانگی کہ تیرا ایمان کم نہ ہو۔ اور جب تو پھرے۔ تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا" (لوقا ۲۲:۳۲) پس پطرس اکیلا ہی ہے۔ کہ جس کا ایمان کم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اسی سبب سے اس نے اپنے بھائیوں کو مستحکم کرنا ہے۔ لیکن اگر پطرس دوسرے رسولوں کا سردار نہ ہوتا۔ تو وہ انکو ایمان میں مستحکم کیونکر کر سکتا؟ یہ الفاظ "جب تو پھرے" اس گناہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جو گناہ پطرس نے تین بار اپنے خداوند کی صحبت کے وقت انکار کرنے سے کیا تھا (لوقا ۲۲:۶۱) اور جس گناہ کی بابت پطرس سخت نادم ہوا۔ یسوع مسیح نے اپنے جی اٹھنے کے بعد اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے کہ میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دوں گا۔ اور پطرس کو اپنے قصور پر توبہ کرنے کا موقع دینے کے لئے تین بار پوچھا کہ "اے یوحنا کے بیٹے شمعون کیا تو مجھے ان سے زیادہ پیار کرتا ہے" اس پر پطرس نے جواب دیا کہ "ہاں اے خداوند تو خود جانتا ہے۔ کہ میں تجھے پیار کرتا ہوں" پھر یسوع نے اس کو تین بار فرمایا کہ "تو میرے برّے چرا۔ تو میری بھیڑیں چرا" (یوحنا ۲۱:۱۵ اور ۱۷) یعنی پیشتر اس کے کہ یسوع مسیح آسمان پر صعود کرے۔ اس نے اپنے کل گلہ کو ایک ہی بڑے چرواہے کے سپرد کر دیا۔

س:۔ کیا تم اس بات کو ثابت کر سکتے ہو کہ کنجیاں دینے اور بھیڑوں کو چرانے کا کام صریحاً اعلیٰ و حاکمانہ اختیار کو ظاہر کرتا ہے؟

ج - ہاں - اور واقعی اس کے یہی سچے معنی ہیں - پاک نوشتہ کی بہت سی آیتوں سے ظاہر ہے کہ کنجیوں کا اشارہ خود مسیح کے اختیار کو بتانے کے لئے مستعمل ہُوا ہے - "وہ جو مقدس اور سچا ہے - اور داؤد کی کنجی رکھتا ہے - وہ جو کھولتا اور کوئی بند نہیں کرتا - وہ جو بند کرتا ہے - اور کوئی نہیں کھولتا" (مکاشفہ ۳: ۷) خداوند نے داؤد کو فرمایا ہے "تو میرے اسرائیل کے لوگوں کو چرائے گا - اور تو اسرائیل کا سردار ہوگا (۲ ملوک ۵: ۲) نیز مسیح کی نسبت حزقیل نبی کی مشہور و معروف نبوت ملاحظہ ہو (حزقی ایل ۳۴: ۲۳)

س - کیا مقدس پطرس کی رُوحانی سرداری کا تمہارے پاس کوئی اور انجیلی ثبوت ہے؟

ج - ہاں - پاک نوشتہ کی تین انجیلوں میں ہمارے پاس رسولوں کے ناموں کی فہرست ہے - متی ۱۰: ۲ - مرقس ۳: ۱۶ - لوقا ۶: ۱۴ - ان میں پطرس ہمیشہ پہلے آتا ہے - مقدس متی ۱۰: ۲ میں لکھا ہے کہ "پہلا شمعون جو پطرس کہلاتا ہے" یعنی مرتبہ میں پہلا - یہ قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ یہ پہلا مرتبہ پطرس کو اس وجہ سے ملا کہ وہ عمر میں سب سے بوڑھا تھا - یا اس وجہ سے کہ وہی سب سے پہلے مسیح کا شاگرد بنا - کیونکہ اندریاس اس کا بڑا بھائی تھا - اور پطرس سے پہلے اندریاس ہی مسیح کا شاگرد بنا - دیکھو یوحنا ۱: ۴۰ و ۴۱)

س - ہمارے خداوند کے صعود کے بعد کس نے کلیسیا میں بطور سردار کے کام کیا؟

ج - ہمیشہ اور ہر حالت میں پطرس نے بطور کلیسیا کے بڑے سردار کے کام کیا - ہمارے خداوند کے صعود کے بعد پطرس نے رسولوں کو جمع کیا - اور یہوداہ اسکریوطی کی جگہ ایک نیا رسول منتخب کرنے کے لئے میر مجلس ہوا (اعمال ۱: ۱۵)

پطرس ہی اُن رسولوں میں پہلا تھا جس نے یہودیوں کو وعظ سنایا - اور ان میں سے تین ہزار آدمیوں کو یسوع مسیح کی طرف پھیرا - اور مسیح کے وعدہ کو کہ "تو بنیاد یا پتھر ہوگا - جس پہ کلیسیا قائم رہے گی" پورا کیا - (اعمال ۲: ۱۴)

پطرس ہی پہلا رسول تھا جس نے لنگڑے آدمی پر عنیاس اور تابیتھا پر (اعمال ۳: ۲-۵ و ۹: ۳۴) اور بطور سزا کے حنانیا اور سفیرہ (اعمال ۵ باب) پر معجزے کئے - پطرس ہی پہلا رسول تھا جس نے یہ تعلیم دی - کہ غیر قومیں بھی یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ پائیں - اور کلیسیا میں شامل ہوں

اور یہ سچائی خود پطرس ہی نے خاص الہام سے سکھائی تھی (اعمال ۱۰باب)

س۔ کیا مقدس پطرس نے دیگر رسولوں کے درمیان کبھی بطور پردھان استاد کے کام کیا؟

ج:۔ ہاں اس نے کیا تھا۔ یروسلم کی پہلی مجلس میں اس نے فیصلہ کیا تھا کہ نو مرید کا ختنہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور جب بڑی بحث ہوئی پطرس نے کھڑا ہو کر اُن سے کہا۔ اے مرد بھائیو! تم جانتے ہو کہ اگلے دنوں میں خدا نے ہم میں سے مجھے چُنا۔ کہ غیر قومیں میرے منہ سے انجیل کی بات سُنیں۔ اور ایمان لائیں۔ تب ساری جماعت چپ رہی" (اعمال ۱۵: ۷تا ۱۲) اور یعقوب رسول بھی جو یروسلم کا بشپ تھا صرف پطرس کے فیصلہ کو۔ ا نے اور اس کو قبول کرنے کے لئے کھڑا ہوا (اعمال ۱۵: ۱۳تا ۲۲)

س۔ کیا دیگر واقعات سے بھی مقدس پطرس کی اعلےٰ روحانی سرداری ثابت ہوتی ہے؟

ج۔ ہم اعمال کی کتاب کے نویں باب میں پڑھتے ہیں۔ کہ پطرس سبھوں کا معاینہ کرنے کے لیے پھرتا رہا یعنی سارے ایمانداروں کے چلن کی دریافت اور نصیحت کرنے کی خاطر (اعمال ۹: ۳۲) جب پطرس قید خانہ میں ڈالا گیا۔ تو کل کلیسیا نے اس کے لئے دعا مانگی۔ ایسا کسی اور رسول کے لئے نہیں کیا گیا تھا (اعمال ۱۲: ۵) مقدس پولوس ارادۃً یروسلم کو مقدس پطرس سے ملنے کے لئے گیا تاکہ میری تعلیم بت پرستوں کے درمیان مقبول و منظور ہو۔ اور ایسا نہ ہو کہ میں بے فائدہ دوڑوں یا دوڑا ہوں" (گلاتی ۱: ۱۸، و گلاتی ۲: ۲)

س۔ تم ان تمام باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج:۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مقدس پطرس کی روحانی سرداری صاف طور پر پاک نوشتہ میں درج ہے۔ اور یہ کہ آخری عالمگیر کونسل نے ۱۸ جولائی ۱۸۷۰ء کو جو یہ فتوےٰ دیا۔ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے گا۔ کہ مقدس پطرس رسول کل رسولوں کا سردار اور کل دنیا کی کلیسیا کا دیدنی سردار مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ اور پھر یہ کہے کہ مقدس پطرس نے ہمارے خداوند یسوع مسیح سے محض عزت ہی عزت کی سرداری نہ کہ سچے حقیقی اختیار کی سرداری حاصل کی۔ اس پر لعنت ہو" درست تھا۔

دُوم ۔ پاپائے اعظم جو مقدّس پطرس کا جانشین ہے کلیسیا کا سردار ہے

س ۔ جب مقدس پطرس کی رُوحانی سرداری ایک بار قائم ہو چکی ۔ تو پھر کیا نتیجہ نکلتا ہے ؟

ج ۔ پہلے یہ کہ مقدس پطرس کے تمام جانشین ویسا ہی رتبہ اور استحقاق رکھتے ہیں ۔ کیونکہ مسیح نے پطرس کو روحانی سرداری صرف اُسی ہی کے فائدہ کے لئے نہیں دی ۔ بلکہ کل کلیسیا کے فائدہ کے واسطے دی یعنی کلیسیا کی وحدانیت قائم رکھنے کے لئے ۔ دُوم یہ کہ روحانی سرداری کا وہ طریق جو مسیح نے قائم کیا ہے ۔ صرف مقدس پطرس ہی کے جین حیات تک نہیں ۔ بلکہ دنیا کی آخر تک جاری رکھنے کے لئے قائم کیا یعنی کلیسیا نے دنیا کے آخر تک رہنا ہے ۔

س ۔ تم اس بات کو کیسے ثابت کرتے ہو ؟

ج ۔ یسوع مسیح کے مذکورہ بالا الفاظ صریحاً ظاہر کرتے ہیں ۔ کہ کلیسیا بمنزلہ عمارت کے ہے جسکا بنیادی پتھر پطرس ہے ۔ کلیسیا بمنزلہ ایک خاندان کے ہے جس کا بزرگ پطرس ہے ۔ کلیسیا بمنزلہ بھیڑ خانہ کے ہے جس کا چرواہا پطرس ہے ۔ کلیسیا بمنزلہ بادشاہت کے ہے ۔ جس بادشاہت کا سردار پطرس ہے ۔ کلیسیا بمنزلہ بدن ہے جس کا سر پطرس ہے ۔ مگر جب تک عمارت رہے گی ۔ تب تک بنیادی پتھر بھی قائم رہے گا ۔ جب تک بھیڑ خانہ رہے گا ۔ تب تک چرواہا بھی ہونا چاہیئے ۔ وغیرہ وغیرہ اس لئے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے ۔ کہ مقدس پطرس کا اختیار کلیسیا کی طرح دنیا کے آخر تک رہے گا

س ۔ لیکن کیا مقدس پولوس کے الفاظ کے مطابق (جن کا پروٹسٹنٹ لوگ اکثر حوالہ دیتے ہیں) کہ "سوا اُس نیو کے جو ڈالی گئی ہے ۔ کوئی دوسری نیو ڈال نہیں سکتا ۔ وہ یسوع مسیح ہے ۔" (۱ قرنتیوں ۱۱:۳) خود مسیح بنیادی پتھر نہیں ہے ؟

ج ۔ کس کیتھولک نے کبھی اس امر سے انکار کیا ہے ؟ بلا شک و شبہ یسوع مسیح بنیادی اور اصلی نیو ہے ۔ مگر مسیح نے ایک دوسری ماتحت نیو بھی ڈالی ہے ۔ جیسے کہ وہ کہتا ہے ۔ "کہ تو پتھر (پطرس) ہے ۔ اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا ۔" (متی ۱۶ : ۱۸) ۔ بلا شک یسوع مسیح نیک چرواہا ہے ۔ مگر اس نے دوسرا ماتحت چرواہا بھی مقرر کیا ہے ۔ وہ کہتا ہے ۔ میرے برّے چرا ۔

میری بھیڑیں چرا" (یوحنا ۲۱: ۱۵تا۱۷) بلاشبہ یسوع مسیح بدن کا سر ہے۔ جس بدن کے ہم اعضا ہیں مگر اس نے ایک دیدنی سر مقرر کیا ہے۔ جیسے کہ وہ فرماتا ہے "میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دوں گا۔" (متی ۱۶: ۱۹) تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کر" (لوقا ۲۲: ۳۲)

س۔ مقدس پطرس کے جانشین کون ہیں؟

ج۔ روما کے بشپ۔ جو دنیا کا دارالخلافہ کہلاتا تھا۔ اور جہاں مقدس پطرس نے اپنا صدر مقام بنایا۔ اور جہاں اپنے منجی کی طرح ۶۷ء میں شہنشاہ نیرو کے عہدِ حکومت میں صلیب پر اپنی جان دی۔

س۔ تم ان لوگوں کو کیا جواب دیتے ہو۔ جو کہتے ہیں۔ کہ مقدس پطرس کبھی روم میں نہیں رہا ہے؟

ج۔ ہم ان لوگوں سے حسب ذیل اہم سوالات پوچھتے ہیں:۔

اول:۔ اگر مقدس پطرس شہنشاہ نیرو کے زمانہ میں روما میں شہید نہیں ہوا۔ تو دنیا کے کس حصہ میں اور کب وہ مرا؟

دوم۔ اگر مقدس پطرس روما میں نہیں مرا۔ تو کس وقت اور کون سے ملک سے اس کی لاش روما میں لائی گئی۔ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ مقدس پطرس کی ارتھی (میت) روما میں ہے۔

سوم۔ اگر مقدس پطرس روما کا پہلا بشپ نہیں تھا۔ تو پھر کون تھا؟ اور بالآخر کیا ابتدائی کلیسیا کے بزرگ جو مقدس پطرس کے زمانہ کے قریب زندہ تھے۔ پروٹسٹنٹوں کی بہ نسبت جو پندرہ سو سال بعد آئے۔ اس بات سے بہتر واقف نہ تھے۔ کہ مقدس پطرس نے اپنا صدر مقام کہاں بنایا؟

س۔ کیا کلیسیائی بزرگ کہتے ہیں۔ کہ مقدس پطرس نے اپنا صدر مقام روما میں قائم کیا؟

ج۔ اس حقیقت کی بابت وہ سب متفق الرائے ہیں۔ ہم چند نظیریں پیش کرتے ہیں:۔

مثلاً پہلی صدی میں کلیمنٹ اپنے خط میں جو اس نے کرنتھیوں کو لکھا۔ اس امر کا ذکر کرتا ہے۔ اور مقدس اگناشیئس انطاکیہ کے بشپ نے اپنے خط رومیوں کے نام میں اس بات کا ذکر کیا ہے۔ دوسری صدی میں مقدس آیرنیوس کی شہادت ہے۔ تیسری صدی میں سکندریہ

کے کلیمنٹ مقدس سائیفرن اور دیگر اشخاص کی شہادتیں موجود ہیں۔ آپ یہ سب شہادتیں پروٹسٹنٹ
on the succession of the first
بشپ ڈاکٹر پیرسن کی کتاب موسومہ (
Roman bishops) یعنی روما کے پہلے بشپ صاحبان کے جانشین" باب ۲، صفحہ ۳۲ میں پڑھ
سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں جتنے کلیسیائی بزرگوں نے روما کے بشپوں کی سلسلہ وار فہرست دی ہے اس میں مقدس پطرس کا نام سب سے اوّل درج کیا ہے۔ مقدس آگسٹین۔ مقدس اوپٹاٹس۔ مقدس ایرنیوس۔ طرطولین۔ مقدس لیو وغیرہ وغیرہ بھی شہادت دیتے ہیں۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور قوی دلیل بھی ہے؟

ج۔ ہاں۔ ہر زمانہ اور ہر ایک ملک کے کل مسیحی اس کو مانتے آئے ہیں۔ کیونکہ وہ اس وجہ سے پاپائے اعظم کے مطیع رہے ہیں۔ کہ وہ مقدس پطرس کا قائم مقام ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر ہمارے پاس چودھویں صدی کے سارے بدعتیوں کی شہادت ہے۔ اگر اس حقیقت کی بابت کچھ شک ہوتا کہ مقدس پطرس روما میں نہیں رہا۔ اور نہ وہ وہاں مرا۔ تو ان بدعتیوں کے بے شمار فرقے۔ جو ہمیشہ روما کے سردار بشپ کے مخالف رہے ہیں۔ بڑی جرأت اور دلیری سے یہ حجت پیش کرتے۔ علاوہ اس کے قسطنطنیہ کے رافضی (سچیس تیس) بشپ جنہوں نے پانسو برس سے زیادہ عرصہ تک ہر ممکن ذرائع سے روما کے سردار بشپ کی بیخ کنی کی کوشش کی، ضرور اس دلیل کو استعمال کرتے۔ لیکن یہ حقیقت کہ مقدس پطرس روما میں رہا۔ اور اس شہر میں شہید ہوا۔ ایسی صریح اور ایسی قوی طور سے ثابت ہے۔ کہ چودھویں صدی تک کسی شخص کو اس کے انکار کرنے کی جرأت تک نہ ہوئی۔ پہلا شخص جس نے یہ کہا۔ کہ مقدس پطرس کبھی روما میں نہیں رہا۔ اور نہ وہاں شہید ہوا بدعتی مارسیلیس پتاونس (Marsilius Patavinus) تھا۔

س۔ کیا مقدس پطرس کا پہلا خط بابل سے نہیں لکھا گیا تھا؟

ج۔ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے۔ کہ نیا عہدنامہ روما کو تشبیہی طور پر بابل کہتا ہے۔ کیونکہ بت پرست روما یعنی شہر روما مسیحی ہونے سے پہلے مثل قدیمی بابل کے دنیا کی بت پرستی کی ماں تھا۔ مکاشفہ میں مقدس یوحنا بھی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ اور پروٹسٹنٹ لوگ اس سے کوبلی

واقف ہیں۔ کیونکہ مقدس یوحنا کی وہ تمام تصنیف جو اس نے اس تشبیہی بابل کے خلاف کیں۔ مسیحی روما سے منسوب کرتے ہیں۔

س۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج:۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مقدس پطرس نے بے شک اپنا صدر مقام روما میں قائم کیا۔ اور وہاں ہی شہید ہوا۔ اور اس لئے پاپائے اعظم جو مقدس پطرس کا جانشین ہے۔ اس کی مانند کلیسیا کا دینی سر ہے۔ اسی سبب سے کاتھولک کلیسیا کو رومی کلیسیا بھی کہتے ہیں۔

س:۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہتے۔ کہ پاپائے اعظم کا روحانی اختیار چوتھی یا پانچویں صدی سے پہلے قائم نہیں ہوا تھا؟

ج۔ اُن کو جانے دو۔ وہ اندھے ہیں۔ اور اندھوں کو راہ دکھلانے والے ہیں۔" متی ۱۵: ۱۴ کیا چوتھی یا پانچویں صدی میں یسوع مسیح نے مقدس پطرس کو رسولوں کا سردار قائم کیا تھا۔ کیا چوتھی یا پانچویں صدی میں مسیح نے مقدس پطرس کو فرمایا تھا۔ کہ اپنے بھائیوں کو مضبوط کر۔ تو پتھر ہے جس پر میں اپنی کلیسیا بناؤنگا۔ میرے برّے چرا۔ میری بھیڑیں چرا۔ وغیرہ؟ اگر مسیحی تاریخ کی پہلی یادگاروں سے کوئی بات صریحاً قائم ہوئی ہے۔ تو وہ یہی حقیقت ہے۔ کہ مقدس پطرس کا روحانی اختیار ابتدائی صدیوں میں بھی ویسا تھا جیسا کہ اب ہے۔

س۔ تم اس بات کو کیسے ثابت کرتے ہو؟

ج۔ ابتدائی صدیوں میں کرنتھ کے مسیحیوں کے درمیان ایک مذہبی جھگڑا ہوا۔ کرنتھیوں نے فوراً مقدس کلیمنٹ پوپ کو جو روما کے صدر مقام پر مقدس پطرس کا تیسرا جانشین تھا۔ لکھا۔ اور پاپائے اعظم نے اس معاملہ کو طے کر دیا۔ گو اس وقت مقدس یوحنا رسول زندہ تھا۔ اور ایشیا کی جماعتوں کی گلہ بانی کرتا تھا۔ کرنتھیوں نے مقدس پطرس کے جانشین سے کیوں مرافعہ کیا۔ اور مقدس یوحنا سے کیوں نہ کیا؟ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اہل کرنتھ خوب جانتے تھے۔ کہ یسوع مسیح نے مقدس پطرس اور اس کے جانشینوں کو۔ نہ کہ مقدس یوحنا اور دیگر رسولوں کو کلیسیا کا سردار مقرر کیا ہے۔

س۔ کیا اس امر کو ثابت کرنے کے لئے اور مشہور تاریخی واقعات بھی ہیں؟

ج - ہاں۔ بہت ہیں۔ مثلاً تیسری صدی میں مقدس اسٹیفن (پاپائے اعظم) نے کارتھج کے بشپ مقدس سائیفرن کے فیصلہ کو رد کر دیا تھا۔ اور مقدس سائیفرن اور افریقہ کے تمام بشپوں نے فوراً سرِ تسلیم خم کر کے اطاعت قبول کی۔ اگر مقدس پطرس کی روحانی سرداری کے بارہ میں کوئی شک ہوتا تو مقدس اسٹیفن پاپائے اعظم کیوں مداخلت کرتا۔ اور کیوں افریقہ کے بشپوں نے اسی سے مرافعہ کیا؟ چوتھی صدی کے شروع میں کیا پاپائے اعظم بذریعہ اپنے ایلچیوں کے نکایا کی عام مجلس کا جس میں ۳۱۸ بشپ شامل تھے۔ صدر نشین نہیں بنا تھا؟ کیا کلیسڈون اور افسس کی عالمگیر مجلس نے یہ بنیادی سچائی قائم نہیں کی۔ کہ مقدس پطرس اپنے جانشینوں میں زندہ ہے۔ اور ان کے ذریعہ انصاف اور فیصلہ کرتا ہے؟ کیا دوسری اور تیسری صدیوں کے تمام بزرگ خصوصاً مقدس آریونس طرطولین اور مقدس سائیفرن وغیرہ نے یہ تعلیم نہیں دی۔ کہ بدعتیوں کو سچے مسیحیوں سے پہچاننے کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ وہ مقدس پطرس کے جانشینوں کو مانتے ہیں یا نہیں؟ ہم بآنگ دُہل پروٹسٹنٹوں کو اس بات کا چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ پہلی چار صدیوں کے درمیان ایک بزرگ کا ہی حوالہ دیں۔ جو پاپائے اعظم کے سوا (جو کہ مقدس پطرس کا جانشین ہے) کسی اور کی روحانی سرداری کا دعویدار ہو۔

س - تم ان امور سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج - ہم ان امور سے حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں:-

اوّل:- یہ کہ پاپائے اعظم مقدس پطرس کی مانند مسیحی کلیسیا کا بنیادی پتھر ہے۔

دوم:- کہ پاپائے اعظم سچے بھیڑ خانہ کا صادق چرواہا ہے۔

سوم:- یہ کہ صرف پاپائے اعظم ایسا شخص ہے۔ جو آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں رکھتا ہے

چہارم:- کہ جو اشخاص پاپائے اعظم کے اختیار کو نہیں مانتے۔ وہ اس بے بنیاد گھر کے اندر رہتے ہیں۔ جو جلد گر جائے گا۔

پنجم:- کہ جو لوگ۔ پاپائے اعظم کی روحانی سرداری کو نہیں مانتے۔ وہ گمراہ اور بھٹکی ہوئی بھیڑوں کی طرح بلا چرواہے کے ہیں۔ جو کہ بہت خونخوار بھیڑیوں کا شکار ہو جائیں گے۔

وٹیکن کی عالمگیر کونسل کہتی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس بات کا انکار کرے۔ کہ مبارک پطرس عالمگیر کلیسیا کی روحانی سرداری میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کی مرضی سے جانشینوں کا مسلسل سلسلہ نہیں

رکھتا۔ یا کہ روما کا پاپائے اعظم اس رُوحانی سرداری پر مقدس پطرس کا جانشین نہیں ہے۔ اس شخص پر لعنت ہو دفرسٹ ووگما۔ کونسٹ آن دی چرچ آف کرائسٹ سی ۲ب

First Dogm. Const. on the Church of Christ c. 2

سوم۔ مقدس پاپائے اعظم کی رُوحانی سرداری کے اختیار اور خاصیّت کا بیان

س۔ لفظ پوپ کے کیا معنی ہیں؟

ج۔ لفظ "پوپ" کے معنی باپ کے ہیں۔ کیونکہ پاپائے اعظم بہ حیثیت مقدس پطرس کے جانشین ہونے کے کُل سچے مسیحیوں کا باپ ہے۔ مگر پاپائے اعظم خود اپنے آپ کو خادمانِ خدا کا خادم کہتا ہے

س۔ پاپائے اعظم کیا اختیار رکھتا ہے؟

ج۔ وہ عالمگیر کلیسیا پر رُوحانی سرداری اور اس کا انتظام کرنے اور اس کو چرانے کا پورا پورا اختیار رکھتا ہے۔ اس لئے پاپائے اعظم کُل کلیسیا کے چرواہوں اور لوگوں پر یعنی تمام بشپوں پر فرداً فرداً یا بہ حیثیت مجموعی۔ اور ہر ایک خاص کلیسیا پر اور بشپوں کے علاقوں پر براہِ راست رُوحانی سرداری رکھتا ہے۔ پاپائے اعظم کی یہ سرداری بشپوں کے اختیار کو تقویت اور سہارا دیتی ہے۔

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اس الٰہی سرداری سے تین نتائج نکلتے ہیں:۔

اوّل:۔ کہ روما کا بشپ کُل کلیسیائے جامع کا ایک بڑا منصف ہے۔ جس کے فیصلہ اور فتوے کی کوئی اپیل نہیں۔

دوم:۔ یہ کہ رُوئے زمین پر کوئی بادشاہ یا حاکم اس الٰہی سرداری میں مداخلت نہیں کر سکتا۔

سوم:۔ یہ کہ یہ اعلےٰ رُوحانی اختیار ریاستوں یا حکومتوں کی طرح منقسم نہیں ہے۔ بلکہ مقدس پطرس کے جانشینوں میں کامل اور پُورے طور پر موجود ہے۔

س۔ کیا کُل مسیحیوں کو پاپائے اعظم کی اطاعت کرنی لازمی ہے؟

ج۔ ہاں سب مسیحی جو دنیا میں ہیں۔ خواہ وہ بشپ اور پادری ہوں۔ یا محض مومن۔ ایمان اور

اخلاق کے معاملات میں اور اُن تمام معاملات میں بھی جو کلیسیا کے انتظام اور سرداری سے متعلق ہیں۔ روما کے پاپائے اعظم کی اطاعت کرنے کے پابند ہیں۔

س۔ جو لوگ پاپائے اعظم کی اطاعت سے منکر ہیں۔ وہ کیا کہلاتے ہیں؟

ج ۱۔ وہ سِسمٹکس (Schismatics) یعنی رخنہ ڈالنے والے۔ مفترق کہلاتے ہیں۔ (لفظ سکسما یونانی ہے۔ جس کے معنے شگاف یا رخنہ کے ہیں) کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو کلیسیا کی وحدانیت سے الگ اور جدا کر دیا ہے۔

س۔ ہیریٹکس اور سسمٹک یعنی بدعتی اور رافضی میں کیا فرق ہے؟

ج۔ رافضی وہ اشخاص ہیں۔ جو تمام کاتھولک سچائیاں تو مانتے ہیں۔ مگر پاپائے اعظم اور جائز چرواہوں کی اطاعت سے منکر ہونے کے باعث اپنے آپ کو کلیسیا سے علیحدہ کرتے ہیں۔ برعکس ان کے بدعتی وہ ہیں۔ جو علاوہ جائز چرواہوں کی اطاعت کا انکار کرنے کے بعض الہامی سچائیوں سے منکر ہوتے اور غلط مسائل کو مانتے ہیں۔

س۔ کیا یہ بات بالکل ضروری ہے۔ کہ تمام مسیحی جماعتیں روما کی گدی کے ساتھ شراکت رکھیں؟

ج ۱۔ ہاں۔ جیسے کہ یسوع مسیح کے اس حکم سے ظاہر ہے۔ جو اس نے پطرس کو دیا۔ کہ "تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کر"۔ اور یہی حال کلیسیا کے شروع سے ہوتا چلا آیا ہے۔ دوسری صدی میں مقدس آئرنیوس بیان کرتا ہے۔ کہ رومی کلیسیا سب سے افضل ہے۔ کل دیگر کلیسیاؤں کو اس کے ساتھ شراکت رکھنا ضروری ہے (مقدس آئرنیوس جلد ۳ بدعتیوں کے خلاف باب ۳)

تیسری صدی میں مقدس سائفرن کہتا ہے۔ کہ "خدا ایک ہے۔ مسیح ایک۔ کلیسیا ایک۔ اور مقدس پطرس کی گدی ایک ہے۔ اس کو خود مسیح کے الفاظ نے مقرر کیا ہے" (مقدس سائفرن جلد ا خط ۰)

پانچویں صدی کے شروع میں مقدس جیروم پاپائے اعظم دماسُس کو لکھتا ہے۔ "میں آپ کی گدی سے جو مقدس پطرس کی گدی ہے۔ وابستہ ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کلیسیا اسی چٹان پر بنی ہوئی ہے"۔ اور پھر وہ کہتا ہے۔ کہ "جو شخص اس کشتی میں پناہ نہ لے گا۔ طوفان میں غرق ہو جائے گا۔ جو شخص آپ کے ساتھ نہیں ہے۔ وہ یسوع مسیح کے خلاف ہے۔ جو آپ کے ساتھ جمع نہیں کرتا بکھیرتا ہے"۔

س۔ پاپائے اعظم کی روحانی سرداری کی ماہیت کی بابت کاتھولک ایمان کیا ہے؟

ج۔ پاپائے اعظم کی رُوحانی سرداری کی ماہیت اس اصول میں پائی جاتی ہے۔ کہ جہاں پطرس ہو۔ وہاں کلیسیا ہے۔" اور اس بنیادی سچائی کو واٹیکنس کی عالمگیر کونسل حسب ذیل الفاظ میں یوں بیان کرتی ہے۔ "اگر کوئی شخص یہ کہے کہ روما کے پاپائے اعظم کا کام معائنہ کرنا اور ہدایت کرنا ہی ہے اور وہ عالمگیر کلیسیا پر نگہبانی کا اعلےٰ اور کامل اختیار نہ صرف ایمان اور اخلاقی معاملات میں بلکہ اُن تمام معاملات میں بھی جو تمام دنیا کی کلیسیا کے انتظام اور سرداری کے ساتھ متعلق ہیں نہیں رکھتا یا اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ روما کا پاپائے اعظم ضروری امور میں تو اختیار رکھتا ہے۔ لیکن اعلےٰ اختیار بصورت کُلّی نہیں رکھتا۔ یا جو اختیار پاپائے اعظم رکھتا ہے۔ عام اور لابدّی نہیں ہے۔ اور فرداً فرداً ہر جماعت پر کلیسیائے جامع پر اور ہر پاسٹر اور کُل پاسٹروں اور مومنین پر نہیں ہے۔ تو ایسے شخص پر لعنت ہو۔" (مسیحی کلیسیا کے ابتدائی اصول باب ۳)

چہارم۔ پوپ صاحب کی بے خطائی

س۔ ویٹیکن کونسل کا آخری اور نہایت مشہور فتوےٰ ۱۸۷۰ء میں کیا دیا گیا تھا؟

ج ۱۔ یہ فتوےٰ دیا گیا تھا۔ کہ "اس روایت کو جو مسیحی کلیسیا میں ابتدا ہی سے چلی آتی ہے پکڑے رکھ کر ہم دیانتداری سے اپنے نجات دینے والے خدا کے جلال اور کاتھولک ایمان کی سرفرازی اور مسیحی قوم کی بہبودی کے لئے تعلیم دیتے اور فیصلہ کرتے ہیں۔ اور اس سے پاک مجلس بھی متفق ہے۔ کہ یہ ایک الٰہی منکشف شدہ مسئلہ ہے۔ کہ جب روما کا پاپائے اعظم ایکس کتھیڈرا تعلیم دیتا ہے۔ یعنی بہ حیثیت چرواہے اور تمام مسیحیوں کے ہادی الدین کے اُس اعلےٰ رسولی اختیار سے سکھاتا ہے۔ اور ایمان اور اخلاق کی بابت کسی مسئلہ کا فیصلہ کرتا ہے۔ تاکہ اُسے عالمگیر کلیسیا مانے۔ تو اس الٰہی مدد سے جو اُسے مقدس پطرس میں وعدہ کی گئی تھی۔ اسے وہ بے خطائی ملتی ہے۔ جو الٰہی منجی کی مرضی تھی۔ کہ اس کی کلیسیا میں ایمان و اخلاق کی تعریف کرتے وقت ہو۔ پس روما کے پوپ کی ایسی تشریح اور تعریف بذات خود ناقابلِ اصلاح ہوتی ہے۔

نہ کلیسیا کی نارضامندی سے۔ لیکن خدانخواستہ اگر کوئی ہماری اس تشریح کے برخلاف کہے۔ تو اس پر لعنت ہو۔" (مسیحی کلیسیا کے ایمان کا پہلا اصول باب ۴)

First Dogm. Const. on the Church of Christ)

س۔ پاپائے اعظم انکیس کتھیڈرا فیصلہ کب کرتا ہے؟

ج۔ پاپائے اعظم کا فیصلہ انکیس کتھیڈرا تب ہی ہوتا ہے۔ جب کہ وہ تمام مسیحیوں کے چرواہے اور ہادی الدین کی حیثیت میں کسی ایمان اور اخلاق کے بارہ میں فتوے دیتا ہے۔ جب پاپائے اعظم بطور پرائیویٹ شخص یا پرائیویٹ عالم شخص کے یا مقامی لقب کے یا دنیوی شہزادہ کے کچھ کہے۔ تو وہ خطاکار ہو سکتا ہے صرف ایک ہی حیثیت میں وہ غلطی سے مبرا ہوتا ہے۔ یعنی جب کہ وہ تمام کلیسیا کا اُستاد ہو کر کل کلیسیا کو ایمان اور اخلاق کے معاملات میں کوئی تعلیم دیتا ہے۔

س۔ بے خطائی کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

ج۔ کلیسیا کی بے خطائی اوّل تو خدا کے مکمل مکاشفہ شدہ کلام میں ہے۔ اور اشارۃً وہ بے خطائی اُن تمام سچائیوں میں ہی ہے۔ جو گو منکشف نہیں ہوئی ہیں۔ تاہم کلام خدا کے ساتھ وابستہ ہیں۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ویٹیکنس کی عالمگیر مجلس ہی نے پاپائے اعظم کو منزہ عن الخطا بنایا؟

ج۔ نہیں۔ جس نے پاپائے اعظم کو منزہ عن الخطا بنایا۔ وہ خداوند یسوع ہے۔ اُس نے مقدس پطرس سے کہا۔ کہ تو پطرس ہے۔ اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤنگا۔ اور دوزخ کے دروازے اُس پر فتح نہ پائیں گے۔" (متی ۱۸:۱۶) اور پھر یسوع مسیح مقدس پطرس سے کہتا ہے۔ کہ میں نے تیرے لئے دُعا مانگی کہ تیرا ایمان کم نہ ہو۔ کہ جب تو پھرے گا۔ تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کر۔" (لوقا ۲۲: ۳۲)

منزہ عن الخطا ہونے کی تعلیم جیسے اس کی تعریف و تشریح پہلے کلیسیا میں بطور مسئلہ ایمان مانی جاتی تھی۔ ویسی ہی تعریف و تشریح بعد میں بھی مقدس گدی ہمیشہ سکھاتی رہی۔ اور تمام مسیحی اُسے تسلیم کرتے رہے۔ کلیسیا کے طرز عمل کی عالم گیر کونسلیں اور خاص کر وہ کونسلیں جن میں مشرق و مغرب کے مومن شریک تھے۔ مثلاً قسطنطنیہ کی چوتھی مجلس اور لائینز کی دوسری کونسل اور فلورنس کی کونسل نے اسے تسلیم کیا۔ اس تعریف و تشریح نے اسی تعلیم میں کچھ ایزادی نہ کی۔ لیکن صرف یہ کہا۔ کہ یہ مسئلہ خدا

کی طرف سے کشف شدہ ہے

س۔ مسیح نے اپنے قائم مقام کو ایسی مراعات کیوں عطا کیں؟

ج۔ کل مسیحیوں کے فائدے کے لئے پاپائے اعظم اس لئے لاخطا ہے۔ کہ ہم بھی لاخطا ایمان رکھیں اُسے بخشش ملی ہوئی ہے۔ کہ دھوکہ نہ دے۔ تاکہ ہم جو روشنی کے فرزند ہیں۔ دھوکہ نہ کھائیں۔ اگر پوپ صاحب منزہ عن الخطا نہ ہوتے۔ تو کلیسیا مدت سے معدوم ہو جاتی۔ یا پروٹسٹنٹ مذہب کی مانند متضاد غلطیوں کا گویا بابل کا برج بن جاتی۔

س۔ جب تم پاپائے اعظم کو لاخطا کہتے ہو۔ تو کیا اس بے خطائی سے تمہاری یہ مراد ہے۔ کہ پاپائے اعظم اپنی مرضی سے ایمان کے نئے مسئلے یا عقیدے بنا سکتا ہے؟

ج۔ بالکل نہیں۔ پاپائے اعظم صرف کشف شدہ سچائیوں کی تشریح کر سکتا ہے۔ اور سنداً فیصلہ کر کے بتا سکتا ہے۔ کہ کشف شدہ سچائی کس امر میں ہے۔ اور کس میں نہیں۔ اور یہ کہ فلاں اصول الہام کے مطابق ہے۔ اور فلاں غیر مطابق۔ اور فلاں بنیادی سچائی ہے۔ اور فلاں نہیں ہے۔ کیوں کہ واٹیکنس کی عالمگیر کونسل بیان کرتی ہے۔ کہ "روح القدس نے مقدس پطرس کے جانشینوں سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا۔ کہ وہ الہام سے۔ نئے مسئلے معلوم کر کے ظاہر کریں۔ بلکہ روح القدس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ تم میری مدد سے ایمان کے اُس الہام کو جو رسولوں کے زمانہ سے تم کو پہنچا ہے۔ وفاداری سے محفوظ رکھو۔ اور ایمانداری سے اس کی تشریح کرو۔" (فرسٹ ڈوگما آن دی چرچ آف کرائیسٹ باب ۴)

س۔ لیکن کیا پوپ صاحبان یا اُن کے قائم مقاموں اور عالمگیر کونسلوں نے وقتاً فوقتاً نئے مسئلے نہیں نکالے؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ کیتھولک کلیسیا آج بھی وہی مانتی ہے۔ جو وہ رسولوں کے زمانہ میں مانا کرتی تھی۔ نہ کم نہ زیادہ۔ کیتھولک کلیسیا فطرتی اور فوق الفطرتی سچائیوں کی تمام الٰہی روایات کو محفوظ رکھتی ہے۔ اور تعلیم دیتی ہے۔ اور اس کی تبلیغ کرتی ہے۔ لیکن جب ضرورت ہو۔ تو اُن سچائیوں کی جو غلطی کی وجہ سے تاریک ہو گئیں۔ یا بدعت کے باعث لوگ اُن سے منکر ہو گئے تفسیر و تشریح کر دیتی ہے۔ یہ اعلیٰ اختیار کیتھولک کلیسیا نے شروع سے استعمال کیا ہے۔ صرف چند مثالیں اس باب میں کافی

ہوں گی۔ مثلاً۔

• کلمۂ خدا اور خدا باپ کا ہم ذات ہونا (کونسٹانٹی آبلیٹی) ۳۲۵ء میں اس کی تشریح کی گئی۔ یسوع مسیح میں ایک ہی شخص کی وحدانیت اور دو ذاتوں کا ہونا ۴۳۱ء میں ظاہر کیا گیا۔ خدا کے بیٹے میں جو کلمہ مجتمع ہے۔ اس میں دو مرضیوں کا ہونا ۶۸۱ء میں ظاہر کیا گیا تھا۔ وغیرہ۔

س۔ کیا خود پروٹسٹنٹ اس اختیار کو تسلیم نہیں کرتے؟

ج۔ قیاسی طور پر وہ انکار کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ خداوند نے وعدہ کیا تھا۔ کہ "میں دنیا کے آخر تک ہر روز اپنی کلیسیا کے ساتھ رہوں گا"۔ تو وہ اُسے جھٹلاتے ہیں۔ اور گویا یہ کہتے ہیں۔ کہ مسیح کی موجودگی اور رُوح القدس کا سکھانا افسس میں آخری رسول مقدس یوحنا کی وفات پر ختم ہو چکا ہے۔ اور گویا وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ پہلی صدی کے بعد مسیح اپنی کلیسیا کے ساتھ موجود نہیں رہا۔ پھر بھی پروٹسٹنٹوں میں سے وہ اشخاص جو ابھی تک مسیح پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہمارے ساتھ باپ اور بیٹے کی ہم ذاتی کو مانتے ہیں۔ اور بہت سی اور سچائیوں کو بھی جن کو کلیسیا نے اُن کی اصلاح سے پہلے بیان کر دیا تھا۔ مگر وہ ان سچائیوں سے جن کو اُسی کلیسیا نے اُن کی نقلی اصلاح کے بعد مشرح کیا انکار کرتے ہیں۔ گویا کہ ۱۵۲۵ء سے یسوع مسیح اپنی کلیسیا کے ساتھ نہیں رہا۔ اور رُوح القدس نے کلیسیا کے بشپوں کو نہیں سکھایا۔ حالانکہ مسیح نے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ "میں دنیا کے آخر ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہُوں"۔ (متی ۲۸: ۲۰)

س۔ واٹیکنس کی کونسل نے پوپ صاحب کے منزہ عن الخطا ہونے کے مسئلہ کی کیوں تشریح کی؟

ج:۔ اس وجہ سے کہ بے خطائی کا انکار دورِ حاضرہ میں نہایت خطرناک گمراہی تھی۔ اور اس نے پچھلے تین سو سالوں میں پوپ صاحبان کے اختیار کو کمزور کر دیا تھا۔ اور حال میں بھی بعض مسیحی کافی فرماں برداری سے اُن کے فیصلوں کو نہیں مانتے تھے۔ اور پوپ صاحبان کی بے خطائی قطعی طور پر بیان نہیں کی گئی تھی۔ غلطی کی رُوح نے (شیطان نے) حتی الوسع اس سچائی کے فتوے کو روکنا چاہا۔ مگر خدا کی رُوح نے اس کے اِن ارادوں کو پست کر دیا۔ اور واٹیکنس کی کونسل نے یہ فتوے دیا۔ کہ یہ خدا کا کشف شدہ مسئلہ ہے۔ پاپائے اعظم اعلےٰ اسقُوف ہے۔ اور کلیسیا جامع کا لاخطا رُوحانی استاد ہے۔ اس لئے خدا نے ایسا کیا کہ اس کی کلیسیا میں ایمان۔ سچائی انتظام اور تادیب

کی وحدت قائم رہے۔ بارشیں آئیں۔ مینہ برسے۔ تیز ہوائیں چلیں اور کلیسیا سے ٹکرائیں۔ مگر وہ نہیں گر سکتی۔ کیونکہ وہ پطرس یا چٹان پر بنائی گئی ہے۔

پنجم۔ پوپ صاحب کے دنیوی اختیارات

س ۔ کیا پوپ صاحب کے کوئی دنیوی اختیارات بھی ہیں؟

ج ۔ وہ روما کا بشپ ہے۔ اور اس وجہ سے کل کاتھولک کلیسیا کا سردار ہے۔ اس کے علاوہ پوپ صاحب روما اور اس کے ارد گرد کے اضلاع کا بادشاہ بھی ہے۔ اس مُلک کو عموماً مقدس پطرس کی وراثت یا کلیسیا کی ریاست بھی کہتے ہیں۔

س ۔ مسیح کے جانشین کے ہاتھ یہ دنیوی حکومت کہاں سے آگئی؟

ج ۔ یہ خدا کی خاص تجویز اور پروردگاری سے ہُوا۔ مغرب میں جب رُومی سلطنت کا ۴۷۶ء میں زوال ہُوا۔ تو اطالیہ کے وسطی ملک کے لئے جو برائے نام رادینا کی سلطنتِ عظیم کہلاتا تھا، دراصل روما کے پاپائے اعظم کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ جو اُس کو محفوظ رکھے۔ اور حکومتی اختیار میں اس کا مُمِد ہو۔ آٹھویں صدی کے آخر میں فرانسیسی شہنشاہ شارلیمین نے اٹلی کو فتح کر لیا۔ اور رومن سلطنت صاف طور سے پطرس کی گدّی کو بخش دی۔ اور اس عطیّہ کو ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک مسیحی مومن تسلیم کرتے رہے۔ اور اس کے لئے دُعائے خیر کرتے رہے۔

س ۔ کیا یہ دُنیوی حکومت پوپ صاحب کی رُوحانی فضیلت کے لئے لازمی تھی؟

ج ۔ اعلےٰ اختیار کے آزادانہ استعمال کے لئے یہ ضروری ہے۔ گو یہ استعمال اعلےٰ اختیار کا لازمی جزو نہیں ہے۔ کلیسیا کا سردار خواہ کسی جگہ بھی رہے۔ خواہ رُوما میں رہے۔ خواہ جلاوطن رہے۔ خواہ اسیر ہو۔ خواہ آزاد رہے۔ ہمیشہ مقدس پطرس کا جانشین ہوگا۔ اختیار کے لحاظ سے اعلےٰ اور ایمان کے لحاظ سے لاخطا ہوگا۔

س ۔ کیا تم دُنیوی حکومت کی ضرورت ثابت کر سکتے ہیں؟

ج ۔ روما کے پوپ صاحب نے ایک قوم کے مومنوں پر ہی نہیں بلکہ کل قوموں کے مومنین پر

حکومت کرنی ہے۔ ایک مُلک کے باشندوں پر نہیں۔ بلکہ کُل ممالک کے باشندگان پر۔ پس وہ کسی دُنیوی شہزادہ کے ماتحت نہیں رہ سکتا۔ لازمی ہے۔ کہ وہ آزاد اور خود مختار ہو۔ تاکہ جبر سے اس کا منہ بند نہ ہو سکے۔ اور ناجائز پولیٹیکل اثرات سے اس کے اعمال پر کسی قسم کی بندش نہ ہو۔ اور اس کے بلا رُو و رعایت طریقوں پر کبھی شُبہ تک نہ ہو۔ مثلاً کس طرح ممکن ہے۔ کہ جنگ کے دوران میں اگر وہ کسی غیر ملک کے بادشاہ یا شہنشاہ کے اختیار کے تحت ہو۔ تو پاسٹران اور عوام الناس اس کے پاس آئیں اس سے صلاح مشورہ لیں۔ صلح کے ایام میں بھی کون قیاس کر سکتا ہے۔ کہ وہ کسی مقامی پارلیمنٹ کے زیرِ اثر رہ کر عالمگیر کلیسیا کی بھیڑوں اور بروں کو بخوبی چرا لے۔ یا کسی ریاست کے وزیروں سے اجازت حاصل کرے۔ تاکہ آسمان کی بادشاہت کی کنجیوں کا استعمال کر سکے۔

س۔ لیکن کیا آج کل وہ دُنیوی اختیار پورے طور پر ضبط نہیں ہو گیا؟

ج۔ کلیسیا کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اختیار ضبط ہو گیا ہے۔ اور گذشتہ زمانہ میں بارہ بار فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ ۴۵ پوپ صاحبان یا تو روما سے نکالے گئے یا انہوں نے کبھی روما میں قدم تک نہیں دھرا۔ نو دفعہ اس شہر پر غاصبانہ طور پر قبضہ کر لیا گیا۔ سات بار شہر لُوٹ لیا گیا۔ چونکہ یہ مقدس پطرس کی وراثت تھی اس لئے ایسا قبضہ اور غارتگری ہر صدی میں جبر سے ہوئی۔ اٹلی کے بادشاہ نے کلیسیا کی ریاست قابو میں کر لی تھی۔ اور پوپ صاحب کو وٹیکن میں گویا قید کر دیا تھا۔ لیکن بہت شکر گذاری کا باعث ہے۔ کہ مسولینی نے حال میں اس ریاست کا کچھ حصّہ پوپ صاحب کو واپس کر دیا ہے۔ اور صلح کر لی ہے۔

س۔ کیا ممکن نہیں۔ کہ کبھی نہ کبھی پوپ ایسی زبردستی پر راضی ہو جائے؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ پوپ پائیس نہم نے کئی بار کہا۔ کہ میرا فرض ہے۔ کہ میں مقدس گدی کی دُنیوی ریاست اختیارات اور جائداد کی پوری طرح حفاظت کروں۔ کیونکہ یہ میری جائداد نہیں۔ بلکہ کُل دنیا کے کیتھولک اصحاب کی ملکیت ہے۔ میں جان دے دُونگا۔ لیکن خدا عالمگیر کلیسیا اور انصاف کے کاموں کو نہ چھوڑیگا بادشاہ اس دنیوی اختیار کو توڑنے کے خیال میں لگے ہیں۔ لیکن جو سچ ہے۔ وہ سچ ہے۔ دنیا کی حکومتیں فرداً فرداً یا بہ حیثیت المجموع مسیح کے قائم مقام کو اپنی رعیت کا فرد بنانے کی کوشش میں ہزار لگی رہیں۔ مگر پوپ صاحب کسی کی رعیت کا فرد نہ بنے گا۔ بے خطا کلیسیا کا لاخطا سردار انسانی بادشاہت

سے نہیں ڈرتا۔

س۔ پروٹیسٹنٹ کا غضب کب ہٹے گا؟

ج۔ مشہور کارڈینل آرچ بشپ آف ویسٹ منسٹر کے الفاظ یہاں درج کرتے ہیں۔ "ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ کلیسیا کے سوائے کوئی چیز دائمی طور پر قائم نہیں رہے گی۔ اور انصاف کبھی ختم نہیں ہوتا دُزدی کے ساتھ تباہی کا بیج رہتا ہے۔ اس قسم کی ڈاکہ زنی کی مدت طویل اور دراز نہیں ہو سکتی ہمیں یہ پتہ نہیں۔ کہ کب اور کس طرح سزا ملے گی لیکن ملے گی ضرور۔ اس امر میں شبہ نہیں۔ کہ جن قوموں نے مسیح کے قائم مقام کو تخت سے اُتارنے کی کوشش کی۔ وہ ضرور مار کھائیں گے۔ خواہ ایک دوسرے سے مار کیوں نہ کھائیں جن لوگوں نے اس گناہ میں خاص بڑا حصّہ لیا ہے۔ وہ سب سے زیادہ مار کھائیں گے۔ کس شخص نے پوپ صاحب سے لڑائی کی اور اقبالمند ہُوا؟ بادشاہ اُسے قید کر کے لے گئے۔ شہزادگان نے اُسے پکڑوایا لیکن ایک ایک کر کے وہ سب نابود ہو گئے۔ اور وہ اب تک جیتا جاگتا حکومت کرتا ہے۔ ان کا انجام ایسا افسوسناک ہُوا ہے۔ کہ لوگوں کو اس سے سبق اور عبرت مل سکتی۔ تاہم بادشاہ اور شہزادے سبق اور عبرت نہیں حاصل کرتے۔ وہ چٹان سے لڑتے ہیں۔ اور ہلاک ہوتے ہیں۔ دنیا ان کی تباہی دیکھتی ہے۔ لیکن وجہ معلوم نہیں کرتی لیکن مومنین ان کی تباہی کو جنہوں نے مسیح کے قائم مقام پر ہاتھ ڈالے۔ دیکھ دیکھ کر مزمور نویس کے الفاظ کو کہ "تم میرے مسیح پر ہاتھ نہ ڈالو" نیز ہمارے خداوند کے ان الفاظ کو کہ جو اس پتھر پر گرے گا۔ ٹوٹ جائے گا" اور جس پر یہ پتھر گرے گا۔ اس کو چکنا چور کر دے گا" یاد کرتے ہیں"

ششم۔ جو پروٹسٹنٹ پاپائے اعظم کو جھوٹا مسیح کہتے ہیں۔ وہ صریحاً پاک نوشتوں کے خلاف کہتے ہیں۔

س۔ کیا کوئی ایسا مسئلہ بھی ہے۔ جس پر سب فرقوں کے پروٹسٹنٹ متفق ہوں؟

ج۔ ہاں ہے۔ پاپائے اعظم سے نفرت کرنا۔ ان کی مذمت کرنا۔ اور ہر طرح سے اس کو بُرا کہنا تمام پروٹسٹنٹ فرقوں کے درمیان خواہ اُن فرقوں کے اصول ایک دوسرے کی ضد کیوں نہ ہوں

ایک عام بات ہے۔ صرف اسی اصول میں کل پروٹسٹنٹ متحد ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ پاپائے اعظم کی روحانی سرداری کاتھولک کلیسیا کا بنیادی اصول ہے۔ اور اس کو حتی الوسع مسمار کرنے کے لئے انہوں نے پوپ صاحبان پر عیب لگانے کے لئے کل تاریخ کو ڈھونڈ مارا ہے۔ کہ کس کس پوپ نے کون کون سا قصور کیا ہے۔ پھر انہوں نے اُن کے قصوروں کو پہاڑ بنا کر دکھایا۔ اور بات کا بتنگڑا بنا دیا۔ اور اُن بالکل معمولی قصوروں کو پوپ صاحبان کے گناہوں کے نام سے نامزد کیا ہے۔ اور اس کو وہ کاتھولک مذہب کے خلاف بطور پکے ثبوت کے پیش کرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح کے تمام وعدے جو اس نے مقدس پطرس سے کئے تھے ناکام رہے۔

س۔ لیکن بفرضِ محال یہ بالکل سچ بھی ہو۔ کہ بعض پوپ صاحبان گنہگار تھے۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ہمارا مذہب صحیح اور سچا نہیں ہے؟

ج۔ یہ نتیجہ کسی طور سے نکل نہیں سکتا۔ کیونکہ کاتھولک بخوبی جانتے ہیں۔ کہ پاپائے اعظم انسان ہیں۔ اور دوسرے آدمیوں کی طرح انسانی ذات کی تمام کمزوریوں اور نقصوں کے تابع ہیں لیکن جیسے کہ کسی بادشاہ کی ذاتی خوبیاں یا برائیاں اُس کے شاہی اختیار سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں۔ اسی طرح پوپ صاحبان کے اخلاق اس کی روحانی سرداری یا اختیار سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔

س۔ کیا واقعی بہت پوپ اپنے اعلےٰ عہدہ کے ناقابل ہوئے ہیں؟

ج۔ نہیں صرف چند پوپ اپنے عہدے کے ناقابل ہوئے ہیں۔ یعنی ۲۶۵ میں سے صرف چار یا پانچ پوپ کمزور ہوئے ہیں۔ لیکن دونوں کاتھولک اور پروٹسٹنٹ راست گو مؤرخ اس بات کو پورے طور سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ واقعی ایسا ہی ہے۔ اور آج کل بھی نیک اور فاضل پروٹسٹنٹ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ روما کے پوپ عموماً بڑے نیک اور پارسا ہوئے ہیں۔ مگر پروٹسٹنٹ مناد اور رسولوں کے لکھنے والے خصوصاً ہندوستان میں تاریخی سچی حقیقتوں کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے۔ وہ کہتے چلے جاتے ہیں۔ کہ تمام پوپ مع مقدس پطرس کے بد اور برے تھے۔ تاکہ وہ اوروں کو جھوٹا یقین دلائیں۔ کہ روما کا پوپ مسیح کا مخالف ہے۔

س۔ جھوٹے مسیح سے تمہاری کیا مراد ہے؟

ج۔ مقدس پولوس تسلونیقیوں کے دوسرے خط باب دوم میں ہم کو بتاتا ہے۔ کہ دنیا کے آخر

اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کے آنے سے پہلے وہ گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند خدا کی کلیسیا کو برباد کرنے کی خاطر نمودار ہوگا۔ وہ بڑے اختیار اور قدرت سے آئے گا۔ اور شیطان کے ذریعہ سے جھوٹے کرشمے اور جھوٹی کرامتیں دکھائے گا۔ وہ خدا کی ہیکل میں بیٹھے گا۔ اور اپنے آپ کو ظاہر کریگا کہ میں خدا ہوں۔ مگر بعدہٗ خداوند یسوع مسیح آکر اپنے جلال سے اس کو نیست و نابود کرے گا۔ اور اسے اپنے منہ کے دم سے ہلاک کرے گا۔ یہ شخص دجال یعنی مسیح کا مخالف یا جھوٹا مسیح کہلاتا ہے۔ اور بہت سے پروٹسٹنٹ کفر بکتے ہیں۔ کہ سوائے روما کے پوپ صاحبان کے جو مقدس پطرس سے لے کر موجودہ وقت تک چلے آتے ہیں۔ اور کوئی دجال نہیں۔

س۔ کیا اس جھوٹے اور باطل دعوے کا کہ پاپائے اعظم دجال ہے۔ پاک نوشتہ یا تاریخ میں کوئی ذکر ہے؟

ج۔ نہیں۔ یہ جھوٹا دعوےٰ پیشنگوئی کے بالکل خلاف ہے۔ اور پاک نوشتہ کی بہت سی آیتوں میں ایسے کفر کو نہایت خوبی سے رد کیا ہوا ہے۔ مثلاً مقدس متی کے چوبیسویں باب میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ جھوٹے مسیح کے آنے سے پہلے لڑائیاں، قحط، بھونچال، وبائیں، جھوٹے نبی۔ اور ہر طرح کی مصیبتیں جو کہ نہ کبھی ایسی ہوئیں اور نہ ہوں گی آئیں گی۔ مگر یہ عجیب و غریب باتیں ابھی تک نمودار نہیں ہوئی ہیں اس لئے دجال ابھی نہیں آیا ہے۔

اُسی باب میں (متی ۲۴ باب) یہ بھی درج ہے۔ کہ جھوٹے مسیح کے آنے سے پہلے تمام دنیا میں انجیل سنائی جائے گی۔ مگر انجیل ابھی تک تمام دُنیا میں سنائی نہیں گئی ہے۔ اس لئے جھوٹا مسیح ابھی تک نہیں آیا ہے۔ لہٰذا پوپ صاحب دجال نہیں ہو سکتا ہے۔

دانی ایل کے ساتویں باب اور مکاشفہ کے گیارھویں باب میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ آخری قیامت سے پہلے دجال کو صرف ساڑھے تین برس تک اختیار ہوگا۔ مگر روما کے پوپ صاحبان یسوع مسیح کے وقت سے روحانی سرداری کر رہے ہیں۔ اس لئے پاپائے اعظم وہ جھوٹا مسیح نہیں۔

پھر مکاشفہ کے گیارھویں باب میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ حنوک اور الیاس اُن ساڑھے تین برس میں جھوٹے مسیح کے خلاف وعظ کریں گے۔ مگر حنوک اور الیاس ابھی تک نہیں آئے۔ اس لئے ابھی تک دجال نمودار نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا پاپائے اعظم دجال نہیں۔

مکاشفہ کے تیرھویں باب میں یہ لکھا ہے۔ کہ دجّال اپنے تمام مریدوں کی پیشانی یا اُن کے دہنے ہاتھ پر نشان کرے گا۔ مگر پاپائے اعظم نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ پس وہ دجّال یا پاپائے اعظم نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی ذکر ہوا ہے۔ کہ اس کے سوا جس پر نشان یعنی اس حیوان کا نام یا اس کے نام کا عدد ہو اور کوئی خرید و فروخت نہ کر سکے گا۔ مگر کاتھولک اصحاب پر نہ تو یہ نشان ہے۔ نہ اُس کا نام۔ نہ اُس کے نام کا عدد ہے۔ اور نہ مقدّس پاپائے اعظم نے کبھی اُن کو خرید و فروخت سے منع کیا ہے۔ اس لیئے پاپائے اعظم دجّال نہیں۔

مکاشفہ کے گیارھویں باب میں اُن لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جو دجّال سے ہلاک ہوں گے۔ مقدس یوحنا کہتا ہے۔ کہ اُن کی لاشیں اس بڑے شہر کے بازار میں جہاں اُن کا خداوند بھی صلیب پر کھینچا گیا۔ پڑی رہیں گی۔ چونکہ خداوند یروشلم میں صلیب پر کھینچا گیا تھا۔ نہ کہ روما میں۔ اس لئے پاپائے اعظم جو روما میں ہے دجّال نہیں ہے۔

پھر مکاشفہ کے تیرھویں باب میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ دجّال خدا کی نسبت کفر بکنے کے لئے منہ کھولے گا۔ اور اس کے نام اور اس کے خیمہ اور اُن کی نسبت جو آسمان پر رہتے ہیں کفر بکے گا۔ مگر روما کے پوپ صاحبان نے خدا کے نام کو ہر ملک اور ہر زمانہ میں مُبارک اور عزّت دار کروایا ہے۔ انہی پوپ صاحبان کے وسیلہ سے وہ قومیں جواب پروٹسٹنٹ ہیں مسیحی ہوئیں۔ پوپ صاحبان بہشت میں رہنے والوں (یعنی فرشتوں اور مقدسّوں) کی عزّت اور بڑی تعظیم کرتے ہیں۔ اس لئے پوپ صاحب دجّال نہیں ہو سکتا ہے۔

الغرض پاک نوشتہ سے یہ ظاہر ہے۔ کہ دجّال پیدائش ہی سے یہودی ہوگا۔ اور یہودی اسکو مسیح موعود (جس کی نسبت نبیوں نے پیشینگوئیاں کی ہیں) خیال کریں گے۔ اور تمام ملکوں سے اس کی پیروی کرنے کے لئے یروشلم میں جمع ہوں گے۔ مگر کوئی پوپ صاحب ایسا نہیں ہوا ہے۔ جس کو یہودیوں نے مسیح موعود تسلیم کیا ہو۔ اور پاپائے اعظم کبھی یروشلم میں نہیں گیا۔ اس لئے پوپ صاحب دجّال نہیں ہو سکتا۔

آخر میں ہم اس حقیقت پر لحاظ کریں گے۔ کہ دجّال آسمان کے رہنے والوں یعنی فرشتوں

اور مقدسوں کی نسبت کفر بکیے گا۔ کیا پروٹسٹنٹ فرشتوں اور مقدسوں کی نسبت کفر نہیں بکتے ہیں؟ اور کاتھولک اصحاب پر جن کی فرشتوں اور مقدسوں کی عزت و تعظیم کرتے ہیں مضحکہ نہیں اڑاتے؟ اور اسی وجہ سے اُن کو بُت پرست نہیں کہتے؟ برعکس اس کے کیا کاتھولک اصحاب آسمان کے رہنے والوں یعنی فرشتوں اور مقدسوں کی عزت و تعظیم نہیں کرتے؟ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے۔ کہ اسی خصوصیت کی وجہ سے پروٹسٹنٹ اصحاب ہی مسیح کے مخالف یا دجال ہیں۔

تیسرا حصّہ

پہلا باب

مقدّسوں کی تعظیم اور اُن سے مناجات

اوّل۔ فرشتوں اور مقدّسوں کی تعظیم کی بابت کیتھولک تعلیم دراصل کیا ہے؟

س۔ کاتھولک مذہب کی بنیادی شریعت کیا ہے؟

ج۔ شریعت جو پہلے کوہ سینا پر علانیہ طور پر سکھائی گئی۔ اور پھر یسوع مسیح نے اس کو سکھایا۔ یہ ہے کہ تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے۔ سجدہ کر۔ اور صرف اس ہی کی بندگی کر۔" (لوقا ۴: ۸)

س۱۔ پھر خدا کو کون سی عزت دینی مناسب ہے؟

ج۔ وہ عزت جو خدا کے لئے مناسب ہے۔ وہ بڑی عزت اور پرستش ہے۔ جس کے ذریعہ ہم اس کو دنیا کا خالق مطلق۔ نیز اپنا خالق اور منجی اور اپنی زندگی کی علّت غائی سمجھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ اس پرستش کی اصلیت خدا کے ساتھ ہمارے قطعی تعلق کو تسلیم کرنا۔ اطاعت اور فرمانبرداری

کرنے میں ہے۔ چونکہ خدا تعالےٰ قادرِ مطلق۔ سب سے اعلےٰ اور دیگر تمام ہستیوں کا خالق ہے۔ اور تمام قدرتی اور الٰہی برکتوں اور نعمتوں کا اصلی ذریعہ ہے۔ اس لئے اس کی اعلےٰ عزت اور پرستش جو خدا کے لئے مناسب ہے۔ قربانی سے ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ قربانی قدرتاً خدا کے ساتھ تعلق رکھنے اور اس کی اطاعت کو ظاہر کرتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ کسی مخلوق کو قربانی چڑھانا خواہ وہ کتنا ہی بزرگ کیوں نہ ہو۔ بت پرستی ہوگی۔

س۔ یسوع مسیح کے لئے کون سی عزت مناسب ہے؟

ج۔ یسوع مسیح کے لئے وہ تعظیم ضروری ہے۔ جو صرف خدا کے لئے مناسب ہے۔ کیونکہ وہ حقیقی خدا اور حقیقی انسان ہے۔ اور یسوع مسیح میں دونوں ذاتیں ایک ہی الٰہی اقنوم میں جو خدا کے بیٹے کا وجود ہے متحد ہیں۔

س۔ اس اعلےٰ پرستش کا جو صرف خدا کے لئے واجب ہے۔ کیا نام ہے؟

ج۔ علم الٰہی کے جاننے والے اس پرستش کو جو صرف خدا کے لئے واجب ہے **لاٹریا** کہتے ہیں۔ اس بڑی عزت کو جو مبارک کنواری مریم کے لئے واجب ہے۔ **ہائی پرڈولیا** کہتے ہیں۔ اور اس عزت کو جو فرشتوں اور مقدسوں کے لئے واجب ہے۔ ڈولیا کہتے ہیں۔

یہ الفاظ یونانی ہیں۔

س۔ فرشتوں اور مقدسوں کے لئے کون سی عزت واجب ہے؟

ج۔ فرشتوں اور مقدسوں کے لئے وہ نسبتی عزت و تعظیم واجب ہے۔ جس کی وجہ سے ہم اُنہیں (جنکو یسوع مسیح نے اپنی بادشاہت کا ہم شریک اور اپنے جلال کا حصہ دار بنایا ہے) خدا کے دوست اور خادم تسلیم کرتے ہیں۔ وہ عزت و تعظیم جو ہم فرشتوں اور مقدسوں کو دیتے ہیں۔ اُس بڑی اور اعلےٰ پرستش سے جو خدا کے لئے واجب ہے۔ نہ صرف بہت کم بلکہ بالکل مختلف قسم کی ہے۔

س۔ اس فرق کو بیان کرو؟

ج۔ اوّل۔ جب ہم فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرتے ہیں۔ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ کہ ہم کسی طرح اُن پر حصر رکھتے ہیں۔ یا اُن کے تابع ہیں۔ کیونکہ بلحاظ مذہب کے ہم صرف خدا ہی پر حصر رکھتے ہیں۔ اور اس کے تابع ہیں۔ مبارک کنواری مریم اور سب مقدس اور فرشتے بھی خدا پر حصر

رکھتے ہیں۔ اور اس ہی کے تابع ہیں۔ تو خُداوند کو جو تیرا خدا ہے سجدہ کر۔ اور صرف اُس ہی کی بندگی کر (لوقا ۴: ۸) وہ عزت جو ہم فرشتوں اور مقدسوں کی کرتے ہیں۔ ایک پیار اور اُلفت کی عزت ہے۔ نہ کہ تابعداری کی عزت ہے۔ یہ عزت اس لئے ہے کہ وہ ہمارے ہم جنس تھے۔ گو ہم سے افضل تھے۔ "برادرانہ محبت سے آپس میں ایک دوسرے کو پیار کرو۔ عزت کی رُو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو" (رومیوں ۱۲: ۱۰)

پھر مقدس آگسٹین کہتا ہے۔ کہ ہم اُن کی محبت کی راہ سے عزت کرتے ہیں۔ نہ کہ غلامی کی وجہ سے

دُوم۔ ہم فرشتوں اور مقدسوں کی عزت خدا کی خاطر کرتے ہیں یعنی اس لئے کہ وہ خدا کے برگزیدہ دوست اور خادم ہیں۔ پس فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنا خدا ہی کی عزت کرنا ہے۔

سُوم۔ ہم کوئی قربانی مبارک کنواری مریم۔ فرشتوں اور مقدسوں کو نہیں چڑھاتے۔ مگر ہم ان کی یادگار اور شراکت میں خدا کو قربانی چڑھاتے ہیں یعنی ہم اُن سے مناجات کرتے ہیں۔ کہ وہ اس قربانی میں جو ہم خدا کو چڑھاتے ہیں۔ شریک ہوں۔

چہارم۔ اس تعظیم کے نام تک (جیسا کہ ہم نے اُوپر بیان کیا ہے) جو ہم خدا۔ مقدسوں اور فرشتوں کو دیتے ہیں۔ مختلف ہیں۔

س۔ کیا کاتھولک فرشتوں اور مقدسوں کی اس طور سے پرستش نہیں کرتے ہیں۔ جیسے کہ وہ خدا کی کرتے ہیں؟

ج۔ بالکل نہیں۔ ہم صرف خدا ہی کی پرستش کرتے ہیں۔ خدا نہ کرے۔ کہ ہم ایسے سخت گناہ کے تقصیروار ہوں۔ اور ہر ایک کی بالکل فرشتوں اور مقدسوں کی وُہی تعظیم کریں۔ جو صرف خدا تعالےٰ کے لئے واجب ہے۔ کاتھولک کلیسیا ہمیشہ اور ہر جگہ خدا کی پرستش اور مقدسوں کی عزت کا اصلی فرق اور نہایت بہت ہوشیاری سے اور صاف طور سے بیان کرتی ہے۔ اور یہ امر کل مسیحی تعلیموں کی مطبوعہ کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

س۔ پھر پروٹسٹنٹ لوگ اپنی تحریروں میں کیوں بار بار لکھتے ہیں۔ کہ کاتھولک لوگ مبارک کنواری مریم اور دوسرے مقدسوں کی پرستش کرتے ہیں؟

ج۔ یہ الزام بعض اوقات لاعلمی کی وجہ سے اور اکثر دیدہ دانستہ اور جان بوجھ کر کینہ کی وجہ سے

کاتھولک اصحاب پر لگایا جاتا ہے۔ جب پروٹسٹنٹ لوگ یہ الزام لاعلمی کے باعث کاتھولک لوگوں پر لگاتے ہیں۔ تب ہم کو اُن کے لئے دُعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا اُن کی آنکھیں کھولے۔ اور جب کینہ کی وجہ سے یہ الزام ہم پر لگایا جاتا ہے۔ تو ہم مسیح کے حسب ذیل الفاظ سے جواب دیں گے۔ کہ تم اپنے باپ شیطان سے ہو۔ اور چاہتے ہو کہ اپنے باپ شیطان کی خواہشوں کے موافق کرو۔ ...... جب وہ جھوٹ بولتا ہے۔ تو اپنے ہی سے بولتا ہے۔ کیونکہ وہ جھوٹا ہے۔ اور جھوٹ کا باپ ہے (یوحنا ۸: ۴۴) مگر ہم کو اس جگہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ گو پہلے پروٹسٹنٹوں کے تمام فرقے اس بات کو اپنا مسئلہ ایمان مانتے تھے۔ کہ کاتھولک مقدسوں اور فرشتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ جیسے خدا کی کرتے ہیں۔ مگر اب پروٹسٹنٹوں میں جو زیادہ فاضل اور خواندہ اشخاص ہیں۔ وہ اس بات کو نہ تسلیم کرتے۔ اور نہ مانتے۔

س ۔ کیا کاتھولک مبارک کنواری مریم یا فرشتوں اور مقدسوں کے لئے گرجے نہیں بناتے۔ اور قربان گاہیں تقدیس نہیں کرتے۔ اور اُن کو اس کی قربانی نہیں چڑھاتے؟

ج ۔ ہرگز نہیں۔ یہ کل باتیں حسد کی وجہ سے ہیں۔ اور بالکل جھوٹی ہیں۔ گرجے خدا ہی کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ اور خدا ہی کے لئے قربان گاہیں تقدیس کی جاتی ہیں۔ کیونکہ گرجے اور قربان گاہیں صرف قربانی کے لئے ہوتی ہیں۔ اور قربانی صرف خدا ہی کو چڑھائی جاتی ہے۔ گرجوں کو مقدسوں کا نام دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ صرف خدا کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ قربان گاہیں خدا کے لئے تقدیس کی جاتی ہیں۔ اور پاک قربانی مقدسوں کی شراکت اور اُن کی یادگار میں خدا کو چڑھائی جاتی ہے۔ اس امر کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ خود پروٹسٹنٹ یا کم از کم اُن میں سے جو زیادہ عالم و فاضل ہیں۔ گرجوں کو فرشتوں اور مقدسوں کا نام رکھ کر تعمیر کرتے ہیں۔

س ۔ کیا کاتھولک فرشتوں اور مقدسوں کی ویسی ظاہری پرستش نہیں کرتے ہیں۔ جیسی کہ وہ خدا کی کرتے ہیں؟

ج وہ اشخاص جو یہ مضحکہ انگیز حجت کرتے ہیں۔ اس امر کو فراموش کر دیتے ہیں۔ کہ عزت کے ظاہری افعال نیت سے دیکھے جاتے ہیں۔ مثلاً جب میں صلیب کے آگے اپنا سر ننگا کرتا ہوں۔ تو میرا فعل خدا کے مصلوب بیٹے کی پرستش کی نیت کو ظاہر کرتا ہے۔ جب میں کسی مقدس کی تصویر کے آگے اپنا سر ننگا کرتا ہوں۔ تو یہ میری مذہبی تعظیم کی نیت ہے۔ اور جب میں کسی آدمی کے آگے اپنا سر ننگا

کرتا ہوں۔ تو یہ تہذیب عامہ کی نیت ہے۔ اگر جھکنا ہی پوجا کی نیت ہے۔ تو جو لڑکا برکت حاصل کرنے کے لئے اپنے باپ کے سامنے جھکتا ہے۔ بت پرست ہوگا۔ پس انگلستان کے بڑے بڑے امیر جو خاص اوقات پر بادشاہ کے آگے جھکتے۔ اور گھٹنے بھی ٹیکتے ہیں۔ بت پرستوں کے زمرہ میں آگئے۔

س۔ کاتھولک مقدسوں کی عزت و تعظیم کیوں کرتے ہیں؟

ج۔ کیونکہ خود خدا نے اُن کو عزت دی ہے۔ اور ہمیشہ تک دے گا۔ خداوند یسوع مسیح کہتا ہے۔ کہ جہاں میں ہوں۔ وہاں میرا خادم بھی ہوگا۔ اور اگر کوئی میری خدمت کرے۔ تو میرا باپ اس کی عزت کریگا" (یوحنا ۱۲: ۲۶) جو غالب ہوتا ہے۔ میں اُسے اپنے تخت پر اپنے ساتھ بیٹھنے دونگا" (مکاشفہ ۳: ۲۱) "مبارک ہیں وہ نوکر جن کو خداوند آکے جاگتا پائے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ آپ کمر باندھ کر انکو کھانے کے لئے بٹھائے گا۔ اور پاس آکے ان کی خدمت کرے گا" (لوقا ۱۲: ۳۷) یہاں آخری فقرہ قابلِ غور ہے۔ کہ خود خدا مقدسوں کی عزت و تعظیم کرے گا۔ مقدسوں کے لئے اس سے بڑی عزت اور کیا ہو سکتی ہے؟ داؤد کہتا ہے۔ کہ اے خدا تیرے دوست میرے نزدیک بہت معظم ہیں" (مزمور ۱۳۸: ۷)

س۔ ان سب باتوں سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اِن سب باتوں سے حسب ذیل نتیجے نکلتے ہیں؟

(۱) یہ کہ مقدسوں کی عزت سے انکار کرنا۔ جیسا کہ ہم نے مندرجہ بالا آیتوں میں دیکھا ہے۔ خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔

(۲) یہ کہ مقدسوں کی عزت کا انکار یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ مقدس لوگ یسوع مسیح کی کلیسیا کے شریک نہیں۔

(۳) یہ کہ مقدسوں کی عزت کا انکار کرنا مقدسوں کی شراکت اور بہشت کے جلال کا انکار ہے

(۴) الغرض مقدسوں کی عزت نہ کرنا خود نجات سے بھی منکر ہونا ہے۔

س۔ کیا پرانے عہد نامہ کے ایام میں بھی فرشتوں اور مقدسوں کی عزت ہوتی تھی؟

ج۔ ہاں ہم پاک نوشتے میں پڑھتے ہیں۔ کہ ممرے کی وادی میں جب ابراہیم نے تین فرشتوں کو دیکھا۔ تو وہ اپنے خیمے کے دروازے سے اُن کے ملنے کو دوڑا۔ اور زمین تک اُن کے آگے جھکا"

(پیدائش ۱۸: ۲۰) لُوط دو فرشتوں کو سدوم میں آتے ہُوئے دیکھ کر اُن کے استقبال کے لئے گیا اور اپنا سر زمین تک جُھکایا۔" (پیدائش ۱۹: ۱) "یشوع فرشتوں کے آگے زمین پر اوندھا گرا۔ اور سجدہ کیا" (یشوع ۵: ۱۵) "جب الیاس شونمیہ کے مُردہ بچّہ کو زندہ کر چکا۔ تو وہ بیوہ آ کر اس کے قدموں پر گری اور اس نے زمین پر سجدہ کیا۔" (ملوک ۴: ۲۷) پرانے عہد نامہ کے بزرگ فرشتوں کو خدا کے دوست اور قاصد جان کر اُن کی عزّت کرتے تھے۔ شونمیہ نے الیاس کو مقدّس اور معجزہ کرنے والا جان کر اس کی عزّت کی اور اُس عزّت کرنے کے باعث اُن پر کبھی الزام نہیں لگایا گیا۔ ان تمام امور سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ فرشتوں اور مقدّسوں کی عزّت کرنا بالکل جائز ہے۔ اس وقت بھی جائز ہے۔ جب وہ مقدّس اس دُنیا میں زندہ اور جیتے جاگتے ہوں۔ مگر مقدّس جو بہشت میں اپنا اجر پا چکے ہیں۔ اور اور خدا کو رُو برو دیکھتے ہیں۔ اور بہت ہی زیادہ گرمجوشی سے اس کو پیار کرتے ہیں۔ وہ اب گناہ نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ راستی میں مستحکم ہیں۔ اور یسُوع مسیح کے جلال میں شریک ہیں۔ اور اس لئے بہ نسبت کسی زندہ شخص کے ہماری عزّت و تعظیم کے زیادہ لائق ہیں۔ اور ہو سکتے ہیں۔

س۔ لیکن کیا وہ عزّت جو فرشتوں اور مقدّسوں کو دی جاتی ہے۔ اس حکم کے خلاف نہیں ہے۔ کہ تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے۔ سجدہ کر۔ اور صرف اس ہی کی بندگی کر؟" (لوقا ۴: ۸)

ج۔ اگر ہم مقدّسوں کی اس طرح سے پُوجا کریں۔ جیسے خدا کی کرتے ہیں۔ تو یہ سخت بت پرستی ہو گی لیکن کوئی کاتھولک کبھی مقدّسوں کی وہ اعلےٰ پرستش نہیں کرتا۔ جو صرف خدا کے لئے موزوں ہے۔ فرشتوں اور مقدّسوں کے لئے وہی پرستش ممنوع ہے۔ جو صرف خدا کے لئے واجب ہے۔ جیسے ذیل کی آیت سے ظاہر ہے۔ "میرے آگے۔ تیرے لئے کوئی دُوسرا خدا نہ ہو۔" (استثناء ۱۵: ۷) فرض کرو کہ اگر کوئی بادشاہ یہ حکم دے۔ کہ کسی شخص کی سوائے میرے شاہانہ طور پر عزّت نہ کی جائے۔ تو کون شخص ایسا بے وقوف ہو گا۔ جو یہ قیاس کرے گا۔ کہ بادشاہ کے اس حکم دینے سے یہ مراد ہے۔ کہ کوئی آدمی میرے دوستوں اور حاکموں کی مناسب ادنےٰ درجہ کی بھی عزّت نہ کرے؟ اب یاد رکھو فرشتے اور مقدّس خدا کے دوست اور خادم ہیں۔ پاک نوشتوں سے ظاہر ہے۔ کیونکہ فرشتے سب خدمت گذار ہیں۔" (عبرانی ۱: ۱۴) "اور وہ جو غالب ہوتا ہے۔ اور میرے کاموں پر آخر تک عمل کرتا ہے میں اُسے غیر قوموں پر اختیار دُونگا۔ اور وہ ان پر حکومت کرے گا" (مکاشفہ ۲: ۲۶ و ۲۷)

س ۔ کیا ہم مکاشفہ میں (باب ۱۹۔ آیت ۱۰) یہ نہیں پڑھتے ہیں۔ کہ فرشتہ نے اس عزت کو قبول نہ کیا۔ جو کہ مقدس یوحنا اس کو دیتا تھا؟

ج ۔ یہ سچ ہے۔ لیکن جیسے عالم و فاضل پروٹسٹنٹ گروٹیس خود تسلیم کرتا ہے۔ کہ فرشتے کے اس حکم سے اس کی یہ مراد نہ تھی۔ کہ سوا خدا کے اور کسی کی عزت نہ کی جائے۔ ہم پیشتر پڑھ چکے ہیں۔ کہ فرشتوں نے ایسی عزت قبول کرنے سے انکار نہیں کیا تھا۔ جو ابراہیم۔ لوط۔ یشوع۔ اور طوبیاس وغیرہ نے کی تھی۔

دوم :۔ اگر فرشتوں کو عزت دینا بت پرستی میں داخل ہوتا۔ تو پھر پروٹسٹنٹوں کو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ مقدس یوحنا ایک بڑا بت پرست تھا۔ کیونکہ ہم مکاشفہ کے ۲۲ : ۸ میں پڑھتے ہیں۔ کہ وہ فرشتے کے پاؤں پر سجدہ کرنے کو گرا۔

س ۔ لیکن فرشتے کا انکار تم کس طرح سمجھا سکتے ہو؟

ج ۔ مقدس اگسٹینس کی یہ رائے ہے۔ کہ فرشتہ ایسے پُرجلال طریق سے نمودار ہوا۔ کہ مقدس یوحنا نے اس فرشتے کو مسیح سمجھا۔ اس لئے مقدس یوحنا کو اگر فرشتہ یہ کہہ کر کہ "میں مسیح کا ایک خادم ہوں" نہ روک دیتا۔ تو اس کو الٰہی عزت دیتا۔ مقدس گریگوریس خیال کرتا ہے۔ کہ جو عزت مقدس یوحنا نے فرشتوں کو دی تھی۔ وہ الٰہی عزت نہ تھی۔ لیکن مقدس یوحنا کے مرتبہ کے خیال سے کہ وہ رسول اور نبی اور شہید بھی تھا۔ فرشتے نے وہ عزت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

س ۔ کیا مقدس پولوس اور مقدس برناباس نے لسترا کے لوگوں کو نہیں کہا۔ کہ وہ ان کی عزت نہ کریں؟

ج ۔ ہاں۔ انہوں نے وہ عزت قبول کرنے سے انکار کیا۔ کیونکہ لسترا کے باشندوں نے پولوس کو ہرمیس کہا۔ اور برناباس کو زیوس۔ اور وہ ان کی پرستش بطور دیوتاؤں کے کرنا چاہتے تھے (اعمال ۱۴ : ۱۱ و ۱۷)

س ۔ کیا مقدس پطرس نے قرنیلیوس کی عزت کو قبول کرنے سے انکار نہیں کیا؟ (اعمال ۱۰ : ۲۶)

ج ۔ ہاں۔ فروتنی کے باعث انکار کیا۔ جیسے کہ تمام زندہ مقدسوں نے ایسی حالتوں میں انکار کیا ہے۔

س ۔ کیا مقدس پولوس ہم کو ان لوگوں سے آگاہ نہیں کرتا ہے۔ جو فرشتوں کی باطل پرستش کرتے

تھے؟ (کلسیوں ۱۱:۱۸)

ج ۔ مقدس پولوس اُن لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو فرشتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اور یسُوع مسیح سے منکر تھے۔ جیسے کہ اگلے لفظوں سے ظاہر ہے۔ "اور اس سر کو پکڑے نہیں رہتے"۔ (آیت ۱۹) بہت فیلسُوف جن کا ذکر مقدس پولوس (آیت ۸) کرتا ہے۔ سمجھتے تھے۔ کہ آدمی فرشتوں اور دیوتاؤں کے وسیلے سے ساری حکمت اور علم حاصل کرتے ہیں۔ اور کہ وہ خُدا اور دُنیا کے مابین اکیلے درمیانی ہیں۔ وہ فیلسُوف جھوٹی فروتنی سے ان کی پرستش کرتے تھے۔ گویا کہ آدمی اس لائق نہیں ہیں۔ کہ وہ خود خدا سے ہم کلام ہو سکیں۔ یا دُعا کریں۔ اُن فیلسُوفوں نے سر کو یعنی مسیح کو جو فرشتوں کا بھی سر اور مالک ہے نہ پکڑا۔ اس کو اکیلا بچانے والا نہ جانا۔ اس سبب سے وہ نجات سے خارج ہوئے۔ پہلے بدعتیوں میں شمعون اور مونا ندر کے شاگرد تھے۔ جو فرشتوں کی اسی طرح کی پرستش کرتے تھے۔ اور ان کو زمین کے بانی اور مالک مانتے تھے۔ مقدس پولوس نے جو کچھ فرشتوں کی پرستش کے حق میں لکھا ہے وہ کاتھولک کلیسیا کی تعلیم اور اعمال سے تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ کاتھولک لوگ مسیح کو سر مانتے ہیں اور بجز اس کے کسی اور کی پرستش نہیں کرتے۔ اور مقدسوں اور فرشتوں کی محض یسُوع مسیح کے سبب سے عزت کرتے ہیں۔

س ۔ پھر فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنے کی وجہ کیا ہے؟

ج ۔ جیسا کہ مقدس پولوس کہتا ہے۔ سوائے اُس نیو کے جو ڈالی گئی ہے۔ کوئی دوسری نیو ڈال نہیں سکتا۔ اور وہ یسُوع مسیح ہے (۱ قرنتیوں ۳: ۲) اس لیے ہم جو عزت مقدسوں اور فرشتوں کی کرتے ہیں۔ وہ حقیقت میں خود یسُوع مسیح کو پہنچتی ہے۔ کیونکہ وُہ سب اُسی کے وفادار خادم۔ اسکے دوست اور اس کی بادشاہت کے ہم وارث ہیں۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ لوگ یہ نہیں کہتے کہ مقدسوں کی عزت کرنا ایک نیا بنایا ہُوا مسئلہ ہے؟

ج ۔ ایسا کہنے میں وہ تاریخ کو جھوٹا بناتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس بلاشبہ شہادتیں موجود ہیں جو اس بات کو ثابت کرتی ہیں۔ کہ دوسری صدی میں مسیحی ہمیشہ شہیدوں کی عیدیں منایا کرتے تھے پرانے مسیحی اگر یہ بات رسولوں کی تعلیم کے موافق نہ ہوتی تو شہیدوں کی عیدیں نہ مناتے۔ ہم رسولی قواعد میں آپوسٹولک کانسٹیٹیوشن مقدس کلیمنٹ کی معرفت ذیل الفاظ پڑھتے ہیں۔ شہیدوں کی عزت کرو۔ خدا نے انکو مبارک بنایا ہے۔ اور پاک آدمیوں نے انکی عزت کی ہے۔ اپوسٹو لک

کانسٹیٹیوشن ۵) مقدس دیونیشیئس ۔آریوپارگیٹ مقدس پولوس کا شاگرد تھا ۔ اور اتھینز کا پہلا بشپ تھا ۔ کاتھولک مسئلہ کو حسب ذیل الفاظ میں مختصراً بیان کرتا ہے ۔ "جب ہم مقدسوں سے دعا مانگتے ہیں ۔ تو ہم کو بڑی مدد ملتی ہے" (کلیسیائی حکومت باب ۰) مقدس دیونیشیئس اس جگہ مقدسوں کے نام لینے کا ذکر کرتا ہے ۔ مگر یہ دونوں باتیں یعنی مقدسوں اور فرشتوں کا نام لینا اور اُن کی عزت کرنا کبھی ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوئی ہیں ۔ اور نہ کبھی ہو سکتی ہیں ۔ اس بارے میں بہت سی شہادتیں ہیں ۔ جن کا حوالہ دینا تضیع اوقات ہے ۔ کیونکہ عالم و فاضل پروٹسٹنٹ لوگ اس حقیقت کو خود ہی تسلیم کرتے ہیں ۔

س ۔ سب سے بڑے پروٹسٹنٹ عالم دین الہی لیبنٹز کی تحریر ہی شہادت کا اس معاملہ میں حوالہ دو

ج ۔ لیبنٹز بیان کرتا ہے ۔ کہ یہ بالکل سچ ہے ۔ کہ مسیحی کلیسیا کی دوسری صدی میں مسیحی لوگ شہیدوں کی عیدوں کو منایا کرتے تھے ۔ اور اُن کی قبروں پر جا کر جمع ہوا کرتے تھے (سسٹم آف تھیولوجی صفحہ ۱۷) اور اس حقیقت سے لیبنٹز پُر اثر نتیجہ نکالتا ہے "میں اندیشہ کرتا ہوں ۔ کہ وہ شخص جو مقدسوں کی عزت کرنے کو بت پرستی خیال کرتے ہیں ۔ وہ مسیحی مذہب کی بربادی کے درپے ہیں ۔ وہ جو کہتے ہیں کہ یسوع مسیح نے پہلی بت پرستی کو رد کیا ۔ اور پھر تین یا چار صدیوں کے بعد اس کی کلیسیا اس بت پرستی میں پڑ گئی ۔ وہ یسوع مسیح اور اس کے تمام وعدوں کی بابت کیا خیال کریں گے ۔ جب وہ تسلیم کرتے ہیں ۔ کہ مسیحی کلیسیا چار صدیوں تک بھی خالص اور پاک نہ رہی ۔ اور برعکس اس کے وہ تسلیم کرتے ہیں ۔ کہ یہودی اور مسلمان لوگ اپنے بانیوں کے مذہب پر بہت صدیوں سے قائم چلے آتے ہیں "۔

س ۔ کیوں کاتھولک کلیسیا نے مقدسوں کے تہواروں کو اس قدر بڑھایا ہے ؟

ج ۔ کاتھولک کلیسیا نے مقدسوں کے تہواروں کو حسب ذیل غرض کے لئے بڑھایا ہے ۔

(۱) اس لئے کہ ہم ان کی مثال سے دینداری اور پاکیزگی میں ابھارے جائیں ۔ اور ترقی کریں ۔

(۲) یہ کہ ہم اپنے دلوں میں خدا کی ویسی ہی سرگرم محبت پیدا کریں ۔ جیسی کہ اُن کے دلوں میں تھی ۔ اور حتی الوسع اُن کے نقش پا پر چلیں ۔

(۳) یہ کہ اُن کی مثالیں نومریدوں کو دلیری اور جرات دلائیں ۔ جیسے مقدس پولوس نے

مثالیں دے کر کیا۔ کہ ایمان سے جدعون اور برق اور سمسون اور افتاح اور داؤد اور سموئیل اور نبیوں نے بادشاہوں کو مغلوب کیا۔ اور راستی کے کام کئے۔ اور وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کیا۔ شیروں کے منہ بند کئے۔ آگ کی تیزی کو بجھایا۔ تلواروں کی دھاروں سے بچ نکلے۔ کمزوری میں زور آور ہوئے لڑائی میں بہادر بنے۔ اور غیروں کی فوجوں کو بھگا دیا۔ بعض شکنجے میں کھینچے گئے۔ کوڑے کھائے۔ اور زنجیر اور قید میں پھنسے۔ سنگسار کئے گئے۔ آرے سے چیرے گئے۔ آزمائے گئے۔ تلوار سے مارے گئے۔ بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے تنگی میں مصیبت میں۔ دکھ میں مارے مارے پھرے پس جب کہ گواہوں کا اتنا بڑا ابر ہم پر چھا گیا۔ تو ہم ہر ایک بوجھ اور الجھانے والے گناہ کو اتار کے برداشت کے ساتھ اس دوڑ میں جو ہمارے سامنے آپڑی ہے۔ دوڑیں۔" (عبرانیوں ۱۱ و ۱۲ باب) کا تھولک کلیسیا روح القدس کے الہام سے ایسا ہی کرتی ہے۔ وہ ہمیشہ مسیح کے شہیدوں اور مسیح کے سرگرم پیروؤں کی مثالیں ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کرتی ہے۔ تاکہ ہم بھی اُن کی مانند نجات دہندہ سے پیار کرنا۔ اور اس کی بندگی کرنا سیکھیں۔

س۔ لیکن کیا مقدسوں کے روزانہ مسلسل تیوہار منانے کے باعث خدا کی پرستش کے فراموش ہو جانے کا احتمال تو نہیں ؟

ج۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ یسوع مسیح خود اس عزت کی جو ہم مقدسوں کی کرتے ہیں۔ بنو۔ سبب مقصد اور غرض ہے۔ اس لئے جس قدر ہم زیادہ مقدسوں کی عزت کرتے ہیں۔ اُسی قدر زیادہ ہم خود مسیح کی عزت اور محبت کا تصور کرتے ہیں۔ کلیسیا کی تاریخ پورے طور سے یہ ثابت کرتی ہے۔ کہ یہ بات ایسی ہی ہے۔ اور ہمیشہ ویسی ہی رہے گی۔ قدیم زمانہ کے کیتھولک۔ پہلے بدعقیدوں کی بہ نسبت یسوع مسیح کی زیادہ پرستش اور حمد و ثنا کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ دور حاضرہ میں پروٹسٹنٹوں کے ہر ایک فرقے کی بہ نسبت کا تھولک لوگ مسیح کی زیادہ پرستش اور حمد و ثنا کرتے ہیں۔ صرف کاتھولک مسیح کے بدن اور لہو کی روزانہ قربانی چڑھاتے ہیں۔ وہی صرف اقدس یوخارسٹ میں مسیح کی حقیقی موجودگی کو مانتے ہیں۔ اور ہر طرح کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ مسیح کی شبیہوں اور تصویروں کی بڑی عزت و تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ وہ مسیح کی مصیبت کی یادگار میں چالیس روزے رکھتے ہیں۔ وہ مسیح کی موت اور اس کی تدفین کی یادگار میں جمعہ کے دن گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور بہت سے ملکوں میں

سنیچر کے دن بھی گوشت نہیں کھاتے۔ وہ اکثر صلیب کا نشان بھی کیا کرتے ہیں۔ تاکہ یسوع مسیح کی تکلیفوں اور مصیبتوں کو یاد رکھیں۔ جو کہ اس نے برداشت کی تھیں۔

س۔ کیا اعلےٰ درجہ کے عالم اور فاضل پروٹسٹنٹوں نے فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنے کے بارے میں کاتھولک مسئلہ کی صداقت کو تسلیم نہیں کیا؟

ج۔ ہاں۔ تسلیم کیا ہے۔ اگس برگ اور ہیلویٹیک کنفیشنس آرٹیکل ۵ و ۲۱ بیان کرتے ہیں۔ کہ "فرشتوں اور مقدسوں کی نسبتی اور ادنےٰ درجہ کی عزت کرنا واجب ہے"۔ معلّم تھورن ڈائیک کہتا ہے۔ کہ "فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنے کے بارے میں کاتھولک مسئلہ بہت صحیح ہے"۔ لوتھر خود بیان کرتا ہے۔ کہ "میں تمام کاتھولک کلیسیا کے ساتھ یقین کرتا ہوں۔ کہ ہم کو مقدسوں کی عزت کرنی اور اُن سے دعا مانگنی چاہیئے"۔ اور پھر وہ کہتا ہے۔ کہ کوئی شخص مبارک کنواری مریم اور مقدسوں کا نام لینا نہ بھولے۔ تاکہ وہ اس کے لئے سفارش کریں"۔

س۔ تم ان مذکورہ بالا باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم ان سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنے کا کاتھولک مسئلہ نہ صرف انجیل اور روائیت متواترہ اور عقلِ سلیم کے مطابق ہے۔ بلکہ یسوع مسیح میں ہمارا ایمان اور ہماری محبت کے بڑھانے کے لئے بھی بالکل مناسب اور لائق ہے۔

دُوُم۔ فرشتوں اور مقدسوں کے نام لینے کی بابت کاتھولک مسئلہ

س۔ خدا اور انسان کے بیچ درمیانی کون ہے؟

ج۔ خدا اور انسان کے بیچ صرف ایک ہی درمیانی ہے۔ یعنی یسوع مسیح (۱ طمطاؤس ۲: ۵) کیونکہ صرف یسوع مسیح نے ہی گناہ کا کامل کفارہ دیا ہے۔ اور صرف یسوع مسیح ہی ہم کو گناہ سے رہائی بخش کر نجات دے سکتا ہے۔ وُہی صرف اپنے قیمتی خون کے بہانے سے فرشتوں اور انسان کے لئے تمام فضل کے حاصل کرنے اور دینے کا مستحق ہوا ہے۔

س ۔ کیا مبارک کنواری مریم ۔ فرشتے یا مقدسین ہمارے لئے کفارہ دے سکتے ہیں؟

ج ۔ بالکل نہیں ۔ مبارک کنواری مریم اور تمام فرشتے اور مقدسین مل کر بھی ایک گناہ کا کفارہ نہیں دے سکتے ۔ کیونکہ خدا کے بے حد انصاف کے لئے ایک بے حد کفارہ کی ضرورت تھی ۔ جو کسی مخلوق سے خواہ کیسا ہی بزرگ کیوں نہ ہو ۔ ادا نہیں ہو سکتا تھا ۔

س ۔ پھر کیوں کاتھولک لوگ مسیح کی خوبیوں پر بھروسہ نہ کر کے مقدسوں ہی پر اپنا بھروسہ رکھتے ہیں؟

ج ۔ یہ الزام بہت سخت بلکہ گستاخانہ بہتان و اتہام ہے ۔ کل کاتھولک لوگ جانتے ہیں ۔ کہ یسوع مسیح ہی ہمارا نجات دہندہ اور مخلصی دینے والا ہے ۔ اور ہم صرف اسی سے فضل کے خواہاں ہوتے ہیں ۔ کاتھولک مقدسوں سے فضل کے خواہاں نہیں ہوتے ۔ بلکہ مقدسوں سے مناجات کرتے ہیں کہ وہ خدا سے سفارش کریں ۔ کہ وہ یسوع مسیح کی خوبیوں کی خاطر ہم کو فضل عطا کرے ۔ کاتھولک بخوبی جانتے ہیں ۔ کہ صدیقہ کنواری مریم اور دیگر مقدسوں کی خوبیاں اور نیکیاں خود انہی کی وجہ سے نہیں ہیں ۔ بلکہ یسوع مسیح کی بدولت ہیں ۔

س ۔ کیا کاتھولک عبادت میں خدا اور مقدسوں کے لئے وہی دعائیں نہیں کی جاتی ہیں؟

ج ۔ بالکل نہیں ۔ جب کاتھولک خدا کی طرف مخاطب ہوتے ہیں ۔ تو اس سے یہ دعا کرتے ہیں ۔ کہ اے خدا ۔ تو ہم پر رحم کر ۔ اے خدا تو ہمارے گناہ معاف کر ۔ مگر جب کاتھولک ۔ مبارک کنواری مریم یا مقدسوں سے مناجات کرتے ہیں ۔ تو وہ انہیں کہتے ہیں ۔ کہ ہمارے لئے دعا کرو ۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ مقدس لوگ بھی ہماری طرح خدا کے بندے ہیں ۔ اور ہم ان سے مناجات کرتے ہیں ۔ کہ وہ ہمارے ساتھ شریک ہو کر خدا کے حضور سرگرم دعائیں مانگیں ۔ تاکہ یسوع مسیح کے وسیلے ہم وہ فضل حاصل کر سکیں جن کی ہمیں ضرورت ہے ۔ کاتھولک کلیسیا کی تمام دعائیں ۔ نیز وہ دعائیں جن میں ہم مقدسوں کی سفارش طلب کرتے ہیں ۔ حسب ذیل طریق سے ختم ہوتی ہیں ۔ کہ یسوع مسیح ہمارے خداوند کے وسیلے سے آمین ۔

س ۔ پس مقدسوں سے مناجات کرنے اور سفارش کروانے کی بابت کاتھولک تعلیم کیا ہے؟

ج ۔ کاتھولک کلیسیا سکھاتی ہے ۔ کہ فرشتے اور مقدسین جو مسیح کے ساتھ سلطنت کرتے ہیں زمینیوں کے لئے دعا کرتے ہیں ۔ اور کہ ان کا نام لینا اور ان سے سفارش چاہنا ۔ اور ان سے مناجات کرنا مفید ہے ۔ تاکہ ہم خدا سے یسوع مسیح کے وسیلے جو ہمارا نجات دینے اور بچانے والا ہے فضل و

کو حاصل کر سکیں۔

س۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ فرشتے اور مقدس یہ نہیں جانتے۔ کہ دُنیا میں کیا ہوتا ہے۔ اور اس لئے وہ ہماری دُعاؤں کو نہیں سُن سکتے؟

ج۔ ان کا یہ کہنا صریحاً پاک نوشتوں کے خلاف ہے۔ کیونکہ مسیح کہتا ہے۔ کہ خدا کے فرشتوں کے آگے ایک گنہگار کے لئے جو توبہ کرتا ہے۔ ایسی ہی خوشی ہوگی۔" (لوقا ۱۵: ۱۰) اس لئے فرشتے جو آسمان پر ہیں۔ زمین پر جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ بخوبی جانتے ہیں۔ ہم خوب واقف ہیں۔ کہ مقدسین آسمان میں خدا کے فرشتوں کی مانند ہیں۔ وہ پھر مرنے کے نہیں۔ کیونکہ وہ فرشتوں کی مانند بلکہ اُن کے برابر ہیں۔ اس لئے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ فرشتے اور مقدسین ہمارے دلوں کے خیالات کو جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ گنہگاروں کی توبہ سے۔ جو وہ اپنے گناہوں کے لئے کرتے ہیں۔ واقف ہیں۔ اور ان کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں۔

مقدس یُوحنا کہتا ہے۔ کہ بڑے بابل کی بربادی کے وقت آسمان میں ایک آواز سنائی دی جو کہتی تھی۔ کہ اے آسمان (فرشتو) اور اے مقدس رسولو اور نبیو (یعنی مقدسو) اس پر خوشی کرو۔ کیونکہ خدا نے اُس سے تمہارا بدلہ لیا۔" (مکاشفہ ۱۸: ۲۰) اُسی کتاب میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ شہیدوں کی روحیں خدا سے دُعا کرتی ہیں۔ کہ تو کلیسیا کے ظالموں کو سزا دے۔ خدا ان کی دُعاؤں کو سنتا ہے۔ مگر اُن کو فرماتا ہے۔ کہ تھوڑے دن صبر کرو (مکاشفہ ۶: ۹) اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ فرشتے اور مقدس جو کچھ کہ زمین پر گزرتا ہے۔ جانتے ہیں۔ اور خدا اُن کو وہ باتیں بتا دیتا ہے۔ جو ہونے والی ہیں۔

ماسوا اس کے خدا نے فرشتوں اور مقدسوں کو ہمارا نگہبان اور محافظ مقرر کیا ہے۔ "خبردار ان چھوٹوں میں سے کسی کو ناچیز نہ جانو۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ آسمان پر ان کے فرشتے میرے آسمانی باپ کا مُنہ ہمیشہ دیکھتے ہیں۔" (متی ۱۸: ۱۰) مقدس پولوس کہتا ہے۔ "فرشتے خدمتگار روحیں جو نجات کے وارثوں کی خدمت کے لئے بھیجے جاتے ہیں" (عبرانی ۱: ۱۴) اگر وہ ہمارے خیالوں اور کاموں کو نہ جانتے ہوں۔ تو کس طرح وہ ہماری خدمت کر سکتے ہیں؟

مقدسوں کی نسبت ہم پڑھتے ہیں۔ کہ خدا ان کو قوموں پر اختیار دے گا۔ اور وہ لوہے کے عصا

سے اُن پر حکومت کریں گے۔ (مکاشفہ ۱۱: ۲۶ و ۲۷) اور مقدس لوگ خود یہ گاتے ہیں "تو نے ہم کو ہمارے خداوند کے واسطے سلطنت اور کہانت بخشی۔ اور ہم زمین پر بادشاہت کریں گے۔" (مکاشفہ ۵: ۱۰) ہم اسی کتاب کے بیسویں باب کی چوتھی آیت میں پڑھتے ہیں۔ کہ مقدس اور شہید یسوع مسیح کے ساتھ بادشاہت کرتے ہیں۔ اور کہ وہ اس کے ساتھ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ اور اُن کو انصاف کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اب غور کا مقام ہے۔ کہ اگر وہ یہ نہیں جانتے۔ کہ دنیا میں کیا ہوتا ہے۔ تو کس طرح وہ زمین اور قوموں پر حکومت اور یسوع مسیح کے ساتھ انصاف کر سکتے ہیں؟

س۔ تمہاری دوسری دلیل کیا ہے؟

ج۔ دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ نبی جو محض انسان تھے۔ خدا کے فضل سے دُور کا حال معلوم کر لیا کرتے تھے۔ الیشع نبی نے۔ جو کچھ سُوریا کے بادشاہ کے محل میں گزرا (۲ سلاطین ۶: ۱۲) اور جو کچھ نعمان اور جیحازی کے درمیان اس کی غیر حاضری میں گذرا۔ معلوم کر لیا۔ (۲ سلاطین ۵: ۲۶) مقدس پطرس کو حننیاہ اور سفیرہ کے جھوٹ کا علم تھا (اعمال ۵ باب) اب کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مقدس جو بہشت میں ہیں۔ وہ اُس علم سے جو وہ زمین پر رکھتے تھے۔ بہرہ ور نہیں؟

س۔ کیا شیاطین بھی ہمارے کاموں کو نہیں جانتے؟

ج۔ کُل پروٹسٹنٹ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ شیاطین ہمارے کاموں کو جانتے ہیں۔ پاک نوشتے خود اس امر کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ "کہ ہمارے بھائیوں پر تہمت لگانے والا شیطان جو رات دن ہمارے خدا کے آگے ان پر تہمت لگاتا تھا گرا دیا گیا۔" (مکاشفہ ۱۲: ۱۰) پس ہر شخص کم از کم اس امر کو تسلیم کرے گا۔ کہ مقدسوں کو بھی اتنی واقفیت تو ہے۔ جتنی شیطان کو ہے۔

س۔ کیا کتاب مقدس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ فرشتے اور مقدسین ہمارے لئے دُعا مانگتے ہیں؟

ج۔ ہاں۔ یہ امر بہت اچھی طرح سے ثابت ہوتا ہے۔ فرشتوں کی بابت دو آیتوں کا حوالہ دینا کافی ہے۔ ہم ذکریاہ نبی کی کتاب میں پڑھتے ہیں۔ کہ خداوند کے فرشتے نے جواب دے کر کہا۔ کہ اے رب الافواج تو یروشلم اور یہوداہ کے شہروں پر جن پر تُو نے ستر برس سے عذاب نازل کیا ہوا ہے کب تک رحم نہ کرے گا؟ اور خداوند نے اس فرشتے کے جواب میں جو مجھ سے گفتگو کرتا تھا۔ ملائم اور دلپذیر باتیں کہیں۔ (ذکریاہ ۱: ۱۲ و ۱۳) ان آیات سے ہم چار نتائج نکالتے ہیں:۔

(۱) یہ کہ ایک فرشتہ یروشلم اور یہوداہ کے شہروں کی نسبت خیر خواہی کرتا ہے۔
(۲) یہ کہ وہ جانتا ہے۔ کہ خدا ان سے ناراض ہے۔
(۳) یہ کہ وہ اُن کے لئے سفارش کرتا ہے۔
(۴) یہ کہ خدا اس کی سفارش کو قبول فرماتا ہے۔

مقدس یُوحنا کہتا ہے۔ کہ پھر ایک اور فرشتہ آیا۔ اور سونے کا بخوردان لئے ہوئے قربانگاہ کے پاس جا کھڑا ہُوا۔ اور بہت سی خوشبوئیں اسے دی گئیں۔ تاکہ سارے مقدسوں کی دعاؤں کو سنہری قربانگاہ پر جو خدا کے تخت کے آگے ہے چڑھائے (مکاشفہ ۸: ۳) اس آیت میں ہم ایک فرشتہ کو یسوع مسیح کے وسیلے سے (جو تشبیہ کے لحاظ سے سنہری قربانگاہ ہے) اپنی دعائیں پیش کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

(۵) مقدسوں کی دعا۔ یہوداہ مکابی کہتا ہے کہ میں نے ایک رویا میں اونیاس اور یرمیاہ کو دیکھا جن کو فوت ہوئے عرصہ گذر چکا تھا۔ اور وہ دونوں لوگوں کے لئے سفارش کر رہے تھے۔ اور ان کی دُعائیں مقبول ہوئیں۔ اور یہودیوں نے ایک کامل فتح حاصل کی (۲ مکابی ۱۵: ۱۲ و ۱۴) مقدس یُوحنا نے دیکھا کہ وہ چاروں جاندار اور چوبیس بزرگ اس برہ (یعنی مسیح) کے آگے گر پڑے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں بربط اور خوشبو سے بھرے ہوئے سونے کے پیالے تھے۔ یہ مقدسوں کی دُعائیں ہیں (مکاشفہ ۵: ۸) مقدس لوگ اپنے لئے دُعا نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کو بہشت کا جلال حاصل ہے۔ یہ دعائیں صرف اُن ہی لوگوں کے لئے ہیں۔ جو اُن کے محتاج ہیں یعنی اُس دنیا کے گنہگاروں کے لئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مقدس لوگ جو آسمان پر مسیح کے ساتھ ہیں۔ ایمانداروں کی دعائیں مسیح کے حضور پیش کرتے ہیں۔

س ۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور قوی دلیل نہیں ہے؟

ج ۔ ہاں ہے۔ ہم پاک نوشتوں میں پڑھتے ہیں۔ کہ خدا نے اکثر نہ صرف اُن فرشتوں اور مقدسوں کی سفارش کی وجہ سے جو بہشت میں ہیں، عجیب رحمتیں عطا کیں۔ بلکہ زمینی مقدسوں کی دُعاؤں کی وجہ سے بھی بڑی بڑی مہربانیاں کی ہیں۔ اس بارے میں ہم صرف دو مثالیں دیتے ہیں۔ جب خدا ایوب کے دوستوں سے ناراض تھا۔ اس نے خود اُن کو کہا۔ کہ تم اپنے لئے سوختنی قربانی گذرانو

اور میرا بندہ ایوب تمہارے لئے دُعا مانگے گا۔ اور میں اس کی خاطر قبول کروں گا۔ اور ایسا ہی ہُوا (ایوب ۴۲: ۸) جب یشوع عمالیقیوں سے جنگ کرتا تھا۔ تو مُوسےٰ پہاڑ کی چوٹی پر دُعا مانگ رہا تھا۔ اور جب مُوسےٰ اپنا ہاتھ اٹھاتا تھا۔ تب بنی اسرائیل فتح پاتے تھے۔ اور جب وہ ہاتھ لٹکا دیتا تھا تب بنی اسرائیل مغلوب ہوتے۔ اور عمالیق غالب ہوتے تھے (خروج ۱۷: ۱۱)

اب کیا یہ ممکن ہے۔ کہ جونہی مقدس بہشت میں داخل ہو جائیں۔ اور خدا کے جلال اور محبت میں پیوست ہو جائیں۔ اُسی وقت اُن کی دُعاؤں کا اثر جو اُن کی زمینی زندگی میں اس قدر کارگر تھا۔ بالکل معدوم ہو جائے؟

س۔ کیا مسیحیوں کا ایک دوسرے کے لئے دُعا مانگنے کا دستور ہمارے اس دعوے کو ثابت نہیں کرتا؟

ج۔ صریحاً ثابت کرتا ہے۔ مقدس پولوس کے تمام خطوط میں ہم حسب ذیل الفاظ پڑھتے ہیں۔ کہ "اے بھائیو میں اپنے خداوند یسُوع مسیح کی خاطر اور رُوح القدس کی محبت کے سبب تم سے التماس کرتا ہوں۔ کہ تم میرے لئے خدا سے دُعائیں مانگنے میں میری مدد کرو" (رومیوں ۱۵: ۳۰) اور مقدس یعقوب فرماتا ہے۔ کہ تم ایک دوسرے کے لئے دُعا مانگو۔ تاکہ نجات پاؤ۔ کیونکہ راستباز کی مسلسل دُعا بہت فائدہ دیتی ہے۔ (یعقوب ۵: ۱۶) یہ ایک دوسرے کے لئے دُعا مانگنے کا دستور جو رسُولوں کی تعلیم اور مثالوں پر مبنی ہے۔ انسانی خصلت کے ایسا مطابق اور موافق ہے۔ کہ پروٹسٹنٹ لوگ بھی اس کو مانتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اب اُن کو یہ ثابت کرنا چاہئے۔ کہ کیوں زندہ لوگوں کی سفارش طلب کرنا جائز اور مفید ہے۔ اور کیوں ان لوگوں سے سفارش چاہنا جب کہ وہ مر گئے۔ اور مسیح کے ساتھ بہشت میں بادشاہت کرتے ہیں۔ ناجائز اور غیر مفید ہے؟ اگر بہشت کے مقدسوں سے سفارش طلب کرنا یسُوع مسیح کی شفاعت کے لئے مضر اور منافی ہے۔ تو کیا زندہ لوگوں سے سفارش چاہنا مسیح کے لئے صد گنا مضر نہیں ہے؟

س۔ مقدس ہمارے لئے کیوں دُعا کرتے ہیں؟

ج۔ مقدس ہمارے لئے بعینہٖ اُسی وجہ سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ جس سے ہم ایک دوسرے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی ہمارے ساتھ اسی سچی کلیسیا کے شریک ہیں۔ مقدس پولوس کہتا

ہے۔ اگر ایک عضو کچھ دکھ پاتا ہے۔ تو سارے اعضا اس کے ساتھ دکھ پاتے ہیں۔ اور اگر ایک عضو عزت پاتا ہے۔ تو سارے اعضا اس کے ساتھ خوش ہوتے ہیں"۔ (اقرنتیوں ۱۲: ۲۶) ایک دوسرے کے لئے دعا مانگنے کو ہم مقدسوں کی شراکت کہتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا مسئلہ دین ہے۔ کہ جس کو پروٹسٹنٹ بھی مانتے ہیں۔ لیکن وہ اس کو سمجھنے سے عاری ہیں۔ کیونکہ وہ مقدسوں کو اس شراکت سے خارج کرتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ مقدسوں کے مرتے ہی ان کا تعلق ہم سے منقطع ہو جاتا ہے۔

س۔ لیکن مقدسوں سے سفارش کرانے کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ یسوع مسیح نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ کہ "جو کچھ تم میرا نام لے کر باپ سے مانگو گے۔ وہ تم کو دیگا" (یوحنا ۱۶: ۲۳)

ج۔ بے شک جو کچھ ہم یسوع مسیح کے نام سے خدا باپ سے مانگیں گے۔ وہ ہم کو دے گا بشرطیکہ ہم اس سے مانگیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جو شخص بُری طرح سے دعا کرتا ہے۔ کچھ نہیں پاتا اور جو شخص اچھی طرح سے دعا کرتا ہے۔ بکثرت پاتا ہے۔ اور جو شخص کامل طور سے دعا کرتا ہے۔ بافراط پاتا ہے۔ اب خود یسوع مسیح تعلیم دیتا ہے۔ کہ ہماری دعا زیادہ پُر اثر ہو جائے گی۔ اگر دوسرے اشخاص بھی ہماری دعا میں شریک ہوں"۔ اگر تم سے دو شخص زمین پر کسی بات پر متفق ہو کر دعا مانگیں۔ تو وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے۔ ان کے لئے ہو جائے گی"۔ (متی ۱۸: ۱۹) کیا ہماری دعائیں بنہایت درجہ پُر اثر نہ ہوں گی۔ جب کہ وہ خدا کے مقدسوں اور فرشتوں اور خصوصاً مبارک کنواری مریم کی دعاؤں کے ساتھ شامل ہو کر کی جائیں؟

س۔ کیا فرشتوں اور مقدسوں سے مناجات کرنا ضروری ہے؟

ج۔ کاتھولک کلیسیا جو ہمیشہ روح القدس سے ہدایت یافتہ ہوتی ہے۔ یہ تعلیم نہیں دیتی ہے۔ کہ مقدسوں اور فرشتوں کا نام لینا بالکل ضروری ہے۔ لیکن وہ صرف اتنا سکھاتی ہے۔ کہ ایسا کرنا عمدہ اور مفید ہے۔ (کونسل آف ٹرنٹ سیشن ۲۵) اور کلیسیا کے تمام ہادیانِ دین۔ اور عالمانِ مذہب الٰہی اپنی تعلیم کو پاک نوشتے اور مذہبی تاریخ پر موقوف کر کے اور آپس میں متفق الرائے ہو کر ہم کو مقدسوں سے سفارش کرانے کے لئے نصیحت کرتے ہیں۔ البتہ وہ شخص جو اس زندگی کی مشکلوں۔ آزمائیشوں اور خطروں کے درمیان مقدسوں کی دعا اور سفارش نہیں چاہتا۔ نہایت ہی بے عقل اور جاہل ہے کیونکہ مقدسوں کی سفارش اور ان کا نام لینا انسان کے لئے بہت ہی مفید ہے۔

سوم۔ کیتھولک کلیسیا میں معجزے

س ۔ معجزہ کیا ہے؟

ج ۔ معجزہ ایک محسوس اور فوق الفطرت کام ہے۔ جس کو کوئی مخلوق نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ کام کسی پیدا کردہ سببوں یا اتفاقیہ طور سے ہو سکتا ہے۔ بلکہ خود خدا ہی اس کو اپنے بندوں کا ایمان بڑھانے اور اُن کو اجر دینے کی خاطر کرتا ہے۔

س ۔ معجزوں کی بابت کاتھولک مسئلہ کیا ہے؟

ج ۔ کاتھولک ایمان یہ ہے۔ کہ اُن کا وقوع میں آنا نہ صرف ممکن ہے۔ بلکہ مسیح کے وعدوں کے مطابق سچی کلیسیا میں ضرور ہی معجزے ہونے چاہئیں۔ مسیح نے خود فرمایا ہے۔ کہ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں۔ وہ بھی کریگا۔ بلکہ اُن سے بھی بڑے کام کریگا۔" (یوحنا ۱۴: ۱۲)

کاتھولک یقین کرتے ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح نے اپنے وعدہ کو پُورا کیا ہے۔ اس کی کلیسیا میں بے شمار معجزے ہوئے اور اب بھی ہوتے ہیں۔ اور دُنیا کے آخر تک ہوتے رہیں گے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ "دیکھو خداوند کا ہاتھ چھوٹا نہیں کہ بچا نہ سکے۔ اور اُس کا کان بہرہ نہیں کہ سُن نہ سکے"۔ (یسعیاہ ۵۹: ۱)

س ۔ معجزوں کا سبب۔ وسیلہ اور مقصد کیا ہے؟

ج ۔ معجزوں کا سبب ایمان ہے۔ "جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ اُن سے بھی بڑے کام کرے گا۔" (یوحنا ۱۴: ۱۲) "میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تم ایمان رکھو۔ اور شک نہ لاؤ۔ اگر اس پہاڑ سے کہوگے۔ کہ دریا میں جا گر تو ویسا ہی ہوگا" (متی ۲۱: ۲۱) معجزوں کا وسیلہ یسوع مسیح کی بے انتہا قدرت ہے۔ "جو کچھ تم میرا نام لے کر باپ سے مانگو گے۔ میں وہی کرونگا۔ تاکہ باپ بیٹے میں جلال پائے۔ اگر تم میرا نام لے کر کچھ مانگو گے۔ تو میں وہی کرونگا۔" (یوحنا ۱۴: ۱۳ و ۱۴) معجزوں کا مقصد خدا کا جلال ہے۔ جیسے کہ مسیح نے فرمایا ہے۔ کہ "باپ بیٹے میں جلال پائے"۔

س. کتاب مقدس کے معجزوں۔ اور اُن معجزوں کے درمیان۔ جو بعدہٗ مختلف وقتوں میں مسیحی ملکوں میں وقوع میں آئے کیا فرق ہے؟

ج. فی نفسہٖ وہ معجزے ایک ہی قسم کے ہیں۔ ان کے سبب۔ وسیلے اور مقصد یکساں ہیں۔ فرق صرف اُن کے ماننے کے طریق میں ہے۔ یعنی کتاب مقدس کے معجزوں کو تو ہم بطور الہامی حقیقتوں کے مانتے ہیں۔ اور دوسرے معجزوں کو ہم بطور ایک تاریخی حقیقت کے مانتے ہیں۔

س. معجزوں کے بارے میں پروٹسٹنٹوں کی مختلف رائیں کیا ہیں؟

ج. بعض پروٹسٹنٹ معجزوں سے قطعی انکار کرتے ہیں۔ اور نیز اُن معجزات کے بھی منکر ہیں۔ جو پاک نوشتوں میں مندرج ہیں۔ اُن کا قول ہے۔ کہ معجزوں کا وقوع میں آنا ناممکن ہے۔ لیکن اگر معجزوں کا ہونا ناممکن ہے۔ تو اس کا مطلب نہ صرف یسُوع مسیح کی الوہیت کا انکار کرنا بلکہ خود مسیح ہی کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ خدا اگر قادرِ مطلق نہیں تو خدا نہیں۔ بائبل کی پہلی سطر جو پیدائش کا معجزہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سا معجزہ ہو سکتا ہے؟ یہ لوگ اپنے آپ کو عقلی دلائل کے معتقد یعنی ریشنالسٹ کہتے ہیں۔ لیکن اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ عقلی دلائل کے اعتقاد سے بڑھ کر کوئی زیادہ جھوٹا اور بے ہودہ طریق نہیں ہے۔

پروٹسٹنٹ اصحاب کا بڑا حصّہ کتاب مقدس کے معجزوں کو مانتے ہیں۔ مگر دیگر معجزوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ پس اُن کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ خداوند یسُوع مسیح نئے عہد نامہ کے آخری صفحہ کے لکھے جانے تک تو قادرِ مطلق رہا لیکن بعد ازیں ایک دن کے لئے بھی نہیں رہا۔ وہ مجبوراً اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ مسیح نے اپنے شاگردوں کے ہاتھوں سے بڑے بڑے معجزے کرانے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر کسی نہ کسی طرح سے وہ یقین کرتے ہیں۔ کہ مسیح نے یا تو اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ یا پورا نہ کر سکا۔ وہ اس امر سے بھی خوب واقف و آگاہ ہیں۔ کہ اُن کا یہ عقیدہ غلط۔ بیہودہ اور بعید از عقل ہے۔ لیکن چونکہ اُن کے ریفارمروں کی تعلیم کاتھولک تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے وہ مجبوراً سچی حقیقت اور سچے عقیدہ سے بھی دیدہ و دانستہ انکار کرتے ہیں۔ اور یہ انکار لازم ہی ہے۔ اور بس۔

لیکن شکر ہے۔ کہ ایسے پروٹسٹنٹ بھی ہیں۔ جو ایسی ضدی کفر گوئی سے ڈر کر اور تاریخی ثبوتوں کا یقین کر کے کاتھولکوں کی طرح یقین کرتے ہیں۔ کہ مسیحی کلیسیا میں ہمیشہ معجزے ہوتے رہے ہیں۔

اور اب بھی ہوتے ہیں۔

س۔ مگر کیا کاتھولکوں کے درمیان جھوٹے معجزے مشہور نہیں کئے گئے۔ اور مانے نہیں گئے؟

ج۔ کلیسیا کی منظوری یا اختیار سے کبھی ایسی بات نہیں ہوئی۔ بعض مقامات میں جھوٹے معجزات مان لئے گئے ہیں۔ دغاباز لوگ اس دُنیا میں اپنے ہی بھائیوں کو دھوکہ دینے کے لئے بہت جھوٹ بولتے ہیں۔ اور جاہل بہت آسانی سے دھوکے میں آجاتے ہیں۔ اسی قسم کی مثالیں ہندوستان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جہاں بعض لوگ اپنے ولیوں کی خود ساختہ کرامتوں کو مذہبی رنگ دے کر مشہور کر دیتے ہیں۔ اور جاہل اور سادہ لوح فوراً اُن کا یقین کر لیتے ہیں۔ مگر کاتھولک کلیسیا ایسے جھوٹے معجزوں کے مشہور کرنے والوں کو کبھی جراءت و حوصلہ نہیں دلاتی۔ بلکہ اُن کو سخت ترین سزا دیتی ہے۔

ہر ایک ملک میں جعلساز ہوتے ہیں۔ جو کھوٹا اور نقلی روپیہ بناتے ہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ تمام روپے کھوٹے ہیں؟ اور ہر ایک کو روپیہ لینے سے انکار کر دینا چاہیئے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسی شکیتہ حالتوں میں جب کہ تم کو روپیہ دیا جائے۔ تو اس کو پرکھنا چاہیئے۔ کہ آیا یہ اچھا روپیہ ہے یا کھوٹا۔ اب مذہب کے بارے میں پرکھنے کی کسوٹی کلیسیا کا اختیار ہے۔ کیونکہ کلیسیا ہر ایک رُوح کا یقین نہیں کرتی۔ بلکہ رُوحوں کو آزماتی ہے۔ کہ آیا وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں (۱ یوحنا ۴: ۱)۔ اور کلیسیا ہمیشہ اس فرض کو نہایت تاکید اور درستی کے ساتھ ادا کرتی ہے۔

ایک انگریزی پروٹسٹنٹ شریف زادہ جب کہ وہ رُوما میں تھا۔ معجزوں کے بارہ میں ایک پادری صاحب کے ساتھ بحث کرنے لگا۔ پادری صاحب نے اس کو ایک رسالہ پڑھنے کے لئے دیا جس میں چند معجزات کی تحقیقات کے نتائج مندرج تھے۔ اور جن کی چھان بین مذہبی عدالت نے کی تھی۔ تاکہ ان کی اصلیت معلوم ہو جائے۔ جب وہ شریف شخص اس رسالے کو غور سے پڑھ چکا اور اُسے واپس کرنے لگا۔ تو اس نے کہا بہت اچھا۔ اگر یہ تمام معجزات کاتھولک کلیسیا نے تسلیم کر لئے ہیں۔ تو کوئی پروٹسٹنٹ ان سے انکار نہیں کرے گا۔ پادری صاحب نے کہا۔ بہت خوب لیکن ان معجزوں میں سے جو آپ کو سچے معلوم ہوتے ہیں۔ رِیتوں کی جماعت (Congre- gation of Rites) نے کسی کو بھی تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ وہ سچے ثابت نہیں ہوئے۔ اس بات کو سُن کر وہ پروٹسٹنٹ بہت حیران ہُوا۔ اور بالآخر معترف ہُوا کہ میں آج تک پروٹسٹنٹ و

تعلیم سے جو وہ معجزات کے بارہ میں دیتے ہیں. گمراہ رہائیوں دائے نکولاس ۔ نو ۔ ایٹو دیس فلوس
A. Nicolas, Nouv, Etudes Philos
ٹوم ۴ صفحہ ۲۲۳ (
p. 223 (Tom. IV,

چہارم مقدّسوں کے تبرّکات اور جانترا

س ۔ مقدّسوں کے تبرکات کے بارہ میں کاتھولک ایمان کیا ہے؟

ج ۔ مقدّسوں کے تبرکات کے بارہ میں ٹرینٹ کی عالمگیر مجلس کا فرمان ہے۔ کہ تمام دینداروں کو شہیدوں اور دیگر مقدّسوں کے تبرکات کی حسب ذیل وجوہات کے باعث بڑی عزت و تعظیم کرنی چاہیئے۔

(۱) اُن کے بدن یسوع مسیح کے زندہ عضو اور رُوح القدس کی ہیکل تھے۔

(۲) وہ بدن پھر زندہ ہوں گے۔ اور ابدتک جلال میں رہیں گے۔

(۳) خدا نے اکثر ان کی معرفت بڑی بڑی عنایات عطا فرمائی ہیں (کونسل آف ٹرینٹ ۔ سیشن ۲۸)

س ۔ کیا تبرکات میں کوئی پوشیدہ عجیب بات یا کسی خاص قسم کی خوبی ۔ وصف ۔ عمدگی اور قوّت ہے؟

ج ۔ کوئی نہیں۔

س ۔ کیا تم یہ بات پاک نوشتوں سے ثابت کر سکتے ہو۔ کہ خدا نے مقدسوں کے تبرکات کے وسیلے بہت سے معجزے کئے ہیں؟

ج ۔ ہاں ثابت کر سکتے ہیں۔ مثلاً جب الیشع نبی نے دریائے یردن کے پانی کو ایلیاہ کی چادر سے مارا۔ تو پانی اِدھر اُدھر ہو گیا۔ اور دریائے یردن نے الیشع نبی کو جانے کے لئے ایک خشک رستا دیا۔ (۴ سلاطین ۲: ۱۴) ایک مُردہ شخص کا جسم الیشع کی قبر میں ڈالا گیا۔ اور جب وہ شخص الیشع کی ہڈیوں سے لگا۔ تو وہ جی اٹھا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا (۴ سلاطین ۱۳: ۲۱)

نئے عہد نامہ میں بھی ہم اس قسم کی مثالیں بکثرت مندرج پاتے ہیں۔ مثلاً ایک عورت نے جس کا بارہ برس سے لہو جاری تھا۔ یسوع مسیح کے پیچھے آکے اس کے کُرتے کا دامن چھوا اور بھلی چنگی ہو گئی (متی ۹ باب ۲۰ و ۲۱ آیات) اور جتنے لوگوں نے اس کی پوشاک کا کنارہ چھوا۔ وہ بھلے چنگے ہو گئے (متی ۱۴: ۳۶)

ہم رسولوں کے اعمال میں پڑھتے ہیں۔ کہ لوگ رُومال اور پٹکے مقدس پولوس کے بدن سے چھوا کر بیماروں پر ڈالتے تھے۔ اور ان کی بیماریاں دور ہو جاتی تھیں۔ اور بُری رُوحیں ان پر سے اُتر جاتی تھیں (اعمال ۱۹: ۱۲)

مقدس پطرس کے سائے نے بھی بہت لوگوں کو جو بیمار تھے۔ اور ناپاک رُوحوں سے ستائے جاتے تھے چنگا کیا۔ (اعمال ۵: ۱۵)

س ۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج ۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جب پروٹسٹنٹ مقدسوں کے تبرکات پر مضحکہ اڑاتے ہیں۔ تو ان کی مقدس نوشتوں سے حیرت انگیز ناواقفیت ظاہر ہوتی ہے۔ اور جب کہ کاتھولک مقدسوں کے تبرکات کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ تو ان کا ایسا کرنا حق بجانب ہے۔ کیونکہ خدا نے اکثر ان کے ذریعہ معجزے کئے ہیں۔

س ۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور بھی دلیل ہے؟

ج ۔ ہاں ہے۔ ابتدائی مسیحی جیسا کہ کلیسیا کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ مقدسوں کے تبرکات کی ایسی ہی عزت کیا کرتے تھے۔ جیسے کہ اس وقت ہم کرتے ہیں۔

س ۔ اس بارہ میں چند شہادتیں پیش کرو؟

ج ۔ مقدس اگنیشیُس انطاکیہ کے بشپ کے اعمال میں جو ہمارے نجات دہندہ کے جی اٹھنے کے ستر سال بعد لکھے گئے۔ ہم پڑھتے ہیں۔ کہ اگنیشیُس کی پاک ہڈیاں انطاکیہ میں لائی گئیں۔ اور اس بڑے شہید کی یادگار میں بطور کلیسیا کے بڑے قیمتی خزانہ کے ایک برتن میں رکھی گئیں ”ہم نے اُس کی موت کا دن نوٹ کر رکھا ہے۔ تاکہ اس روز جمع ہو کر ہم خداوند یسوع مسیح کے اس بڑے شہید کے ساتھ اپنی شراکت ظاہر کریں“ (ایکٹس آف سینٹ اگنیشیُس باب ۷)

مقدس پولیکارپ (جو مقدس یوحنا رسول کا ایک شاگرد تھا، کے اعمال میں (جو یسوع مسیح کے صعود کے ایک سو تیس سال بعد قلمبند کئے گئے) ہم یوں پڑھتے ہیں "شیطان نے ہم کو پولیکارپ کے تبرکات کے لانے سے کئی طرح سے روکا۔ اس بدروح نے نیکیتس کو تحریک دی۔ کہ صوبہ دار کو منع کرے۔ کہ ہم کو شہید کے تبرکات نہ لے جانے دے۔ مبادا مسیحی یسوع مسیح مصلوب کو ترک کرکے پولیکارپ کی پرستش شروع کر دیں۔ وہ اس امر کو نہ جانتے تھے۔ کہ ہم کسی حالت میں بھی یسوع مسیح کو ترک نہیں کر سکتے۔ ہم تو خدا کے بیٹے کی پرستش کرتے ہیں۔ اور اس کے شہیدوں۔ شاگردوں اور مریدوں سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر ہم نے پولیکارپ کے تبرکات لے ہی لئے۔ جو کہ سونے اور جواہرات سے بھی بڑھ کر قیمتی ہیں۔ ہم نے ان کو ایک موزوں جگہ رکھ دیا ہے۔ اور جب ہم اس جگہ جمع ہوتے ہیں۔ تو خدا ہم کو فضل عطا کرتا ہے۔ ہم اس دن جب کہ پولیکارپ اس جلال کے لئے پیدا ہوا تھا۔ عید مناتے ہیں۔ اور دیگر شہیدوں کی یادگار میں ان کی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کی تقلید سے خود حوصلہ پاتے ہیں۔" (ایکٹس آف سینٹ پولیکارپ باب ۱۷ و ۱۸)

ہم اور بہت سے حوالے دے سکتے ہیں۔ مگر مذکورہ بالا نظائر کافی ہیں۔ ہر شخص اس بات کو خوب جانتا ہے۔ کہ ایذا رسانی کے زمانے میں مسیحی اشخاص شہیدوں کے خون میں کپڑے وغیرہ ڈبونے یا آلودہ کرنے اور ان کے پاک تبرکات کے حصول کے لئے موت سے بھی نہ ڈرتے تھے۔

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پروٹسٹنٹوں نے جو پاک تبرکات کی عزت کرنے پر مضحکہ اڑاتے ہیں۔ شہیدوں اور ابتدائی مسیحیوں کا مذہب جو رسولوں کے شاگرد تھے۔ ترک کر دیا ہے۔

س۔ تبرکات کے بارہ میں تم پروٹسٹنٹوں کو کیا کہو گے؟

ج۔ ہم ان سے کہیں گے۔ کہ اگر تم ان دلائل سے جو اوپر دی گئی ہیں۔ ابھی تک کما حقہ مطمئن نہیں ہوئے ہو تو میں اس بات کا مراجعہ تمہارے ہی دل سے کرتا ہوں۔ مثلاً کیوں لڑکا اپنے باپ یا ماں کی نشانیاں بطور یادگار بڑی احتیاط سے رکھتا ہے؟ کیوں ماں اپنے مرحوم بیٹے کے بال بطور یادگار رکھتی ہے؟ تم کیوں ان چیزوں کی جن کو تمہارے بزرگوں اور بہادروں نے استعمال کیا تھا۔ بڑی عزت کرتے ہو؟ کیوں تم بعض اوقات نہایت کم قیمت اور ادنےٰ چیزوں کے لئے زر کثیر خرچ کرتے ہو؟ محض اس لئے کہ وہ کسی بڑے شخص کی یادگار ہیں۔

س. کیا جاترا‌ؤں سے کوئی رُوحانی فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

ج۔ بے شک ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ سچی ریاضت اور عبادت کی غرض سے کی جائیں۔

س. کیا پروٹسٹنٹ یہ حجت پیش نہیں کرتے۔ کہ خدا ہر ایک جگہ موجود ہے۔ پھر جاترا کی ضرورت ہی کیا ہے؟

ج۔ خدا ہر ایک جگہ واقعی موجود ہے۔ اس امر سے کوئی انکار نہیں کرتا۔ مگر بعض مقامات پرستش کی طرف رجوع کرانے کے لئے زیادہ موزوں ہوتے ہیں۔ جب کہ خدا ہر ایک جگہ حاضر ناظر ہے۔ تو پھر پروٹسٹنٹ خود گرجے کیوں بناتے ہیں۔ اور بغرض دُعا گرجوں میں کیوں جاتے ہیں؟ جب کہ خدا اُن کے گھروں میں بھی گرجوں کی طرح موجود ہے؟

س۔ جاترا کیوں عبادت کرنے کی جانب راغب کرانے کے لئے زیادہ موزوں ہے؟

ج۔ جاترا میں ہم زیادہ سرگرمی سے دُعا مانگتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں پر زیادہ متاسف ہوتے ہیں۔ مثلاً جب ہم بیت اللحم۔ کوہ کلوری۔ اور یروشلم جاتے ہیں۔ جہاں ہمارے خداوند یسوع مسیح نے زندگی بسر کی۔ اور ہمارے لئے تکالیف شدید برداشت کیں۔ تو ہم بڑا رُوحانی فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور ان پاک مقامات کا نظارہ ہمارے دل پر بڑا اثر کرتا ہے۔

س۔ کیا ہم کتاب مقدس میں جاترا کے بارے میں کوئی مثال دیکھتے ہیں؟

ج۔ ہاں۔ مثلاً القانہ اور حنا ہر سال دُعا مانگنے سیلا جایا کرتے تھے (۱ سموئیل ۱: ۳) ہمارا خداوند یسوع مسیح مقدسہ کنواری مریم اور مقدس یوسف ہر سال عیدِ فسح کی تقریب پر یروشلم کو جاتے تھے۔ (لوقا ۲: ۴۱) علاوہ ان نظائر کے اور بھی کئی نظیریں اس امر کی کتاب المقدس میں پائی جاتی ہیں۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور بھی دلیل ہے؟

ج۔ پاک مقامات کی زیارت اور تبرکات کی عزت کرنے کا خیال انسانی خصلت پر منحصر ہے۔ مثلاً کوئی مسافر اُس جگہ کو جہاں کوئی مشہور لڑائی ہوئی یا جہاں کوئی مشہور شخص پیدا ہُوا۔ یا جہاں وہ دفن ہُوا بغیر دیکھے نہ رہے گا۔ لوگ عموماً زمانہ سلف کے مشہور جگہوں کے کھنڈرات کو دور دور دراز ملکوں میں دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور بہت سے برباد شدہ شہروں کا ملاحظہ کرنے جایا کرتے ہیں۔ مگر کوئی شخص کبھی ان کو بت پرست نہیں کہتا۔

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ تبرکات نہیں رکھتے۔ اور یاترا نہیں کرتے؟

ج ۔ ہاں وہ تبرکات رکھتے ہیں۔ اور یاترا بھی کرتے ہیں۔ اس جگہ صرف ایک مثال کا حوالہ دینا کافی ہوگا۔ لوتھر جو پروٹسٹنٹ مذہب کا بانی اور اُن کا رسول اعظم تھا۔ کہتا ہے۔ کہ مجھے شیطان سے بڑے مباحثے کرنے پڑے۔ اور ایک مرتبہ میں نے اپنی دوات شیطان کے سر پر دے ماری۔ وہ کمرہ جس میں یہ واقعہ وقوع میں آیا۔ اور نیز وہ دوات اور دیوار پر کا داغ بڑی احتیاط سے محفوظ رکھے ہوئے ہیں اور ہر سال سینکڑوں پروٹسٹنٹ بڑی عبودیت دینداری اور عزت کے ساتھ اس جگہ کی یاترا کرتے ہیں۔ بہت سے پروٹسٹنٹ ایسلین (Eisleben) کی جہاں لوتھر فوت ہوا تھا۔ زیارت کرتے ہیں۔ اور اُن چیزوں کو جو لُوتھر کی تھیں۔ بڑے پیار کے ساتھ چھوتے ہیں۔ اور ان میں سے کچھ اپنے ساتھ لایا کرتے ہیں اور اُن کو سر اور دانتوں کے درد کے علاج میں استعمال کرتے ہیں۔ (دیکھو آوڈنس سوانح لُوتھر منجانب ڈبلیو ٹرن بل (Audin's life of Luther English by W. Turnbull (translation

بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ پھر یہی لوگ شہیدوں کے تبرکات پر مضحکہ اڑاتے ہیں۔ اور کاتھولک جاتراؤں پر تمسخر کرتے ہیں۔

س ۔ مندرجہ بالا بیان سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ ہم اس سے حسب ذیل نتائج نکالتے ہیں۔

(۱) یہ کہ پروٹسٹنٹ لوگ جاتراؤں اور تبرکات پر حملہ کرنے کے باعث پاک نوشتوں ہی سے منکر ہوتے ہیں۔ اور انسانی خصلت کو بھی جھوٹا سمجھتے ہیں۔

(۲) یہ کہ اس مضمون کی نسبت کاتھولک کلیسیا دوسرے مضامین کی طرح سچی تعلیم دیتی ہے۔ اور اس کی تعلیم پاک نوشتوں اور عقلِ سلیم کے موافق ہوتی ہے۔

پنجم ۔ مقدس تصاویر کا بیان

س ۔ کیا کاتھولک تصویروں کی پرستش کرتے یا اُن سے مناجات کرتے ہیں؟

ج - بالکل نہیں۔ کاتھولک صرف خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ کاتھولک مقدس تصویروں کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن وہ نہ تو اُن پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور نہ اُن سے فضل و امداد کے خواستگار ہوتے ہیں۔ اور نہ اُن سے دُعا مانگتے ہیں۔ اور نہ اُن سے سفارش کراتے ہیں۔

س - اس مضمون کے بارے میں صحیح کاتھولک تعلیم کیا ہے؟

ج - ہم محض اس وجہ سے تصویروں اور مورتوں کی عزت کرتے ہیں۔ کہ وہ یسوع مسیح۔ مقدسوں اور فرشتوں کی صورت کو ظاہر کرتی ہیں۔ ہم اس امر کا یقین نہیں کرتے۔ کہ تصویروں اور مورتوں میں کوئی پوشیدہ اور عجیب صفت یا رُوحانی قوت ہے۔ عزت تو محض یسوع مسیح اور مقدسوں کی ہی کی جاتی ہے۔ نہ کہ تصویروں کی۔ مثلاً جب ہم یسوع مسیح کی تصویر کے آگے اپنے سر کو برہنہ اور ننگا کرتے یا جھکاتے ہیں۔ تو ہم صرف یسوع مسیح ہی کی پرستش کرتے ہیں۔ اور جب ہم یہی عمل کسی مقدس تصویر کے آگے کرتے ہیں۔ تو ایسا کرنے سے ہم خود مقدس کی عزت کرتے ہیں۔ نہ کہ تصویر کی۔

چونکہ کاتھولک اصحاب پر عموماً اس امر کی بابت الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ کلیسیا کی اصلی تعلیم کو چھپاتے اور بدلتے ہیں۔ اس لئے ٹرینٹ کی مجلس کے الفاظ بطور شاہد بیان کرنے مفید ہوں گے۔ اور وہ الفاظ حسب ذیل ہیں۔

مسیح اور خدا کی کنواری ماں اور دیگر مقدسوں کی تصاویر پاس رکھی جائیں۔ خصوصاً گرجوں میں اور اُنکی مناسب عزت کی جائے۔ لیکن اس سبب سے نہیں۔ کہ ان میں کوئی اُلوہیت یا خوبی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی پرستش کی جائے۔ یا اُن سے کسی بات کی التجا کی جائے۔ یا کہ تصویروں پر بھروسہ اور اعتماد کیا جائے۔ جیسا کہ پُرانے زمانہ میں بُت پرست لوگ جو اپنی اُمیدبُتوں پر رکھتے تھے۔ کیا کرتے تھے۔ بلکہ صرف اس باعث سے کہ وہ عزت جو تصویروں کو دی جاتی ہے۔ خود یسوع مسیح اور مقدسوں کی جن کی صُورت وہ تصاویر یات دکھائی ہیں کی جاتی ہے۔ اُن تصویروں کے ذریعہ سے جن کو ہم چُومتے ہیں۔ اور جن کے آگے ہم اپنے سر کو ننگا کرتے ہیں۔ اور دوزانو ہوتے ہیں۔ ہم مسیح کی پرستش اور مقدسوں کی عزت کرتے ہیں۔ اور یہ مسئلہ عام مجلسوں کے فیصلوں اور خصوصاً نکایا کی دوسری مجلس کے فیصلہ سے تصویروں کے دشمنوں کے خلاف منظور ہو چکا ہے۔" کونسل آف ٹرنٹ سیشن ۲۵

س - نسبتی عزت (ریلیٹو آنر) (Relative honour) سے تمہاری کیا مراد ہے؟

ج ۔ تاہم عزت سے میری وُہ عزت مراد ہے۔ جو کسی چیز کی نہ خود اُس چیز کے باعث بلکہ اور کسی شے کے باعث جس کو وہ ظاہر کرتی ہے۔

س ۔ کیا خود پروٹسٹنٹ مادی چیزوں کو نسبتی عزت نہیں دیتے؟

ج ۔ ہاں کرتے ہیں۔ مثلاً ہوس آف لارڈس میں انگلستان کے اُمرا وزرا او بادشاہ کے تخت کے آگے جھکتے ہیں۔ اور ہر ملک میں سپاہی اپنے جھنڈے کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور کسی قوم کی دوستانہ عزت ظاہر کرنے کا یہی طریق ہو کہ اُس قوم کا جھنڈا کھڑا کیا جائے۔ توپوں کی سلامی دی جاتی ہے۔ یہ تمام عزتیں محض تخت کی نہیں کی جاتیں۔ بلکہ صرف بادشاہ کے بلند وارفع رتبہ کی۔ اور نہ کپڑے کے اُس ٹکڑے کی جو پھریرا کہلاتا ہے۔ بلکہ اُس ملک کی جس کا وہ جھنڈا ہے کی جاتی ہے۔ اسی طرح وہ عزت جو کاتھولک تصویروں اور مورتوں کی کرتے ہیں۔ وہ صرف یسوع مسیح اور اس کے مقدسوں کی عزت ہوتی ہے۔ جن کو وہ تصویریں اور مورتیں ظاہر کرتی ہیں۔

س ۔ کیا خدا کا پہلا حکم تصویروں اور مُورتوں کے بنانے یا ان کے استعمال کرنے کو منع نہیں کرتا؟

ج ۔ خدا تصویروں اور مُورتوں کا بنانا منع نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اُن مورتوں کے بنانے سے جو بطور دیوتاؤں کے پُوجی جاتی ہیں۔ منع فرماتا ہے۔ اور یہ امر مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہوتا ہے"خداوند تیرا خدا میں ہُوں۔ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو۔ تو اپنے لئے تراشی ہوئی مُورت اور کسی چیز کی صُورت جو آسمان کے اُوپر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے۔ مت بنا۔ تو ان کی پرستش نہ کر۔ اور نہ ان کی بندگی کر۔ اس لئے کہ میں خداوند تیرا خُدا غیور ہوں" (خروج ۲۰: ۲و۵)

س ۔ کیا پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ جو شخص کسی قسم کی مُورت بناتا ہے۔ وہ خدا کے حکم کو توڑتا ہے۔ اور بُت پرستی میں گرفتار ہوتا ہے؟

ج ۔ اگر یہ بات بالکل درست ہو تو بقول اُن کے دگو ہمارا دل ایسے کفر سے کانپتا اور تھر تھراتا ہے) خدا خود بُت پرستی کا تقصیروار ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ اس نے تراشی ہوئی صورتیں اور اُن چیزوں کی صورتیں جو آسمان کے اوپر اور نیچے زمین پر ہیں۔ بنانے کے لئے صریحاً حکم دیا ہے"۔ تو سونے کے دو کروبی بنائیو۔ انہیں گھڑ کر اس کفارے کے سرپوش کی دونوں طرف بنائیو" (خروج ۲۵: ۱۸) کیا فرشتے اُن چیزوں میں سے نہیں ہیں۔ جو آسمان پر ہیں؟

پھر ہم پڑھتے ہیں۔ کہ خدا نے حکم دیا۔ "تو ایک پیتل کا سانپ بنا۔ اور ایک نیزے پر لٹکا۔ جو سانپ کا ڈسا ہُوا اس پر نظر کرے گا۔ وُہ بچ جائے گا"۔ (گنتی ۲۱: ۸) پھر اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خود خدا نے اُن چیزوں کی صورت جو نیچے زمین پر ہیں بنانے کا حکم دیا۔

پھر کیوں پروٹسٹنٹ خادم الدین اور رہنما اپنی کتابوں۔ رسالوں اور سوال و جواب کی کتابوں اور زبانی تعلیم میں خدا کے پہلے حکم کا حوالہ تو دیتے ہیں۔ کہ "تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنا" لیکن دوسری آئیت کا جس میں خدا نے موسےٰ کو دو سونے کے کروبی بنانے اور اُن کو گرجا میں رکھنے کے لئے فرمایا تھا۔ حوالہ نہیں دیتے؟ اگر پروٹسٹنٹ مورتوں کے مسئلہ پر کتاب مقدس کی پوری تعلیم دیں۔ تو اُس سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ خدا صرف یہ منع کرتا ہے۔ کہ کسی چیز کی صورت جو آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے۔ خدا یا دیوتا مان کر نہ بنا۔ نہ ان کی پُوجا کر۔

س۔ اگر خدا کسی مورت کا بنانا ہی منع کرتا۔ تو اس سے کیا نتیجہ نکلتا؟

ج۔ یہ کہ خود پروٹسٹنٹ بُت پرست ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے لئے مُورتیں بناتے ہیں۔ اور اُن چیزوں کی جو اوپر آسمان پر ہیں یا نیچے زمین پر یا پانی میں جو زمین کے نیچے ہیں صورتیں بناتے ہیں۔ وہ اپنے بادشاہوں اور بڑے بڑے آدمیوں کی مُورتیں بناتے ہیں۔ اور اُن کو بڑے احترام سے سرکاری مقامات میں اور بعض وقت اپنے گرجوں میں بھی نصب کرتے ہیں۔

اس گناہ سے پاک و صاف ہونے کے لئے اُن کو چاہیئے۔ کہ نقاشوں اور سنگ تراشوں کو جلاوطن کر دیں۔ اور اپنے محلوں۔ گرجوں اور سرکاری مقاموں کی تصویروں اور مورتوں کو مسمار کر دیں۔

س۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج۔ یہ کہ یہ بہت صاف امر ہے۔ کہ خدا نے مورتوں کا بنانا یا اُن کو گرجوں میں نصب کرنا منع نہیں کیا۔ کیونکہ اس نے صریحاً موسےٰ کو مورتیں بنانے اور ان کو اپنی ہیکل میں نصب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر خود خدا نے فرشتوں کی مورتوں کا بنانا۔ اور اُن کو ہیکل میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ تو پھر ہم فرشتوں کی صورتیں کیوں نہیں بنا سکتے؟

کیوں ہم پیتل کے سانپ کے بجائے مسیح مصلوب کی تصویریں دپیتل کا سانپ اس کا نشان

تھا) نہیں بنا سکتے ہیں۔ پروٹسٹنٹ اپنے بادشاہوں۔ شہزادیوں کی تصویریں بناتے ہیں۔ اور کیا ہم اپنے بادشاہ یسُوع مسیح اور اپنی ملکہ خدا کی ماں کی تصویریں نہیں کھینچ سکتے؟ وہ اپنے بہادروں اور بڑے بڑے لوگوں کی مورتیں تو بناتے ہیں۔ لیکن ہم اپنے مذہبی بہادروں یعنی مسیح کے شہیدوں اور مقدسوں کی مورتیں نہیں بنا سکتے! تعجب ہے!

س۔ لیکن اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے۔ کہ مورتوں کا بنانا منع نہیں۔ تو کیا اُن مورتوں کی پوجا کرنی منع نہیں ہے؟

ج۔ بے شک منع ہے۔ مگر اس حجت کا کاتھولک مسئلہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ہم تصویروں اور مورتوں کی پرستش اور بندگی نہیں کرتے۔ اور ہم بدل و جان کہتے ہیں۔ کہ "لعنت ہو اُس شخص پر جو تصویروں اور مورتوں کی پرستش اور بندگی کرتا ہے۔" ہم مقدس تصویروں اور مورتوں کو دیکھ کر یسُوع مسیح کی پرستش اور اس کے مقدسوں کی عزت کرتے ہیں۔

س۔ کیا کتاب مقدس پاک چیزوں کی عزت کرنے سے منع نہیں کرتی؟

ج۔ بالکل نہیں۔ عہد کا صندوق ایک مادی چیز تھا۔ اور دو سُنہری فرشتوں کی مورتیں اس کو ڈھانپے ہوئے تھیں۔ ہم کتاب مقدس میں پڑھتے ہیں۔ کہ "تب یشوع اور سارے اسرائیل کے بزرگوں نے اپنے کپڑے پھاڑے۔ اور خداوند کے عہد کے صندوق کے آگے شام تک اوندھے پڑے رہے" (یشوع ۷ : ۶) خداوند کے کاہن عہد کے صندوق کے آگے لوبان جلایا کرتے تھے۔ (خروج ۳۰ : ۳۶) داؤد اس عہد کے صندوق کو ابیناداب کے گھر سے بڑے شان و شوکت کے ساتھ نکال لایا (۲ سلاطین ۶ : ۳) پھر زبور میں داؤد بیان کرتا ہے۔ "تم خداوند ہمارے خدا کو بزرگ جانو۔ اور اس کے پاؤں کی کرُسی کے پاس سجدہ کرو کہ وہ قدوس ہے۔" (زبور ۹۸ : ۵) اور یہ خداوند کے پاؤں کی کرُسی بجز عہد کے صندوق کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ جیسا کہ خود داؤد کے الفاظ سے ثابت ہے۔ "میرے دل میں تھا۔ کہ خداوند کے عہد کے صندوق کے لئے آرام گاہ اور ہمارے خدا کے لئے پاؤں کی کرُسی بناؤں۔" (اتواریخ ۲۸ : ۲) اس لئے یہ بات خود کتاب مقدس سے صاف صاف ظاہر ہے۔ کہ نسبتی عزت جو ہم پاک چیزوں کی کرتے ہیں۔ بالکل جائز اور درست ہے۔

س۔ تصویروں سے کیا فائدہ ہے؟

ج ۔ اگر انسان محض رُوح ہوتا۔ تو اس کو ایسی محسوس نشانیوں کی ضرورت نہ ہوتی۔ مگر جب تک
اس کی رُوح مادّی بدن میں ہے۔ پاک چیزوں کی صورتیں اس کے لیئے بہت مفید ہیں۔ یسوع مسیح
اور اس کے مقدسوں کی تصویریں اور مورتیں گرجوں میں سجانا اَن پڑھوں اور ناخواندہ لوگوں کو سکھانے
اور عبادت اور دینداری کی طرف مائل کرنے کے لیئے کام آتی ہیں۔ پاک تصویریں کھُلی ہوئی کتابیں
ہیں۔ جو ہمیشہ ہم کو ہمارے خداوند اور اس کی مبارک ماں اور اس کے مقدسوں اور شہیدوں
کی یادگاری کرنا سکھاتی ہیں: تاکہ ہم ان تمام عنایتوں کے باعث جو مسیح کے ذریعہ سے ہم کو
عطا ہوئی ہیں۔ خدا کا شکر ادا کریں۔ اور ہم اپنی زندگیاں اور اپنے اخلاق مقدسوں کی مانند بنا سکیں
اور انکی نیک مثالوں کی پیروی کریں۔

س ۔ کیا ایسی پاک تصویریں اور مورتیں نہیں ہیں۔ جن سے بڑے بڑے معجزے منسوب کیئے جاتے ہیں

ج ۔ بلاشک ہیں۔ یہ معجزے خدا نے کیئے۔ جب کہ لوگوں نے مبارک کنواری یا مقدسوں کی خاص
خاص تصویروں کے آگے دعائیں مانگیں۔ ایسے معجزات تصویر کی کسی تاثیر یا وصف کے ساتھ منسوب
نہیں ہوتے۔ بلکہ خدا کی بڑی قدرت سے جو اپنے مقدسوں کی دعاؤں سے معجزے کرنے کے لئے
متحرک ہوئی ہے۔ اور اُنہی معجزات کے ذریعہ سے اپنی کلیسیا کے ایمان کی شہادت دیتی ہے۔ منسوب
کیئے جاتے ہیں۔

س ۔ کیا معجزہ کرنے والی تصویروں کا ذکر کرنا مضحکہ انگیز بات اور پاک کلام کے خلاف نہیں ہے؟

ج ۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ ہم پاک کلام میں پڑھتے ہیں۔ کہ خدا نے معجزوں کے لئے مورتیں استعمال
کی ہیں۔ تب خداوند نے موسےٰ کو فرمایا۔ کہ ایک سانپ بنا۔ اور اسے ایک نیزے پر لٹکا۔ جو ڈسا ہوا اس
پر نظر کرے گا۔ وہ بچ جائے گا۔" (گنتی ۲۱: ۸) اور ایسا ہوا کہ سانپ نے جو کسی کو کاٹا تو جب اُس
نے اُس پیتل کے سانپ پر نظر کی تو وہ زندہ رہا۔" (آیت ۹)

س ۔ تم کہتے ہو۔ کہ کاتھولک کلیسیا تصویروں اور مورتوں سے کوئی الٰہی یا اعجازی قدرت منسوب
نہیں کرتی۔ نہ وہ ان سے دُعا کرتی ہے۔ تو پھر کیوں بعض دعائیں صلیب کو دیکھ کر کی جاتی ہیں؟

ج ۔ یہ دُعائیں۔ مثلاً اے صلیب میری اُمید وغیرہ صلیب کی لکڑی کی طرف خطاب نہیں کی
جاتیں۔ بلکہ مجازی طور پر مسیح مصلوب کی طرف۔ جیسا کہ مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ میں اپنے خداوند یسوع

مسیح کی صلیب پر فخر کرتا ہوں"۔ (گلاتیوں کو ۶: ۱۴)

س۔ تصویروں کے مضمون کے بارہ میں تم ان پروٹسٹنٹوں کو جو کاتھولک کلیسیا پر خدا کے دوسرے حکم کو رد کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ کیا جواب دیتے ہو؟

ج۔ خدا کا دوسرا حکم یہ ہے۔ کہ تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لے" اور یہ حکم ہر ایک کاتھولک سوال و جواب کی تعلیم میں پایا جاتا ہے۔ جسے پروٹسٹنٹ دوسرا حکم کہتے ہیں۔ وہ پہلے حکم کی تشریح ہے۔ اور جو فرق انہوں نے دعائے عمیم کی کتاب میں کیا ہے۔ وہ ایک تبدیلی ہے۔ جو پاک تصویروں کو رد کرنے کے لئے ارادۃً کی گئی ہے۔ میں اس کو تبدیلی کہتا ہوں۔ کیونکہ گو دس حکموں کے شمار کرنے کا کوئی تحقیق طریق نہیں۔ تاہم یہ بات صاف ہے۔ کہ یہودی اوروں کی نسبت بہتر جانتے تھے کہ دس حکموں کی تقسیم اور ان کا شمار کیا ہے۔ یہودی کاتھولک کلیسیا کے مطابق دس حکموں کی تقسیم اور شمار کرتے ہیں۔ یہ تبدیلی شروع میں تقریباً تین سو برس ہوئے انگریز پروٹسٹنٹوں نے اپنے مطلب براری کے لئے کی۔ مگر دیگر پروٹسٹنٹ فرقے مثلاً جرمنی کے لوتھر کے پیرو۔ پرانے صحیح طریق کو مانتے اور کاتھولک تقسیم کی پیروی کرتے ہیں (دیکھو دی جرمنی لوتھرن کیٹی کزم)

س۔ تم اس کل بیان سے جو اس باب میں کیا گیا ہے۔ کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس بیان سے حسب ذیل نتائج نکالتے ہیں۔

(۱) یہ کہ کاتھولک کلیسیا فرشتوں اور مقدسوں اور اُن کے تبرکات اور ان کی تصویروں کی عزت کرنے میں بالکل راستی پر ہے۔

(۲) یہ کہ جو اشخاص کاتھولک کلیسیا پر اس وجہ سے بُت پرستی کا الزام لگاتے ہیں۔ وہ کاتھولک مسائل اور پاک نوشتوں کی تعلیم سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور یہ امر ہمارے بیانات اور ہماری مذکورہ بالا نوشتوں کی شہادتوں سے ظاہر ہے۔ اس مضمون کی زیادہ واقفیت کے لئے دیکھو ریورنڈ ایل میورن۔ ایس۔ جے۔ بمبئی کی کتاب "پاک تصویروں کا استعمال" مطبوعہ ۱۸۹۶ء

ششم۔ خدا رسیدہ لوگوں کو مقدسوں کے زمرہ میں شامل کرنا

س۔ کیا پروٹسٹنٹ اصحاب۔ کیتھولک کلیسیا کی ایک اور تعلیم جو مقدسوں کے بارہ میں ہے بالعموم

غلط نہیں سمجھتے۔ اور اُس کو غلط پیرایہ میں بیان نہیں کرتے۔

ج۔ ہاں یہ تعلیم خدا رسیدہ لوگوں کو مقدسوں کے زُمرہ میں شامل کرنے کی ہے۔ جب کبھی وہ اس تعلیم کا ذکر کرتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ بُت پرستی۔ بے دینی کی بلکہ غیر مسیحی تعلیم ہے۔ اور اس سے کاتھولک کلیسیا کی تذلیل ہوتی ہے۔

گو ان الزامات پر وہ لوگ بھی یقین نہیں کرتے۔ جو اُن کو استعمال کرتے ہیں۔ تاہم نیک دلوں کی خاطر اُن کی نسبت عرض کرنا غیر مناسب نہ ہوگا۔

س۔ خدا رسیدہ لوگوں کو مقدسوں کے زُمرہ میں شامل کرنے کا مطلب کیا ہے؟

ج۔ اس کا مطلب کلیسیا کے دینی سردار کا فتوے ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ وہ شخص جب اس زندگی میں تھا۔ تو وہ بڑی کوشش اور شجاعت سے مسیحی نیکیاں کرتا رہا۔ اور اس کی سفارشوں سے خدا کو پسند آیا۔ کہ معجزے کرے۔ اور یہ معجزے بالخصوص اس کی موت کے بعد وقوع میں آئے۔ اس لئے لازم ہے۔ کہ اس کی عزت بطور مقدسوں کے کی جائے۔ جو آسمان میں مسیح کے ساتھ سلطنت کرتے ہیں۔

س۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ پوپ صاحب یہ فیصلہ کرتا ہے۔ کہ "ابدی جزا کون پائے گا" کیا وہ زندوں اور مُردوں کا منصف ہے؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ صرف مسیح زندوں اور مُردوں کا مُنصف ہے۔ اس نے اپنے رسولوں کی بابت جو اس دنیا میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس کے پیچھے ہوئے تھے فرمایا۔ کہ "وہ بارہ تختوں پر بیٹھیں گے۔ اور اسرائیل کے بارہ فرقوں کی عدالت کریں گے۔" لیکن ہم یہاں یہ نہ بتائیں گے۔ کہ اس عدالت میں اُس کے حقیقی پیروؤں کا کیا خاص کام ہوگا۔ ہم تو بڑی عاجزی سے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ صرف مسیح ہی عدالت کرنے والا ہے۔ اور ابدی جزا صرف وُہی دیگا۔ مگر آسمانی ابدی جزا اعطا کرنا کچھ اور ہے۔ اور ابدی جزا جو مسیح نے عطا کی ہے اس کو سُنانا یا اقرار کرنا کچھ اور بات ہے۔ مقدم الذکر کا یہ مطلب ہے۔ کہ عدالت ہوگی۔ اور موخر الذکر کا مطلب یہ ہے کہ انصاف کر کے فتوے سنایا گیا۔ مقدم الذکر میں صرف مسیح کا کام ہے اور مُوخر الذکر وہ سب رُوحیں کر سکتی ہیں۔ کہ جن کو مسیح نے بتا دیا کہ فیصلہ کیا ہے۔ اور یہ کہ اس نے اپنے بے مدد راست طریقہ سے کیا فیصلہ کیا ہے؟

س ۔ ذرا اس بات کو تمثیل سے سمجھائیے؟

ج ۔ یہ ہماری طاقت سے باہر ہے۔ کہ ہم انصاف کر کے کہیں کہ اُس تائب چور کی توبہ جو ہمارے منجی کے پاس صلیب پر لٹکا ہُوا تھا حقیقی اور سچی اور ایسی مقبول تھی۔ کہ ابدی بادشاہت کے لئے اُس کے واسطے دروازے کھل گئے لیکن جب ہم سنتے ہیں۔ کہ ہمارا منجی صلیب پر سے کہتا ہے۔ کہ اس دن وہ توبہ کرنے والا ڈاکو اس کے ساتھ بہشت میں ہوگا۔ تو ہمیں یہ اختیار مل جاتا ہے۔ کہ ہم مسیح کی طرح اور اس کے ہم زبان ہو کر کہیں کہ اُس شخص کو ابدی جزا مل گئی۔ اور اگر مسیح کو پسند آتا ہے۔ کہ کسی شخص کی نسبت ایسی بات بتائے۔ تو ہم کو بھی اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ ہم اس شخص کی بابت کہہ دیں۔ کہ وہ خداوند کے ساتھ بہشت میں حکمران ہے۔

س ۔ لیکن کیا مسیح ایسی باتیں منکشف کر دیتا ہے۔ یا بقول پروٹسٹنٹ صاحبان کیا پوپ صاحب کا مسیح کے ساتھ ایسا گہرا تعلق ہے۔ کہ وہ سینکڑوں آدمیوں کے بارہ میں فتوے دے دے۔ کہ وہ آسمانی جلال کے مستحق قرار دیئے جا چکے ہیں؟

ج ۔ مکاشفے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ براہ راست اور قرائینی یا ضمنی۔ پہلے کی نسبت ہمارے خداوند یسوع مسیح کے الفاظ ہیں "کہ تو آج میرے ساتھ بہشت میں ہوگا" (مقدس لوقا ۲۳: ۴۳) ضمنی اس وقت سمجھ میں آتا ہے۔ جب متوفی کی سفارش کی بدولت معجزے وقوع میں آتے ہیں۔ اگر معجزہ صحیح ہے تو ہم نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ جس شخص کی سفارش سے معجزہ ہُوا۔ ہرگز ہرگز ہمیشہ کے عذاب کا وارث نہیں بلکہ ضرور بالضرور خدا کا دوست اور آسمان میں خدا کے جلال کا وارث ہوگا۔

س ۔ کیا یہ نتیجہ صحیح ہے؟

ج ۔ یہ نتیجہ ایسا بدیہی اور صاف و صریح ہے۔ کہ اس پر کوئی چوں و چرا نہیں کر سکتا۔ خدا کی مرضی یہی تھی۔ کہ صرف معجزوں سے ثبوت دے۔ اور موسےٰ کو معجزے عطا کئے۔ تاکہ ثابت ہو جائے کہ اس کا کلام صرف خدا کی طرف سے ہے۔ انبیاء معجزوں سے ثبوت دیتے رہے۔ اور خدا ان سے ثبوت دلوا تا رہا۔ کہ وہ خدا کی طرف سے کلام کرتے ہیں۔ مسیح نے اپنا ثبوت معجزوں سے دیا۔ کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ اور نیز مقدسین بھی معجزوں ہی سے ثبوت دیتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے دوست اور خدا کے ابدی جلال کے وارث ہیں۔

س ۔ اگر یہی حالت ہے۔ کہ صرف ایک ہی معجزہ کافی ہے۔ جس سے معلوم ہو جائے۔ کہ فلاں شخص ابدی جزا پا چکا ہے۔ اور اگر یہ ٹھیک ہے۔ تو پوپ صاحب کو اس امر کے اعلان کرنے کی کیا ضرورت ہے! کہ فلاں شخص نے بڑی مستعدی اور شجاعت سے مسیحی نیکیاں کی ہیں۔ یا پوپ کی طرف استصواب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ہم اس قابل نہیں کہ اس امر کا فیصلہ کریں۔ کہ کوئی معجزہ وقوع میں آیا ہے۔ اور جس شخص کے ذریعہ سے وقوع میں آیا ہے۔ وہ مقدس ہے؟

ج ۔ ہاں ایک ہی معجزہ کافی ہو سکتا ہے۔ صداقت کا خدا کبھی یہ گوارا نہیں کرتا۔ کہ کوئی معجزہ ہمیں غلطی میں مبتلا کرنے کی خاطر ظہور میں لائے۔ یا کسی شخص کو جو ابدی سزا کا مستحق ہوا ہے۔ اُسے جلال دیوے لیکن کلیسیا اور اس کے حاکموں کی دانشمندانہ حکمت کو دیکھئے۔ کہ جب کوئی معجزہ وقوع میں آتا ہے۔ یا اس کے وقوع میں آنے کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ تو لوگ فوراً رائے زنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ جس شخص کی بدولت یہ معجزہ ظہور میں آیا۔ وہ خدا کے فرزندوں میں شمار کیا گیا ہے:" (حکمت ۵:۵)

لیکن کئی واقعات ایسے ہیں۔ کہ جن کے باعث معجزوں پر شک ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ لوگوں کو دھوکا لگا ہو۔ یا ان کو دھوکا دیا گیا ہو۔ ممکن ہے کہ کسی عقیدت کی سرگرمی اور گرم جوشی سے دھوکا کھا لیا ہو۔ پس بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کہ کسی کو ایسی عزت نہ دی جائے۔ جو یقینی طور پر اس کا مستحق نہ ہو۔ یا کسی سے مناجات نہ کی جائے۔ جب تک کہ یقین نہ ہو کہ مناجات کارگر ہو گی۔ پس غلطی کا احتمال دور کرنے کے لئے کلیسیا کامل طور سے تحقیقات کرتی ہے۔ تاکہ اس میں کسی قسم کی غلطی کا امکان تک باقی نہ رہے۔

س ۔ اس تحقیقات کا پہلا قدم کیا ہے؟

ج ۔ پہلا سوال یہ ہے کہ وہ شخص جس کی طرف معجزہ منسوب کیا جاتا ہے کون ہے! کیا اس شخص کا چال چلن ایسا پاکیزہ تھا۔ کہ اس کی بابت یہ خیال کیا جا سکے۔ کہ خدا تعالیٰ اس کی سفارش سے معجزانہ کام کرائے گا۔ اس بات کی تحقیق کے بعد پھر نفسِ معجزہ کی تفتیش کی جاتی ہے۔ اگر پہلی بات ہی ثابت نہ ہو۔ تو پھر تحقیقات نہیں کی جاتی۔

پھر غور کیجئے۔ کہ کس قدر اس بارہ میں حزم و احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ تحقیقات کو جاری رکھنے

کے لئے یہ مکمل طور پر معلوم کیا جاتا ہے کہ روئیداد صحیح ہو۔
پڑتال بہت سختی سے ہوتی ہے۔ اس کے لئے کلیسیا کا کوئی مشہور لائق اسقوف مقرر کیا جاتا ہو تاکہ وہ اس باب میں منصف بنے۔ اس کا یہ کام نہیں ہوتا کہ "مقدس بنانے" کے کام میں عجلت اور سہل انگاری سے کام لے۔ لیکن برعکس اس کے اُس کا کام گویا ایسا ہے کہ اُس نے کسی فوجداری مقدمہ میں استغاثہ کو ثابت کرنا ہے۔ اور جس شخص کی نسبت تحقیقات ہو رہی ہے۔ اس کے حق میں جو کچھ کہا جاتا ہے۔ اس کو پرکھے۔ یہ سمجھ لیجئے۔ کہ وہ اس تلاش میں ہوتا ہے۔ کہ جس شخص کا معاملہ اس کے درپیش ہے۔ اس کے ایمان و عمل میں کوئی نقص تلاش کرے۔ اور اس کی نیکو کاریوں میں کوئی نہ کوئی کمی نکالے۔ اور گناہ یا بدی کی جانب اس کے میلانِ طبع کی تفتیش کرے۔ اگر اُس نے کوئی تحریر چھوڑی ہے۔ تو اس کی طرزِ تحریر کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ اگر اس میں کوئی فقرہ ایسا مندرج ہو۔ کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ مقدس تخت کے فیصلوں کے خلاف ہے۔ تو تحقیقات فوراً بند کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ایمان۔ اُمید۔ محبت کی مسیحی نیکیوں کی پڑتال ہوگی۔ اس کے بعد چند نہایت مشہور نیکیاں یعنی ہشیاری۔ بُردباری۔ انصاف۔ اعتدال۔ حلم۔ صبر۔ عاجزی وغیرہ وغیرہ دیکھی جاتی ہیں۔ یہ کُل نیکیاں فرداً فرداً پڑتال کی جاتی ہیں۔ کوئی بھول چوک خواہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ اُس منصف کی نگاہ سے فروگذاشت نہیں ہوتی۔ اگر کامل طور پر تحقیق کر لینے کے بعد متذکرہ بالا نیکیوں میں کسی قسم کا نقص برآمد نہ ہو۔ تو کیا آپ خیال کریں گے۔ کہ مقدس ہونے کا فتوےٰ لگ گیا؟

نہیں۔ بلکہ یہ تو ابتدا ہی ہے۔

س ۔ کیوں؟

ج ۔ کیونکہ خدا کے دوست کی نسبت صرف یہی دیکھنا کافی نہیں۔ کہ وہ گناہ سے پاک ہے۔ بلکہ یہ کہ نیکیوں میں اس نے کتنی عظمت حاصل کی ہے۔ اور جب کلیسیا اس امر کا فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔ کہ کون شخص مقدسوں کے زمرہ میں شامل کیا جائے۔ تو وہ یہ بھی دیکھتی ہے۔ کہ شخص مذکور نے کس شجاعت اور بہادری سے نیکی کی ہے۔ پس اس کی ایک ایک نیکی کو سامنے رکھ کر اس پر غور کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے مختلف مقدس کاموں میں کتنا حصہ لیا ہے۔ پس سوال یہ نہیں رہتا۔ کہ اس کے دل

میں ایمان ڈگمگا گیا ہے۔ بلکہ یہ کہ ایمان مستقل طور سے برابر کام کرتا رہا ہے؟ اور نیز دکھوں بلکہ موت کے دکھوں میں بھی ایمان کا اقرار متواتر قائم رہا ہے؟ اور یہ سوال بھی نہیں رہتا۔ کہ اس میں محبت کی کمی پائی گئی ہے؟ بلکہ یہ کہ اُس نے قول و فعل سے خدا کی محبت کی سرگرمی اور گرمجوشی جو اس کے دل میں نہاں نہ رہ سکتی تھی۔ بلکہ دوسروں پر ظاہر ہونی چاہیئے تھی دکھائی ہے۔ یا نہیں؟ اور اس کے دل میں ہمسایہ کی محبت اس قدر افزوں اور بدرجہ غایت تھی۔ کہ وہ محتاجوں اور غریبوں اور بیماروں کی ضروریات میں پوری مدد کرتا۔ اور اُن سے کامل ہمدردی کرتا تھا؟ اور یہی کیفیت دیگر نیکیوں کی بھی ہوتی ہے۔

س۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟

ج۔ جب یہ ثابت ہو جائے۔ کہ ہر ایک نیکی بڑی بہادری سے عمل میں لائی گئی ہے۔ تو دوسرا سوال زیرِ بحث آتا ہے۔ کہ کیا ہر ایک نیکی تکمیل تک پہنچی ہے؟ اور کیا یہ نیکی تا دمِ زیست جاری رہی ہے؟ کیونکہ ان شرطوں کے بغیر نیکی مفید نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد مقدس کی موت کے دنوں کے واقعات دیکھے جاتے ہیں۔ کیا زندگی کے آخری لمحوں میں اس امر کے ثبوت ملتے ہیں۔ کہ مرحوم مقدس میں یہ سب نیکیاں برابر پائی جاتی تھیں؟ اس نے صبر کو ہاتھ سے تو نہیں دیا؟ کیا اس نے خدا کی پاک مرضی اور رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا؟ اور رغبتِ الٰہی اس کے جسمانی درد والم میں کم تو نہیں ہو گئی؟ اور کیا یسوع مسیح کے ساتھ اُمید اور ایمان کی وابستگی کسی صورت سے کم تو نہیں ہوئی؟ بالفاظِ دیگر یہ سب نیکیاں اس وقت تک جب ابدیت شروع ہوتی ہے برقرار رہیں یا نہیں؟ اگر برابر قائم رہیں۔ تو جو کچھ انسان کے لئے دریافت کرنا ممکن تھا۔ دریافت کر لیا گیا۔ اور یہ کہنا ممکن ہو گیا۔ کہ اس بارہ میں تحقیقات بوجہ احسن کی گئی ہے۔

س۔ کیا کلیسیا انسانی فتوے پر حصر کر سکتی ہے؟

ج۔ نہیں۔ صرف خدا ہی دلوں کا جاننے والا ہے۔ اور باوجود منصفوں کی رائے۔ عقلمندی اور پاکیزگی کے کلیسیا حقیقی طور سے اُن کے فتوؤں کے مان لینے کے لئے تیار نہیں ہو جاتی۔ اب یہاں انسانی شہادت سے بھی بڑھ کر الٰہی شہادت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور یہ دیکھنا

باقی رہ جاتا ہے۔ کہ کیا خدا نے بھی یہ پسند کیا ہے یا نہیں۔ کہ اس شخص کی معرفت معجزے عمل میں آئیں
تاکہ وہ معجزے مندرجہ بالا تحقیقات کاملہ پر مُہر لگا دیں۔

س ۔ ان تحقیقات کی آخری منزل کیا ہے؟

ج ۔ آخری اور سب سے مشکل کام یہ ہے۔ کہ کیا جب اُس مقدس سے مناجات کی جائے۔ تو معجزے ظاہر ہوئے یا نہیں؟ یہ بھی قابلِ غور امر ہے۔ کہ جب یہ شخص اُس دنیا میں تھا۔ اور اس کی وساطت سے کوئی معجزہ ظاہر بھی ہوا ہو۔ تاہم وہ کافی نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ وہ تھوڑے عرصہ کیلئے خدا کا دوست رہا ہو۔ اور اس میں تا دمِ زیست استقلال نہ رہا ہو۔ پس ضروری بات یہ ہے۔ کہ جب وہ اس دارِ فانی سے کوچ کر جائے۔ تو اس شخص سے عجوبہ کام سرزد ہوں۔ اگر معجزات سرزد ہوں اور کافی تعداد میں ہوں۔ اور وہ معجزے اس قسم کے ہوں۔ کہ پادری لوگ اور عوام الناس تسلیم کریں۔ کہ ان کاموں میں خدا کا ہاتھ ہے۔ اور خدا نے اُس کا مقدس ہونا دیدنی نشانیوں سے ظاہر کر دیا ہے۔ تب پوپ صاحب یہ استحقاق رکھتا ہے۔ کہ اعلان کر دے کہ یہ شخص مستحق ہے۔ کہ اس کو مقدسوں کے زمرہ میں شامل کر دیا جائے۔

س ۔ آپ مندرجہ بالا بیان سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں؟

ج ۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ خدا رسیدہ لوگوں کو مقدسوں کے زمرہ میں شامل کرنے کا عمل جس سے کُل ملحد منکر ہیں ایک ایسا امر ہے۔ کہ جس سے کلیسیا کی عقلمندی اور حکمت اپنی پوری روشنی میں ظاہر ہوتی ہے۔ کہ ہم کیتھولکوں کے لئے یہ بڑی تسلی اور حوصلا افزائی کی بات ہے۔ کہ کلیسیا کے ممبر اپنے برادران میں ایسے اشخاص پائیں۔ جو اس قسم کی کامل تحقیقات میں پورے اتریں۔ اور کلیسیا کے لئے اس سے زیادہ پُرجلال ثبوت نہیں۔ کہ اس کی پاکیزگی جو خدا کی کلیسیا کی پہچان کے لئے ایک کسوٹی ہے۔ اب تک قائم رہی ہے۔ اور یہ ایک ظاہری نشان ہے۔ کہ وہ کلیسیا نہایت پاکیزہ اور یسوع مسیح کے ساتھ پورے طور پر اتحاد رکھتی ہے۔ اور اس سے وابستہ ہے۔

دوسرا باب

اوّل ۔ مبارک کنواری مریم کی تعظیم اور اس سے مناجات کرنے کے بارہ میں حقیقی کاتھولک تعلیم

س ۔ کیا کاتھولک لوگ مبارک کنواری مریم کی پرستش اور پوجا کرتے ہیں؟

ج ۔ بالکل نہیں ۔ کاتھولک لوگ بخوبی جانتے ہیں ۔ کہ کسی مخلوق کی پوجا کرنا خواہ وہ مخلوق کیسا ہی افضل کیوں نہ ہو ۔ سخت بُت پرستی ہے ۔ جو عزت کاتھولک لوگ مبارک کنواری مریم کی کرتے ہیں ۔ وہ خدا کی پرستش اور پُوجا سے نہ صرف بہت ادنےٰ درجہ کی بلکہ بالکل مختلف قسم کی بھی ہوتی ہے ۔ وہ عزت فرشتوں اور مقدسوں کی تعظیم کی طرح ہوتی ہے ۔ گو بہ لحاظ درجہ اُن سے اعلےٰ ہے ۔ کیونکہ مریم مقدسہ کا رُتبہ اور درجہ فرشتوں اور مقدسوں سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے ۔

س ۔ کاتھولک مبارک مریم کی کیوں تعظیم کرتے ہیں؟

ج ۔ ہم اس سے پہلے باب میں ثابت کر چکے ہیں ۔ کہ فرشتوں اور مقدسوں کی عزت کرنا اور اُن سے مناجات کرنا جائز اور مفید ہے ۔ ہم پاک نوشتوں کی شہادتوں سے یہ بھی ثابت کر چکے ہیں ۔ کہ فرشتے اور مقدس لوگ جو کچھ دنیا میں گذرتا ہے جانتے ہیں ۔ اور کہ وہ ہمارے لئے دُعا کرتے ہیں ۔ اور ہماری دُعاؤں کو خدا کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ ہماری یہی دلیل صد گُنا معقول وجوہ کے ساتھ مبارک کنواری مریم پر دلالت کرتی ہے ۔ فرشتے اور مقدس لوگ البتہ افضل مخلوقات ہیں ۔ مگر مبارک کنواری مریم سب سے افضل ہیں ۔ فرشتے مقدس لوگ خدا کے خادم اور دوست ہیں ۔ لیکن مریم مقدسہ خدا کی ماں ہے

س ۔ کیا مبارک کنواری مریم سچ مچ اور درحقیقت خدا کی ماں ہے؟

ج ۔ ہاں وہ خدا کی ماں ہے۔ کیونکہ مریم نے اس کو جو خدا کا بیٹا اور خدا ہے۔ یعنی ہمارے خداوند یسوع مسیح کو حمل میں رکھا اور جنا۔ مسیح میں دو مختلف ذاتیں ہیں۔ یعنی الٰہی اور انسانی۔ اور گو مبارک کنواری مریم نے کسی طرح سے بھی الٰہی ذات کو حمل میں نہیں رکھا۔ یا جنا۔ تاہم دونوں ذاتیں ایک ہی اقنوم میں پورے طور پر متحد ہیں۔ اور وہ اقنوم خدا ہے۔ اس واسطے وہ جس نے اس کو جنا۔ ضرور ہی خدا کی ماں ہوئی جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو کوئی یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ یسوع مسیح سچا خدا ہے۔ اسکو یہ بھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس کی ماں خدا کی ماں ہے

س ۔ لیکن جب مبارک کنواری مریم نے الٰہی ذات کو نہیں جنا۔ تو کسطرح الوہیت (خدا) کی ماں ہو سکتی ہے؟

ج ۔ یہ صاف بات ہے۔ کہ ماں اپنے بیٹے کی رُوح کو پیدا نہیں کرتی ہے۔ اسی طرح باپ بھی اپنے بیٹے کی رُوح کو پیدا نہیں کرتا۔ حالانکہ رُوح اُس بیٹے کی ہستی کے لئے ضروری جزو ہے۔ والدین صرف اپنے بیٹے کے بدن کو پیدا کرتے ہیں۔ تاہم وہ اپنے بیٹے کے جسم کی ماں باپ نہیں کہلاتے۔ بلکہ وہ جائز طور پر اپنے بیٹے کے والدین ہیں۔ اس کا اصلی سبب یہ ہے۔ کہ رُوح اور جسم ایک شخص میں شامل ہیں۔ اور وہ شخص بیٹا کہلاتا ہے۔ اسی طرح مسیح کی الٰہی اور انسانی ذاتیں ایک ہی اقنوم میں شامل ہیں۔ اور وہ شخص خدا ہے۔ اور اسی لئے مسیح کی ماں خدا کی ماں ہے اور کہلاتی ہے۔

س ۔ کیا کوئی اور قوی دلیل بھی ہے؟

ج ۔ ہاں۔ خدا باپ ازل سے اپنے کلمہ کا (خدا بیٹے کا) باپ ہے۔ مگر خدا باپ یسوع مسیح کی انسانی ذات کا باپ نہیں۔ پروٹسٹنٹ طریق کے موافق خدا باپ ہمارے نجات دینے والے کا باپ نہیں۔ کیونکہ خدا باپ یسوع مسیح کی انسانی ذات کا باپ نہیں۔ مگر یسوع مسیح انجیل کے ہر صفحہ میں خدا کو اپنا باپ اور اپنا ہی سچا اور قدرتی باپ کہتا ہے۔ یسوع مسیح اپنے آپ کو خدا کا بیٹا (متبنیٰ بیٹا نہیں جیسے کہ ہم اس کے فضل سے ہیں) حقیقی معنوں میں کہتا ہے۔ مقدس پولوس بڑی صفائی سے کہتا ہے۔ کہ جسم کی نسبت مسیح انہیں میں سے ہُوا۔ جو سب کے اُوپر خدا ہمیشہ مبارک ہے۔" (رومیوں ۹: ۵) پس اگر پروٹسٹنٹ تسلیم کریں۔ کہ مسیح آدمی کی صورت میں خدا کا بیٹا ہے (کیونکہ دونوں ذاتیں یسوع مسیح (اقنوم) میں شامل ہیں۔ جو شخص خدا ہے) تو اُن کو یہ بات بھی ماننی پڑے گی۔ کہ مبارک کنواری مریم خدا کی ماں ہے۔

س ۔ کیا خدا کی ماں کا خطاب ہمیشہ سے کلیسیا میں استعمال ہوتا چلا آیا ہے؟

ج ۔ ہاں۔ شروع سے چلا آتا ہے۔ یہ خطاب بہت سے قدیم مقدس مؤرخوں کی تحریروں میں ملتا ہے۔ مثلاً اوریجنس سکندریہ مقدس ڈیونیسیوس۔ مقدس انتھاناسیس۔ مقدس بازل۔ مقدس گرگوری نیزیانزینوس وغیرہ کی تحریروں میں ملتا ہے۔ بدعتی نسطوریوس نے سب سے پہلے پانچویں صدی میں اس کے بارہ میں جھگڑا کیا۔ تھیوڈورس۔ جو کہ نسطوریوس کے دوستوں اور ساتھیوں میں سے تھا بڑی صفائی سے اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ کاتھولک ایمان کے نہایت قدیم ہادیانِ دین نے رسولوں کی روائیت کے موافق تعلیم دی ہے۔ کہ خداوند کی ماں کی بطور خدا کی ماں کی تعظیم کرنی چاہیئے چوتھی صدی میں شہنشاہ جُولیَن (جو مرتد کہلاتا ہے) بطور طعن مسیحیوں سے مخاطب ہوتا تھا۔ کہ تم ہمیشہ مریم کو خدا کی ماں کہتے ہو"۔

س ۔ ہم کو مبارک مریم کی کس قدر تعظیم کرنی چاہیئے؟

ج ۔ پروٹسٹنٹ ڈاکٹر پیرسن کا قول ہے۔ کہ "ہم اپنے خداوند کی ماں کی تب ہی زیادہ عزت کریں گے جب کہ ہم اس کی وہ عزت کریں۔ جو کہ خود خداوند کے لئے کرنی مناسب ہے"۔ (عقیدہ کی تشریح صفحہ ۱۷۰)

س ۔ کیا کاتھولک اصحاب مریم سے ایسی ہی دُعا نہیں کرتے ہیں۔ جیسے کہ خدا سے کی جاتی ہے؟

ج ۔ بالکل نہیں۔ جب ہم خدا سے دُعا مانگتے ہیں۔ تو ہم کہا کرتے ہیں۔ کہ اے خدا ہم پر رحم کر اے خداوند ہم کو بچا۔ اور نجات دے۔ وغیرہ۔ لیکن جب ہم مبارک کنواری مریم سے مناجات کرتے ہیں۔ تو ہم صرف یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ "ہمارے لئے دُعا کر"۔ ہم بخوبی جانتے ہیں۔ کہ مبارک کنواری مریم محض انسان اور خدا کی بندی ہے۔ اور وُہ از خود ہم کو فضل نہیں دے سکتی۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ چونکہ وہ خداوند کی پیاری ماں ہے۔ اس لئے وہ اپنی شفاعت میں پُر تاثیر ہے۔

س ۔ پھر کیوں کاتھولک حسب ذیل الفاظ سے مبارک کنواری مریم سے مخاطب ہوتے ہیں۔ کہ اندھوں کو روشنی دے۔ ہم کو حلیم بنا اور پاک صاف کر۔ ہمیں خداوند یسوع مسیح دکھا۔ اور دیگر دُعائیں جو خدا کے سوا اور کسی کو مناسب طور سے پیش نہیں کی جاتیں؟

ج ۔ اس سوال کا جواب ہم چوٹی کے پروٹسٹنٹ عالم دینِ الٰہی لائبنٹز کے حسب ذیل الفاظ میں دیں گے۔ جب مقدسوں سے مناجات کی جاتی ہے۔ اور ان سے مدد مانگی جاتی ہے۔ تو ہم کو

ہمیشہ یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ مدد سوائے اُن پُر اثر دُعاؤں کے جو وہ ہمارے لئے کرتے ہیں۔ اور کچھ نہیں ہے۔ جب ہم اس طرح دُعا مانگتے ہیں۔ کہ اے پطرس میری مدد کر۔ اے پولوس میری مدد کر۔ تو اس سے یہ مراد ہے۔ کہ اے پطرس یا پولوس میرے لئے دعا کر۔ اور اپنی دعاؤں سے میری مدد کر وغیرہ "آف تھیولوجی صفحہ"

اس امر کی صداقت اُن الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو ایک دُعا میں یوں درج ہیں "سلام اے سمندر کے ستارے" اور اس کے بعد یہ الفاظ آتے ہیں۔ ہمارے لئے کل فضلوں کو دلانے کے لئے دُعا کر۔ وُہ جو ہمارے لئے پیدا ہُوا تھا۔ اور جس نے پسند کیا۔ کہ تیرا بیٹا ہو۔ وہ تیرے ہاتھوں سے ہماری دُعائیں قبول فرمائے۔ اس سے یہ ظاہر ہے۔ کہ اندھوں کو روشنی دے وغیرہ سے یہ مراد ہے۔ کہ اے مریم تو اپنی قوی سفارش سے اندھوں کے لئے روشنی حاصل کر۔ وغیرہ وغیرہ۔

س۔ کیا کاتھولک اصحاب کنواری مریم کی طرف مخاطب ہوتے وقت حسب ذیل الفاظ کہ ہماری زندگی۔ ہماری شیرینی۔ ہماری اُمید۔" وغیرہ استعمال نہیں کرتے؟

ج۔ وہ استعمال کرتے ہیں۔ مگر اُنہی نسبتی معنوں میں جیسے کہ ابھی بیان کیا گیا ہے۔ مبارک کنواری اس وجہ سے ہماری زندگی کہلاتی ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے حقیقی زندگی یعنی یسوع مسیح ہم کو دیا گیا اور اس وجہ سے ہماری شیریں اُمید کہلاتی ہے۔ کہ مریم مقدسہ ہماری ماں بن کر ہماری دعاؤں کو اپنے بیٹے کے آگے پیش کرتی ہے۔ اور اپنی پُر تاثیر سفارش سے بے شمار فضل ہمارے لئے حاصل کرتی ہے وہ ہماری شیرینی اس طرح ہے۔ جیسے حوا ہماری تلخی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مبارک کنواری مریم بذاتہ ہماری زندگی اور ہماری اُمید نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ یقین کرے۔ اور سکھائے کہ صرف مریم مقدسہ ہی حقیقت میں ہماری زندگی اور اُمید ہے۔ بدعتی ہے۔ اور کلیسیا ایسے شخص کی تعلیم کو رد کرے گی۔

س۔ اس حقیقت کو ایک مثال سے واضح کرو۔

ج۔ فرض کرو کہ کسی شخص کو اس کے جرموں کے باعث موت کی سزا ملی۔ اور وُہ بادشاہ سے اپنی جان بخشی کرانا چاہتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرض کرو۔ کہ بادشاہ کی ماں اس شخص کے ساتھ اپنی دُعائیں شامل کرتی۔ اور اس مجرم کے لئے سفارش کرتی۔ اور معافی حاصل کرتی ہے۔ تو کیا یہ شخص بادشاہ کی ماں کے آگے جھک کر اس کو اپنی زندگی۔ اپنی اُمید اور اپنی پناہ نہ کہے گا؟ کیا

اس کے الفاظ کے بالکل صاف معنی نہیں ہیں؟ کیا بادشاہ اس عزت سے اور اس شکر گذاری کے اظہار سے جو اس شخص نے بادشاہ کی ماں کے آگے کیا ہے ناراض ہوگا؟

س۔ تم مبارک کنواری مریم کو ہماری ماں کیوں کہتے ہو؟

ج۔ ہم مبارک کنواری مریم کو ہماری ماں اس وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ اس کے بیٹے نے ہم کو اپنا بھائی بنایا ہے۔ جیسے کہ مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ "وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا نام اپنے بھائیوں کو سناؤنگا۔ کلیسیا کے درمیان تیری ستائش کروں گا۔" (عبرانیوں کو ۲: ۱۱ و ۱۲) پھر مقدس پولوس یسوع مسیح کو بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا کہتا ہے (رومیوں کو ۸: ۲۹)

اب اگر ہم سچ مچ اس کے بھائی ہیں۔ تو ہم اس کی ماں کو اپنی ماں کیوں نہ کہیں۔ علاوہ اس کے کلیسیا ہم کو سکھاتی ہے۔ کہ خود یسوع مسیح نے چاہا۔ کہ ہم مبارک مریم کو اپنی ماں سمجھیں۔ اس نے حسب ذیل طریقہ سے اپنی ماں کو مقدس یوحنا کے سپرد کیا۔ یسوع اپنی ماں سے کہتا ہے۔ کہ عورت دیکھ تیرا بیٹا۔ پھر اس شاگرد سے کہتا ہے۔ دیکھ یہ تیری ماں۔ اور اسی گھڑی سے اس شاگرد نے اسے اپنے پاس لے لیا۔ (یوحنا ۱۹: ۲۶ و ۲۷)

س۔ کیوں تم مبارک کنواری مریم کو آسمان کی ملکہ۔ فرشتوں کی ملکہ۔ اور سب مقدسوں کی ملکہ کہتے ہو۔

ج۔ ہم اس کو آسمان اور فرشتوں اور مقدسوں کی ملکہ اس وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ مریم آسمان اور فرشتوں اور سب مقدسوں کے بادشاہ کی ماں ہے۔

س۔ تم مریم مقدسہ کو گنہگاروں کی پناہ گاہ کیوں کہتے ہو؟

ج۔ ہم مریم کو گنہگاروں کی پناہ گاہ اس وجہ سے نہیں کہتے ہیں۔ کہ گویا ہمارا یہ خیال ہے۔ کہ مریم از خود گناہ معاف کر سکتی ہے۔ بلکہ اس وجہ سے اس کو گنہگاروں کی پناہ گاہ کہتے ہیں۔ کہ اس کی سفارش پرتاثیر ہے۔ ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ہماری دعائیں فرشتوں اور مقدسوں کے وسیلہ سے خدا کے حضور پیش کی جاتی ہیں۔ اگر خدا کی ماں کے ذریعہ سے ہماری دعائیں پیش کی جائیں۔ تو کیا وہ دعائیں زیادہ قابل سماعت نہ ہوں گی۔ کیا یسوع مسیح اپنی ماں سے کسی بات

کا انکار کر سکتا ہے؟

س۔ تم اس کل بیان سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس کل بیان سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کاتھولک کلیسیا مبارک کنواری مریم کی طرف مخاطب ہوتے وقت کیسے ہی الفاظ استعمال کیوں نہ کرے۔ اُن الفاظ سے ہمیشہ یہی سمجھنا چاہئیے کہ ہم خود حضرت مریم مقدسہ سے کچھ نہیں مانگتے۔ بلکہ ہم محض اس کی سفارش چاہتے ہیں۔ یعنی ہم یسُوع مسیح سے ضروری فضل حاصل کرنے کے لئے اس کی دُعاؤں کی مدد چاہتے ہیں۔ یہ تو کاتھولک تعلیم ہے۔ اور عقلمند پروٹسٹنٹ اس بات کو تسلیم کریں گے۔ کہ ہم کم از کم اپنے مذہب کو ان کی نسبت جو معترض ہیں بخوبی جانتے ہیں۔

س۔ مگر مبارک کنواری مریم کی سفارش چاہنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب یسُوع مسیح نے خود ہماری دُعاؤں کے سننے کا وعدہ کیا ہے؟

ج۔ ہم پھر اسی طرح جواب دیں گے۔ کاتھولک کلیسیا اس بات کو نہیں مانتی اور نہ سکھاتی ہے کہ مبارک کنواری مریم مقدسہ سے مناجات کرنا۔ اور اس کی دُعا اور سفارش مانگنی اشد ضروری ہے وُہ صرف یہ تعلیم دیتی ہے کہ اس سے مناجات کرنی اور اس کی دُعا اور اس سے سفارش کرانی بہت مفید ہے۔ یہ بات کہنی کہ اس سے مناجات کرنا۔ اور اس کی دُعا اور اس سے سفارش کرانی نہایت ضروری ہے۔ یا یہ کہنا کہ اس سے مناجات کرنا اور اس کی دُعا اور سفارش کرانی لاحاصل ہے۔ یہ دونوں باتیں یکساں کفر ہیں۔ کاتھولک کلیسیا یہ بھی سکھاتی ہے۔ کہ جو شخص سوچ سمجھ کر مبارک کنواری مریم یا دوسرے مقدسوں سے دُعا مانگنے میں غفلت کرے گا۔ وہ ایسا کرنے سے اپنی نجات کو خطرے میں ڈالے گا۔ کیونکہ مذکورہ بالا مثالوں اور آیات سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا بہت سے فضل مقدسوں کی شفاعت سے عطا کرتا ہے۔ یسُوع مسیح نے صلیب پر مرتے ہوئے مقدس یُوحنا سے یہ کہہ کر کہ "دیکھ یہ تیری ماں" مبارک کنواری مریم کو ہماری ماں بنایا ہے۔ اور تب سے یسُوع مسیح مریم کو اپنے بڑے فضلوں اور رحمتوں کا وسیلہ بنا کر اپنی اور ہماری ماں کی حُرمت اور عزت سے خوش ہوتا ہے۔ مبارک کنواری مریم کی پُرتاثیر شفاعت کے ذریعہ سے جو بے شمار فتوحات مسیحیوں نے بُت پرستوں پر حاصل کیں۔ اور اُن اعجازی علاجوں اور مسیحی مذہب کی طرف تبدیلیوں

کو جو اس کی دُعاؤں کے ذریعہ نصیب ہوئیں۔ کون شمار کر سکتا ہے؟

س۔ لیکن کس اصول پر ہمیں مبارک کنواری مریم کی عزت کرنی چاہیئے؟

ج۔ مقدس پولوس فرماتا ہے۔ کہ "سوائے اُس نیو کے جو ڈالی گئی ہے۔ کوئی دوسری نیو نہیں ڈال سکتا۔ وہ یسوع مسیح ہے" (اقرنتیوں ۳: ۱۱) اور اس لئے مسیح خود اُس عزت کا جو ہم مبارک کنواری مریم کی کرتے ہیں۔ نیو، اصول اور علت غائی ہے۔ ہم مریم کی اس وجہ سے عزت کرتے ہیں۔ کہ وہ یسوع مسیح کی ماں ہے۔ ہم مقدسوں اور فرشتوں سے زیادہ اس کی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ اقدس ثالوث نے حوا کی تمام بیٹیوں میں سے صرف اسی کو نجات دینے والے کی ماں ہونے کے لئے منتخب کیا۔ الغرض ہم مریم کو تمام عورتوں میں مبارک کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے پیٹ کا پھل یسوع مبارک ہے۔

دوم۔ مبارک کنواری مریم مقدسہ کی تعظیم سے منکر ہو کر پروٹسٹنٹ پاک نوشتوں کی تعلیم سے منکر ہوتے ہیں

س۔ مبارک کنواری مریم کی بابت پروٹسٹنٹ کیا کہتے ہیں؟

ج۔ پروٹسٹنٹ لوگ خداوند کی ماں کی کوئی ظاہری تعظیم و تکریم نہیں کرتے۔ وہ اس تعظیم و تکریم کو بت پرستی کہتے ہیں۔ بہت سے پروٹسٹنٹ مریم مقدسہ کے ہمیشہ کے کنوارپن سے بھی انکار کرتے ہیں۔ اور اس کو ایک عام عورت کہتے ہیں۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ مریم کی ایسی ہی عزت کرنی چاہیئے جیسی کہ کسی اور عورت کی کرنی واجب ہے۔

س۔ ہم پاک نوشتوں میں مریم کی نسبت کیا پڑھتے ہیں؟

ج۔ پاک نوشتہ مریم کو مبارک اور پُر فضل کہتا ہے۔ نیز تمام مخلوقات میں نہایت افضل اور ہماری خاص عزت کرنے کے قابل بتاتا ہے۔

س۔ تم اس بات کو کیسے ثابت کر سکتے ہو؟

ج۔ ہمارے پہلے والدین کے گناہ کے سبب بنی آدم کے تنزل کے بعد ہی خدا تعالےٰ نے اس

واقعہ سے چار ہزار برس پہلے مریم کی طرف اشارہ کر کے اس کو عزت بخشی تھی۔ لکھا ہے۔ کہ "خداوند خدا نے سانپ سے کہا۔ اس واسطے کہ تو نے یہ کیا ہے۔ میں تجھ میں اور عورت میں اور تیری نسل اور اس کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گی"۔ (پیدائش ۳: ۱۴ و ۱۵)

ہم یسعیاہ نبی کی پیشینگوئی میں پڑھتے ہیں۔" اس واسطے خود خداوند تم کو ایک نشان دیگا دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے خدا ہمارے ساتھ"۔ یسعیاہ ۷: ۱۴ (متی ۱: ۲۳) کیا مریم جس کو خداوند دنیا کے شروع سے نجات دینے والے کی ماں ظاہر کرتا ہے۔ ایک عام عورت ہے۔ کیا مریم جس کو یسعیاہ نبی وہ نشان بتاتا ہے۔ جو خداوند دے گا۔ ایک عام عورت ہے؟

کیا مریم ایک عام عورت ہے جس کو یسعیاہ نبی ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ کنواری اور ماں ہوگی؟ کیا مریم جس کا بیٹا سچا عمانوایل یعنی ابدی خدا ہے۔ اور جو ہمارے ساتھ رہنے کے لئے انسان بنا۔ ایک عام عورت ہے؟ کیا مریم جس نے شیطان کے سر کو کچلا۔ ایک عام عورت ہے؟

س ۔ مقدس لوقا کیا کہتا ہے؟

ج ۔ اور چھٹے مہینے جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا بھیجا گیا۔ ایک کنواری کے پاس جو یوسف نامی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد سے بیاہی ہوئی تھی۔ اور اس کنواری کا نام مریم تھا۔ اور فرشتہ نے اُس کے پاس اندر آکے کہا۔ کہ اے پُرفضل۔ سلام خداوند تیرے ساتھ ہے۔ تو عورتوں میں مبارک ہے۔ پر وہ یہ سُن کر اس کی بات سے گھبرائی۔ اور سوچنے لگی۔ کہ یہ کیسا سلام ہے؟ تب فرشتے نے اُس سے کہا۔ کہ اے مریم مت ڈر۔ کہ تو نے خدا کے نزدیک فضل پایا۔ اور دیکھ تو پیٹ سے ہوگی۔ اور بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام یسوع رکھنا۔ وہ بزرگ ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور خُداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا۔ اور ہمیشہ تک یعقوب کے گھر میں بادشاہت کرے گا۔ اور اُس کی بادشاہت آخر نہ ہوگی۔ تب مریم نے فرشتے سے کہا۔ یہ کس طرح ہوگا۔ کیونکہ میں مرد کو نہیں جانتی۔ فرشتے نے جواب میں اُس سے کہا۔ کہ رُوح القدس تجھ پر اُترے گی۔ اور خدا تعالےٰ کی قدرت کا سایہ تجھ پر ہوگا۔ اس سبب سے وہ قدوس جو تجھ سے پیدا ہوگا۔ خدا کا بیٹا کہلائے گا۔ اور دیکھ تیری رشتہ دار الیسبات کو بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے

والا ہے۔ اور یہ اُس کا جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینہ ہے۔ کیونکہ خدا کے آگے کوئی بات انہونی نہیں
مریم نے کہا۔ دیکھ۔ خداوند کی بندی۔ مجھ پر تیری بات کے موافق ہو۔ تب فرشتہ اس کے پاس سے چلا
گیا" (لوقا ۱: ۲۶ تا ۳۸)

کیا مریم۔ جو حوا کی تمام بیٹیوں میں سے خداوند کی ماں ہونے کے لئے منتخب کی گئی۔ ایک عام عورت ہے۔ کیا مریم جس کے پاس ثالوث اقدس اپنے مقرب فرشتے جبرائیل کو بھیجتا ہے۔ اور وہ فرشتہ ادب کے ساتھ حسب ذیل الفاظ "اے پُر فضل سلام!" کہہ کر مخاطب ہوتا ہے۔ ایک عام عورت ہے؟ کیا مریم جس کے ساتھ خداوند ہے۔ جو سب عورتوں میں مبارک ہے۔ اور جس پر رُوح القدس نازل ہوئی۔ اور جس پر خدا تعالےٰ کی قدرت کا سایہ پڑا۔ اور جس کا بیٹا خدا کا بیٹا ہے۔ اور جس کا بیٹا ہمیشہ تک بادشاہت کرے گا۔ ایک عام عورت ہے؟ کیا مریم جس کی رضامندی خدا تعالےٰ نجات دینے والے کے اوتار لینے سے پہلے اجازت حاصل کرتا ہے۔ ایک عام عورت ہے؟

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور بھی انجیلی شہادت ہے؟

ج۔ ہم مقدس لُوقا کی انجیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ مبارک کنواری مریم الیسبات کی ملاقات کو گئی۔ اور ایسا ہُوا۔ کہ جونہی الیسبات نے مریم کا سلام سُنا۔ لڑکا اُس کے پیٹ میں اُچھلا۔ اور الیسبات رُوح القدس سے بھر گئی۔ اور اُس نے بڑی آواز سے چلّا کر کہا۔ مبارک ہے تُو عورتوں میں۔ اور مبارک تیرے پیٹ کا پھل۔ اور میرے لئے یہ کیونکر ہُوا۔ کہ میرے خداوند کی ماں مجھ پاس آئی (لوقا ۱: ۴۱ و ۴۳)

س۔ کیا الیسبات نے مبارک کنواری مریم کے ساتھ ایک عام عورت کی طرح سلوک کیا؟

ج۔ نہیں۔ الیسبات اس کے ساتھ ایک عام عورت کی طرح پیش نہیں آئی۔ اور گو خود الیسبات خدا کا فضل حاصل کئے ہوئے تھی۔ کیونکہ یُوحنّا بپتسمہ دینے والا اس کے پیٹ میں تھا۔ (جس کی بابت خود یسوع مسیح نے کہا ہے۔ کہ ان میں سے جو عورتوں سے پیدا ہُوئے۔ یُوحنّا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں ہوا۔) تاہم الیسبات نے مریم کے آنے سے اپنے آپ کو بہت ممتاز پایا۔ جیسا کہ انجیل بیان کرتی ہے۔ کہ میرے لئے یہ کیونکر ہوا۔ کہ میرے خداوند کی ماں مجھ پاس آئی؟
ان تینوں معجزوں کو دیکھو۔ جو اس موقع پر خدا نے مریم کی آواز اور اس کی موجودگی سے

کئے۔

(۱) الیسبات رُوح القدس سے بھر گئی۔

(۲) جو کچھ فرشتے اور مریم کے درمیان گفتگو ہوئی الیسبات اعجازی طور پر اس سے واقف ہوئی۔

(۳) یوحنا بپتسمہ دینے والا اپنی ماں کے پیٹ میں اُچھلا۔ اور ساتھ ہی موروثی گناہ سے پاک صاف کیا گیا۔ دیکھ تیرے سلام کی آواز جونہی میرے کان میں پہنچی۔ لڑکا میرے پیٹ میں خوشی سے اُچھلا۔ (لوقا ۱: ۴۴)

وہ خوشی جو یوحنا بپتسمہ دینے والے نے (جو ابھی اپنی ماں کے پیٹ ہی میں تھا) ظاہر کی اس بات کو صاف ظاہر کرتی ہے۔ کہ خدا نے خاص فضل سے اس کو موروثی گناہ سے پاک کر دیا۔

س۔ خود مبارک کنواری مریم کیا کہتی ہے؟

ج۔ وہ کہتی ہے۔ کہ دیکھ اب سے ہر زمانہ کے لوگ مجھ کو مبارک کہیں گے۔ کیونکہ اُس نے جو قدرت والا ہے۔ میرے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں (لوقا ۱: ۴۸ و ۴۹) بدعتی لوتھر بھی مجبوراً تسلیم کرتا ہے۔ کہ اب اُن تعریفوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جو ابد سے تمام نسلوں میں ابد تک جاری رہے گا۔ اور کوئی وقت۔ کوئی زمانہ ایسا نہ ہوگا۔ جس میں مریم کا جلال تعظیم اور توصیف کے ساتھ ذکر نہ کیا جائے گا۔ غور کیا جائے۔ اصلی عبارت کے ٹھیک معنی یہی ہیں۔ کہ ہر زمانے کے لوگ مجھ کو مبارک کہیں گے۔ نہ کہ یہ مجھے مبارک بنا دیں گے۔ پس ہم کو صرف زبان ہی سے نہیں یا سر ننگا کرنے سے یا جھکنے سے یا تصویروں اور مورتوں کے نصب کرنے سے یا گرجوں کے بنانے سے (جن باتوں کو وہ لوگ بھی کرتے ہیں۔ جو خدا ترس نہیں ہیں) مبارک کنواری مریم کی عزت کرنی چاہیئے بلکہ ہم کو سارے دل سے اس کی حقیقی عزت کرنی چاہیئے (لوتھر ورکس۔ ٹوم ۵ صفحہ ۱۰۵ و ٹم برگ سنہ ۱۵۵۴ء)

حق تو یہ ہے۔ کہ جو اس پیشینگوئی کو پورا نہیں کرتے۔ بندگانِ خدا نہیں۔ جو لوگ مبارک کنواری مریم کی عزت نہیں کرتے۔ اور عزت کرنے والوں کو بُرا کہتے ہیں۔ وہ بلاشک ان بڑے بڑے کاموں میں جو خدا نے مریم کے ساتھ کئے۔ کوئی حصہ نہیں رکھتے ہیں۔ اور علاوہ ازیں وہ

لوگ مریم کی تعریف اور عزت کرنے سے منکر ہو کر انجیل کے خلاف کرتے ہیں۔

س ۔ مگر کیا یسوع مسیح نے قانائے گلیل میں اپنی ماں کی توہین نہیں کی۔ جب اُس نے اُس سے کہا اے عورت مجھے اور تجھے کیا؟ میرا وقت ہنوز نہیں آیا؟ (یوحنا ۲: ۴)

ج ۔ کیا صاحب ہوش آدمی خیال کر سکتا ہے۔ کہ نجات دینے والا جس کی تقلید سب کو کرنی لازم ہے اور جس کا فرمان ہے۔ کہ اپنی ماں اور اپنے باپ کی عزت کر۔ اپنی والدہ کی توہین کر سکتا ہے؟ کون جرأت کر کے یسوع مسیح پر ایک بڑے گناہ کا الزام لگا سکتا ہے؟ یہ کہنا کہ یسوع مسیح نے اپنی ماں کی توہین کی۔ بڑا کفر ہے۔ یہ صریح بات ہے۔ کہ اُن الفاظ کے معنی کہ اے عورت مجھے اور تجھے کیا؟ میرا وقت ہنوز نہیں آیا۔ اور ہیں۔ اور جو معنی پروٹسٹنٹوں نے بیان کئے ہیں غلط ہیں۔ مبارک کنواری مریم مقدسہ اپنے بیٹے کے الفاظ کو بخوبی سمجھ گئی۔ اور اس کو معلوم ہو گیا۔ کہ اس کی دُعا سُنی گئی۔ کیونکہ اُس نے خادموں کو کہا۔ کہ جو کچھ وہ تم سے کہے اُسے کرو (آیت ۵) اس میں کلام نہیں۔ کہ نجات دہندہ نے اپنی ماں کے کہنے پر اپنا پہلا معجزہ کیا۔ اور پانی کو انگوری شراب میں بدل دیا۔ گو اس نے یہ بھی کہہ دیا تھا۔ کہ معجزوں کے کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا"۔

س ۔ اس لفظ "عورت" کا جو یسوع نے اپنی والدہ کے بارہ میں استعمال کیا۔ اور جس کو بعض لوگ توہین سمجھتے ہیں۔ کیا جواب ہے؟

ج ۔ اگر لفظ "عورت" کے کہنے سے کسی قسم کی توہین سمجھی جائے۔ تو یہ ترجمہ کی غلطی ہے۔ کیونکہ یونانی لفظ گونے اور عبرانی اور سُریانی لفظ "عیشان" حقارت ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ برعکس اس کے وہ پیار اور عزت کے لفظ ہیں۔ بڑے بڑے یونانی شاعر اپنی تحریروں میں لفظ گُونے استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور عام لوگ اپنی بزرگ ناتونوں یا بادشاہ اپنی ملکہ کو انہی الفاظ سے مخاطب کرتے تھے۔ رہا لفظ عیشان یہ تو ہماری پہلی ماں حوا کا نام ہے۔ یہ نام خود آدم نے اپنی پیاری اور بہت عزیز دلہن کو دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو۔ ویکلی رجسٹر ۱۰ جولائی ۱۸۹۶ء) اس کے علاوہ ایک اور واقعہ بھی ہے۔ کہ یسوع مسیح نے جب کہ وہ صلیب پر لٹکتا تھا۔ اسی لفظ سے اپنی ماں کو خطاب کیا۔ اور اپنی جان دینے سے چند لمحے پہلے کہا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ تب یسوع نے اپنی ماں کو اور اُس شاگرد کو جسے وہ پیار کرتا تھا۔ پاس کھڑے ہوئے دیکھا۔ تو اپنی ماں سے کہا۔ کہ اے عورت دیکھ یہ تیرا بیٹا۔ (یوحنا

۲۶ کون خیال کر سکتا ہے۔ کہ قریب المرگ نجات دہندہ کی مراد اس سے اپنی ماں کی توہین کرنا تھی؟ پس اس نظیر سے بھی ثابت ہے۔ کہ لفظ "عورت" جو ہمارے نجات دہندہ نے قانائے گلیل میں استعمال کیا۔ اس کی ماں کی توہین اور بے عزتی ظاہر نہیں کرتا۔

س۔ تم مذکورہ بالا بیان سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مبارک کنواری مریم عام عورت نہیں ہے۔ اور جو لوگ اس کی عزت نہیں کرتے۔ وہ پاک نوشتوں کی تعلیم کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ اور پاک کلام کی توہین کرتے ہیں۔ کیونکہ پرانے اور نئے عہدنامہ میں مریم کو ایسے طریق سے ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ جس سے صاف طور سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ خاص طور پر ہمارے پیار اور عزت کے لائق ہے۔

سوم۔ مبارک کنواری مریم ہمیشہ کنواری ہی

س۔ کیا بہت سے پروٹسٹنٹ یہ نہیں کہتے۔ کہ مبارک مریم ہمیشہ کنواری نہیں رہی۔ نیز کہ نجات دہندہ کی پیدائش کے بعد اس کے مقدس یوسف سے بچے پیدا ہوئے؟

ج۔ کلیسیا نے اس کفر کو چودہ (۱۴۰۰) سو سال گزرے کہ رد کر دیا تھا۔ یہ کتاب مقدس کے خلاف ہے کیونکہ مبارک کنواری نے فرشتے سے کہا۔ کہ یہ کس طرح ہوگا۔ کیونکہ میں مرد کو نہیں جانتی (لوقا ۱: ۳۴)۔ یہ الفاظ صاف طور سے اس امر کو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ مریم نے بذریعہ منت مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ میں مرد کو نہ جانوں گی۔ مریم پر اس کی منت کے توڑنے کا الزام لگانا سخت کفر ہے۔ علاوہ ازیں یہ رسولوں کے عقیدے کے بھی خلاف ہے۔ جس کو پروٹسٹنٹ اشخاص بھی ایسے مانتے ہیں۔ جیسے کہ ہم۔ اس میں مریم کو کنواری کہا گیا ہے۔ اور یہ امر رسولی روایت کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ کلیسیا کے شروع سے کل مقدس بزرگ۔ بلا کسی استثنے کے اس کو کنواری مریم کہتے رہے۔ بلکہ کل مسیحی قومیں بھی برابر اس کو "کنواری" "مبارک کنواری" "پاک کنواری" وغیرہ کہتی چلی آئی ہیں۔

س۔ مریم مقدس یوسف کے ساتھ کیوں بیاہی گئی تھی؟

ج۔ وہ مقدس یوسف سے اس لئے بیاہی گئی تھی۔ کہ یہودی لوگ مریم کو زناکار نہ کہیں۔ اور اسکو

سنگسار نہ کر دیں۔ اور اس کے لئے اور اس کے چھوٹے بچے کے لئے کوئی نگہبان اور مربی ہو۔ جو ان کی پرورش کرے۔

س۔ پر وہ شخص کون تھے۔ جو انجیل میں یسوع مسیح کے بھائی کہلاتے ہیں؟

ج۔ مقدس مرقس نے اپنی انجیل کے باب ۶ آیت ۳ میں اُن کو یعقوب۔ یوسف۔ یہوداہ ۔اور شمعون کے ناموں سے ظاہر کیا ہے۔ یہ چاروں شخص کلیوپاس کی بیوی مریم کے بیٹے تھے۔ اور انجیل بتاتی ہے کہ وہ مبارک کنواری مریم کی بہن تھی۔ اور اس لئے مشرقی دستور کے موافق وہ خداوند کے بھائی کہلاتے تھے۔ ہمارے ہندوستان میں بھی یہی دستور مروج ہے۔

س۔ تم کیسے ثابت کر سکتے ہو۔ کہ واقعی یہ بات یوں ہی ہے؟

ج۔ خود انجیل سے۔ مقدس متی ہم کو بتاتا ہے۔ کہ اُن پاک عورتوں کے درمیان جو مسیح کی موت کے وقت حاضر تھیں۔ یعقوب اور یوسف کی ماں مریم بھی تھی (متی ۲۷: ۵۶) مقدس مرقس (باب ۱۵: ۴۷) اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہے۔ مقدس یوحنا صریحاً ہم کو بتاتا ہے۔ کہ یہ مریم جو صلیب کے پاس کھڑی تھی۔ مبارک کنواری مریم کی بہن اور کلیوپاس کی بیوی تھی۔ (یوحنا ۱۹: ۲۵) پس یعقوب۔ یوسف شمعون اور یہوداہ خداوند یسوع مسیح کے خالہ زاد بھائی تھے۔ نہ کہ حقیقی برادراں۔

س۔ کیا تمہارے پاس کوئی اور دلیل بھی ہے؟

ج۔ مقدس یہوداہ رسول اپنے خط کو حسب ذیل الفاظ سے شروع کرتا ہے "یہوداہ کی طرف سے جو یسوع مسیح کا بندہ اور یعقوب کا بھائی ہے" وغیرہ (یہوداہ باب ۱) اگر وہ در اصل مسیح کا بھائی ہوتا تو کیا کوئی امر مانع تھا۔ کہ اپنے آپ کو یسوع کا بھائی بھی لکھ دیتا۔ علاوہ اس کے اگر مبارک کنواری مریم کے اور بچے بھی ہوتے۔ تو یسوع مسیح اپنے مرنے سے پہلے اپنی پیاری ماں کو مقدس یوحنا کو سونپنے کے بجائے ان کے حوالہ کیوں نہ کر دیتا۔

س۔ ہمارا نجات دہندہ مریم کا پہلوٹھا بیٹا کیوں کہلاتا ہے؟ (متی ۱: ۲۵)

ج۔ یہ عبرانی محاورہ ہے۔ جس کے صرف یہ معنے ہیں۔ کہ اس سے پہلے کوئی اور بچہ پیدا نہیں ہوا۔ عبرانی محاورات میں پہلا بچہ ہمیشہ پہلوٹھا کہلاتا ہے۔ خواہ وہ اکیلا ہی ہو۔ (خروج ۴: ۲۲)

س۔ لیکن کیوں مقدس یوسف کی بابت یہ کہا گیا ہے۔ کہ اس نے اس کو نہ جانا۔ جب تک کہ وہ اپنا

پہلوٹھا بیٹا نہ جنی؟ (متی ۱: ۲۵)

ج ۔ یہ بھی عبرانی محاورہ ہے ۔ جو صرف یہ ظاہر کرتا ہے ۔ کہ خداوند یسوع مقدس یوسف سے پیدا نہیں ہُوا ۔ مگر اس سے یہ نتیجہ بالکل نہیں نکلتا ۔ کہ مقدس یوسف نے مریم کو اس کے بعد جانا ۔ پاک نوشتوں کی اور مثالیں صاف صاف ثابت کرتی ہیں ۔ کہ واقعی یہی معنی درست ہیں ۔ مثلاً اس کوے کی بابت جو نوح کی کشتی سے باہر بھیجا گیا تھا ۔ اور پھر واپس نہ آیا ۔ یہ کہا گیا ہے ۔ کہ "وہ نکلا اور نہ لوٹا ۔ جب تک کہ زمین پر سے پانی سُوکھ گیا" (پیدایش ۸: ۷) یعنی وہ کوا نوح کے پاس کبھی نہیں لوٹا ۔ ایسے ہی یسعیاہ میں (باب ۴۶ آیت ۴) خدا کہتا ہے ۔ کہ میں تمہارے بڑھاپے تک بھی وُہی ہوں" کون اس بات کا خیال کر سکتا ہے ۔ کہ جب ہم بوڑھے ہو جائیں گے ۔ تو پھر خدا نہ ہوگا ۔ پھر یہ بھی لکھا ہے ۔ کہ خدا باپ یسُوع مسیح کو کہتا ہے ۔ کہ تُو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ ۔ جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی نہ کر دوں" (زبور ۱۰۹ ۔ آیت ۱) متی (۲۲: ۴۴) کیا یسُوع مسیح ایک زمانہ تک نہ کہ ہمیشہ تک باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھے گا؟

س ۔ تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج ۔ ہم اس سے حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں ۔

(۱) یہ کہ جب پروٹسٹنٹ لوگ مبارک کنواری مریم کے کنوارپن کے خلاف بعض آیتوں کا حوالہ دیتے ہیں ۔ تو وُہ اُن کے معنوں کو غلط طور پر بیان کرتے ہیں ۔ اور کتاب مقدس کا بیجا استعمال کرتے ہیں ۔

(۲) یہ کہ اگر ہمارے پاس کوئی انجیلی ثبوت بھی نہ ہوتا ۔ کہ مریم ہمیشہ پاک دامن کنواری رہی ۔ تو بھی عقل سلیم ہم کو بتاتی ہے ۔ کہ اس بات کا ماننا بالکل ہی بیہُودہ بات ہے ۔ کہ ہمارے نجات دینے والے کی مبارک ماں قدرتی طور پر دیگر بچوں کی ماں بنی ۔

چہارم ۔ مُبارک کنواری مریم کا بے عیب حمل میں آنا

س ۔ وہ کونسا خاص حق خدا نے مبارک کنواری مریم کو عطا کیا ہے ۔ جس کو کُل پروٹسٹنٹ فرقے نہیں

مانتے؟

ج۔ وُہ خاص حق۔ خدا کی ماں کے بے عیب حمل میں آنے کا حق ہے۔ پروٹسٹنٹ اس کا عقبو کا سچائی سے انکار کرتے۔ اور اس سچائی کے بارہ میں بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اس کی چند وجوہ ہیں (۱) یہ مسئلہ جلد سمجھ میں نہیں آتا۔

(۲) ہمارے ہی زمانہ میں یہ فتوےٰ دیا گیا۔ کہ یہ مسئلہ ایمان ہے۔ پس ہم پر فرض ہے۔ کہ ان دونوں وجوہ کو سمجھا دیں۔

س۔ موروثی گناہ کیا ہے؟

ج۔ موروثی گناہ ہمارے مُورثِ اعلےٰ آدم کا گناہ ہے۔ جس کے سبب سے وہ خُود اور کُل بنی نوع انسان راستبازی کے عطیئے اور تقدیس کرنے والے فضل سے (جو آدم نے خدا سے حاصل کیا تھا) محروم ہو گئے۔ انسانی فطرت اپنے آغاز ہی میں پلید ہو گئی۔ اس لئے اس فطرت کی تکمیل پُورے طور پر نہیں ہو سکی۔ پس کُل بنی نوع انسان اپنی پیدائش کے شروع سے طبیعت سے غضب کے فرزند اور خدا کے دشمن پیدا ہوئے۔ پاک کلام میں ذکر ہے۔ کہ "آدم میں سب مرتے ہیں"۔ (۱ قرنتیوں ۱۵: ۲۲) اور "پھر ایک آدمی سے گناہ اس دُنیا میں آیا۔ اور گناہ کے سبب موت۔ اور اس طرح موت سب آدمیوں پر گذر گئی۔ جس میں سبھوں نے گناہ کیا" (رومیوں ۵: ۱۲)

س۔ مریم کا اپنی ماں کے پیٹ میں بے داغ پڑنے کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ مطلب یہ ہے۔ کہ "مبارک کنواری مریم اپنی ماں کے پیٹ میں پڑنے کی پہلی ہی گھڑی میں خدا تعالےٰ کے خاص فضل سے اور یسُوع مسیح بنی آدم کے بچانے والے کی خوبیوں کے باعث موروثی گناہ کے ہر ایک داغ سے مستثنےٰ رکھی گئی تھی"۔

س۔ لیکن اگر مُبارک کنواری مریم بغیر کسی موروثی گناہ کے داغ کے اپنی ماں کے پیٹ میں بالکل پاک پڑی۔ تو کیا وہ اس وجہ سے اپنے الٰہی فرزند کے برابر نہیں؟

ج۔ اس مسئلہ کے الفاظ خوب ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ حُجت کیسی بے بنیاد اور فضول ہے۔ خداوند یسُوع مسیح کو کسی فضل یا مراعات کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ خدا ہے۔ اور ہر قسم کے گناہ سے مُبرّا ہے۔ لیکن اس کی مبارک ماں اگر وہ خاص استحقاق کے باعث اس گناہ سے مستثنےٰ نہ کی جاتی۔ تو

موروثی گناہ سے آلودہ ہوتی۔ خداوند یسوع مسیح اپنے الٰہی حق کے باعث موروثی گناہ سے مُبرّا ہُوا اور اس کی ماں اپنے فرزند کی خوبیوں سے موروثی گناہ سے آزاد ہوئی۔ الغرض یسوع مسیح اور مریم کا اپنی ماں کے پیٹ میں بے داغ پڑنے میں بڑا بھاری فرق ہے۔ جیسے خدا تعالےٰ اور اس کی مخلوق میں۔ اور فضل دہندہ اور فضل یابندہ میں ہے۔

س۔ کیا مریم کا اپنی ماں کے پیٹ میں بے داغ پڑنے کا مسئلہ پاک کلام کے خلاف نہیں ہے؟

ج۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ پیدائش کی کتاب کے پہلے ہی صفحہ میں منکشف کیا گیا ہے۔ ہمارے پہلے والدین کے گناہ میں گرنے کے بعد خدا نے شیطان سے کہا "میں تجھ میں اور عورت میں اور تیری نسل اور اس کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا"۔ اس بات کو تمام کاتھولک اور پروٹسٹنٹ مُفسّر تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس آیت میں عورت سے کنواری مریم اور اس کی نسل سے خداوند یسوع مسیح مراد ہے۔ لیکن گناہ کی حالت میں ہونا شیطان کا دوست اور اس کا غلام ہونا ہے۔ اور اگر مبارک کنواری مریم ایک لمحے کے لئے بھی موروثی گناہ سے آلودہ ہوئی ہوتی۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا۔ کہ خدا کا وعدہ پورا نہ ہوتا۔ ماسوائے اس کے مبارک کنواری کس طرح گناہ سے آلودہ ہو سکتی تھی۔ جب کہ وہ پُر فضل تھی؟ فرشتے نے تو اُسے کہا تھا۔ کہ "اے پُر فضل سلام! خداوند تیرے ساتھ۔ تو عورتوں میں مبارک ہے"۔ (لوقا ۱: ۲۸) اور پھر پاک نوشتہ اس کی بابت کہتا ہے۔ "جیسا سوسن کانٹوں کے درمیان ہے۔ ویسے ہی میری محبوبہ بیٹیوں میں ہے (غزل الغزلات ۲: ۲) اے میری پیاری تو سراسر جمیلہ ہے۔ تجھ میں کوئی عیب نہیں ہے"۔ (غزل الغزلات ۴: ۷)

س۔ کیا کلیسیا نے ہمیشہ سے مریم کے بیداغ حمل میں آنے کی سچائی کو مانا ہے؟

ج۔ ہاں۔ کلیسیا نے ہمیشہ سے اس سچائی کو مانا ہے۔ مگر فرق صرف یہ ہے۔ کہ پہلی صدیوں میں کوئی اعتراض مبارک کنواری کے بیداغ حمل میں آنے کی نسبت نہیں ہُوا۔ اور اس لئے کلیسیا نے بدعتیوں کے خلاف فتوے نہیں دیا۔ کہ یہ سچائی ایک مسئلۂ دین ہے۔ اور سب لوگوں کو اس کو ماننا چاہیئے۔

ابتدائی مسیحی یہ مانا کرتے تھے۔ کہ مبارک کنواری مریم ہر ایک گناہ سے آزاد اور مُبرّا ہے۔ مثلاً مقدس اندریاس رسول۔ اسی طرح صوبیدار آئی جیئس کہتا ہے۔ جیسے پہلے والدین یعنی آدم و حوا

نے ممنوع درخت کا پھل کھانے سے انسان کو تباہ کیا۔ اس لئے یہ ضروری ہُوا۔ کہ صلیب کے درخت ہی سے انسان نجات حاصل کرے۔ اور جیسے کہ پہلا آدم پاک صاف پیدا کیا گیا تھا پس یہ ضروری ہوا کہ خدا کا بیٹا ایک پاک اور بے عیب کنواری سے پیدا کیا جائے تاکہ اُس دائمی زندگی کو جو انسان نے آدم میں کھو دی تھی۔ پھر انسان کے لئے حاصل کرے۔ (ریلیشن آف دی مارٹرڈم آف سینٹ اینڈریو بائی دی پریسٹ اینڈ ڈیکنس آف اکیپا)

اس مفہوم کے فقرے قدیمی مقدس مؤرخوں کی تحریروں میں پائے جاتے ہیں۔ اور وُہ اس کوشش میں رہتے تھے۔ کہ مبارک کنواری مریم کو پاک۔ بیداغ۔ بے عیب کہنے میں کسی سے کم نہ پائے جائیں۔

لیکن جب بعض لوگ مبارک کنواری مریم کے موروثی گناہ میں پیدا ہونے کی بابت شک کرنے لگے۔ تو عام عقیدہ یہ معلوم ہُوا۔ کہ وُہ موروثی گناہ کی آلودگی سے مُبرّا تھی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مبارک مریم کے بے داغ حمل میں پڑنے کی عید مشرقی کلیسیاؤں میں چوتھی صدی سے اور لاطینی کلیسیا میں نویں صدی سے عام طور پر مانی جاتی ہے۔ جب ۱۸۴۹ء میں مقدس پاپائے اعظم پایوس نہم نے دُنیا کے تمام بشپوں سے۔ اُن کی خاص خاص جماعتوں کے ایمان اور روایت کی بابت دریافت فرمایا تو ان سب کے جوابات یکساں تھے۔

یہ جوابات کلیسیا کے عالمگیر اور دائمی ایمان کی اعلیٰ شہادتیں ہیں۔ یہ کُل شہادتیں یکجائی طور پر چھاپ بھی دی گئی ہیں۔

س ۔ کیا بدعتیوں اور مُفترقین اور بُت پرست کافروں نے اس سچائی کی شہادت نہیں دی ہے؟

ج ۔ ہاں۔ دی ہے۔ مثلاً یُونانی مفترق دگر ایسسماٹکس) جو ہزار برس سے کلیسیا کی شرکت سے علیحدہ ہیں۔ نہ صرف مبارک کنواری مریم کے بے داغ حمل میں پڑنے کو مانتے ہیں۔ بلکہ جب اُن لوگوں نے یہ سنا۔ کہ مقدس پاپائے اعظم پایوس نہم نے فتوے دیا ہے۔ کہ مریم کا بیداغ حمل میں آنے کی سچائی ایک مسئلہ دین ہے۔ اور سب کو ماننا چاہیئے۔ تو وُہ حیران ہوئے۔ کہ کیوں مسیحی لوگ ایسی صریح سچائی کی بابت شک و شُبہ میں پڑ گئے۔

پروٹسٹنٹ مذہب کا پہلا موجد لوتھر حسب ذیل بیان کرتا ہے۔ کہ یہ بالکل ٹھیک اور مناسب تھا۔ کہ مریم موروثی گناہ سے محفوظ رکھی جائے۔ کیونکہ خدا کے بیٹے کو اس سے پیدا ہونا تھا۔ اور تمام گناہوں کو نیست و نابود کرنا تھا"

حضرت محمد صاحب گو خداوند کی الوہیت کے منکر تھے۔ مگر پھر بھی مریم مقدسہ کے بارے میں یہ بیان کیا ہے۔ کہ فرشتوں نے مریم سے کہا۔ کہ خدا نے تجھے برگزیدہ کیا ہے۔ اور تجھ کو تمام داغوں اور عیوبات سے مبرّہ کر کے بالکل پاک کیا ہے۔ اور اس لئے تجھ کو دونوں جہان کی عورتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ (قرآن ۳: ۳۷)

س۔ کیا بڑے بڑے عالمانِ دینِ الٰہی مقدس ٹامس اکوئنس اور مقدس برنارڈ نے مبارک کنواری مریم کے بیداغ حمل میں آنے سے انکار نہیں کیا؟ یعنی مقدس ٹامس نے اپنی سما تھیولوجیکا میں اور مقدس برنارڈ نے اپنے خط (نمبر ۱۷۴) میں جو مقدس موصوف نے لائینز کے پادریوں کو لکھا تھا؟

ج۔ بعض فاضل کیتھولک عالمانِ دینِ الٰہی نے مذکورہ بالا آیتوں کی اصلیت کے بارہ میں اعتراض کیا ہے۔ مگر اس کی پروا نہیں۔ کہ وہ آیتیں اصلی ہیں یا نقلی۔ اگر ہم تسلیم کر لیں۔ کہ وہ آیتیں بالکل اصلی ہیں۔ تو پھر یہ ثابت ہوگا۔ کہ کوئی ہادیٔ دین (گو وہ کیسا ہی پاک اور فاضل کیوں نہ ہو) بے خطا نہیں ہے لیکن اس مقام پر ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کو مبارک مریم کے بے داغ حمل میں آنے کی بابت شُبہ کرنے کا اختیار تھا۔ کیونکہ ایسے بڑے مضمون پر بحث کرنے کے لئے کلیسیا نے اجازت دی تھی۔ اور ابھی تک اس مسئلہ پر کلیسیا نے اپنا کوئی قطعی فیصلہ نہیں دیا تھا پھر ہم کو یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ اُنہوں نے مبارک مریم کے بیداغ حمل میں آنے کی بابت اپنی تعلیم میں اپنی شخصی رائے دی۔ نہ کہ کلیسیا کے اصُول کی تعلیم۔ ہم مقدس ٹامس کی تصنیفات میں دیکھتے ہیں۔ کہ وہ مبارک کنواری مریم کے بیداغ حمل میں آنے کی بابت بہت پس و پیش میں تھا۔ (ملاؤس ایما کیولیٹ کنسپشن۔ کتاب صفحہ ۲۲۴) مقدس برنارڈ اپنے خط کو اس طرح ختم کرتا ہے۔ کہ میں اس سب کو بڑے ادب سے لوگوں کی تحریری رایوں پر چھوڑتا ہوں۔ مگر سب سے زیادہ میں اپنی رائے کو رُومی کلیسیا کے اتفاقیہ اور فیصلے پر موقوف رکھتا ہوں۔ اور اگر میری رائے اس کی تعلیم کے موافق نہیں ہے۔ تو میں اپنی رائے

کی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہوں"؛

س۔ اگر مریم کا بیداغ حمل میں آنا۔ اُس وقت تک ایک اُصولِ دین نہ تھا۔ تو پھر کیوں وہ ایک اصولِ دین قرار دیا گیا؟

ج۔ جس وقت کلیسیا میں کسی مذہبی سچائی کی بابت جھگڑے اور تنازعات ہوتے ہیں۔ اور اُن جھگڑوں کو ہادیانِ دین اور عالمانِ علم الٰہی آپس میں طے نہیں کر سکتے۔ اور مسیحی اشخاص اپنے روایتی اعتقاد کی بابت حیران ہوتے ہیں۔ اُس وقت ان جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے ہر دو ہادیانِ دین اور ایماندار پاپائے اعظم سے مرافعہ کرتے ہیں۔ کیونکہ یسوع مسیح نے مقدس پاپائے اعظم کو اس لئے مقرر کیا ہے۔ کہ وہ اپنے بھائیوں کو ایمان میں مستحکم کرے۔ پھر یسوع مسیح نے وعدہ کیا ہے۔ کہ مقدس پطرس اور اس کے جانشینوں کا ایمان جاتا نہ رہے گا۔ اور اُن کا خاص فرض یہ ہے۔ کہ وہ بھیڑوں اور برّوں کو چرائیں۔ چار صدیوں سے زیادہ مدت گذری۔ (خاص کر باسلس کی مجلس کے وقت سے جو ۱۴۳۹ء میں منعقد ہوئی تھی) کہ بشپ اور پادری۔ مسیحی قوموں کے بادشاہ اور شہنشاہ دل و جان سے پوری انکساری کے ساتھ روما کے پاپائے اعظم سے التجا کیا کرتے تھے۔ کہ قطعی طور سے اس بات کا فیصلہ ہو جائے۔ کہ مبارک کنواری مریم کا بیداغ حمل میں آنا کاتھولک ایمان میں ہے؟ آخرکار پوپ پایوس نہم نے خدا پر بھروسہ کر کے۔ کہ مناسب وقت آگیا ہے۔ سنجیدگی سے یہ فتوٰے دیا۔ کہ پس اگر کوئی کسی اور طرح سے خیال کرنے کی جُراُت کرے (یعنی ایمان لائے) تو اُس کو یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی ہی رائے سے تقصیروار ٹھیرایا گیا ہے۔ اور اس کے ایمان کا بیڑا غرق ہو گیا ہے۔ اور کلیسیا کی شراکت سے خارج کیا گیا ہے"؛

س۔ کیا اس بات کی کوئی وجہ ہے۔ کہ کیوں مبارک کنواری مریم کے بیداغ حمل میں پڑنے کا فتوےٰ خدا تعالےٰ نے دورِ حاضرہ تک محفوظ رکھ چھوڑا تھا؟

ج۔ کئی وجوہات ہیں اور وہ بہت اہم ہیں۔ گو وہ سب اب ایسی صریح نہیں ہیں۔ جیسے کہ رفتہ رفتہ ہو جائیں گی۔ اس فتوے سے حسب ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

(اوّل) یہ۔ کہ صادق مسیحی یسوع مسیح کی الُوہیت میں زیادہ مستحکم طور پر یقین کرتے ہیں۔ کیوں کہ یسوع مسیح کی الوہیت ہی نے یہ خاص مراعات اپنی ماں کو عطا کئے۔

(دوم) یہ امر کہ صرف مبارک کنواری مریم ہی موروثی گناہ سے محفوظ اور مُبرا ہے۔ موروثی گناہ کی اصلیت اور ہستی کو بالصراحت واضح کرتا ہے۔

(سوم) یہ فتوے مقدس پاپائے اعظم کی بے خطائی کو مستحکم اور قائم کرتا ہے۔ جو کہ مقدس پطرس کا جانشین ہے کیونکہ اس سے پیشتر پوپ صاحب کی بے خطائی کُل کاتھولک کلیسیا کی رضامندی اور سب لوگوں کے اتفاق رائے سے جیسے کہ اس موقع پر ہوئی مستحکم نہیں ہوئی۔ پس یہ فتوے نہایت موزوں وقت پر ہُوا۔ کیونکہ آج کل مسیح کا ایب سنایا جاتا ہے۔ پاک کلام پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور یسوع مسیح کی اُلوہیت سے بھی علانیہ طور پر انکار کیا جا رہا ہے۔

گذشتہ صدیوں میں بزرگوں نے پیشینگوئی کی تھی۔ کہ مبارک کنواری مریم کے بےداغ حمل میں آنے کے بعد الٰہی فضل کے عجیب و غریب معجزے ہوں گے۔ مگر خدا کی پروردگاری کے بھیدوں کو جاننے کی کوشش کے بغیر بھی انسان یقین کر سکتا ہے۔ کہ اس دن سے کہ جب کلیسیا نے مبارک کنواری مریم کے بےداغ حمل میں آنے کا اعلان کیا۔ تب سے سچا مذہب اچھی طرح دنیا میں پھیلایا جائے گا۔ اور خصوصاً بدعت کی بیخ کنی ہو جائے گی۔ اور میں تجھ میں اور عورت میں اور تیری نسل اور اس کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا۔ اور وہ تیرے سر کو کچلے گی (پیدائش ۳

(۱۵) پنجم۔ کیوں پروٹسٹنٹ مُبارک کنواری مریم کی تعظیم نہیں کرتے اور اُس سے محبت نہیں کرتے

س۔ کیوں یسوع مسیح نے مرتے وقت اپنی ماں کو مقدس یوحنا کے سپرد کیا؟

ج۔ کیونکہ مسیح دوسرے رسولوں کی نسبت مقدس یوحنا کو زیادہ پیار کیا کرتا تھا۔ مقدس یوحنا مقدسہ مریم کو اپنے گھر لے گیا۔ کیونکہ یوحنا بھی مسیح سے بہت محبت رکھتا تھا۔ تب یسوع نے اپنی ماں کو اور اُس شاگرد کو جسے وہ پیار کرتا تھا۔ پاس کھڑے ہوئے دیکھا۔ اور اپنی ماں سے کہا کہ اے عورت دیکھ یہ تیرا بیٹا۔ پھر اس شاگرد سے کہا۔ دیکھ یہ تیری ماں۔ اور اُسی گھڑی وہ شاگرد

اُسے اپنے گھر لے گیا۔" (یُوحنا ۱۹:۲۶ و ۲۷)

اور اسی طرح اُس وقت سے ہمارا مُنجی اپنی ماں کو کاتھولک کلیسیا کے سپُرد کرتا ہے۔ یعنی اُس کلیسیا کے سپُرد جس کو مسیح پیار کرتا ہے۔ اور کاتھولک کلیسیا مریم کو اپنے پاس لے جاتی ہے۔ کیونکہ کاتھولک کلیسیا مسیح سے محبت کرتی ہے۔ اسی طرح اسوقت سے نجات دہندہ اپنی ماں کو ہر ایک سچے مسیحی کو سونپتا ہے۔ اور ہر ایک مسیحی اس کو پیار کرتا ہے۔ اور جتنی سرگرمی کے ساتھ وہ مسیحی مسیح کو پیار کرتا ہے۔ اسی قدر زیادہ مریم مقدسہ کے لئے اپنی فرزندانہ محبت اور تعظیم ظاہر کرتا ہے۔

س۔ کیوں پروٹسٹنٹ اُس عزت کے جو ہم مبارک کنواری مریم کو دیتے ہیں۔ اتنے مخالف ہیں؟

ج۔ اس کا صرف ایک سبب ہے۔ وہ یسُوع مسیح کی ماں سے محبت نہیں کرتے۔ اور نہ اس کی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ وُہ سچ مچ یسُوع مسیح سے محبت نہیں کرتے۔ درحقیقت اپنے سارے دل۔ اپنی ساری جان۔ اور اپنی ساری سمجھ سے بیٹے کو پیار کرنا۔ لیکن اس کی ماں کی عزت نہ کرنا بالکل ناممکن ہے سارے دل و جان سے بیٹے کی پرستش کرنی۔ اور اس کی ماں کی عزت نہ کرنا ناممکن ہے۔

س۔ تم کیوں کہتے ہو۔ کہ یہ ناممکن ہے؟

ج۔ کیونکہ یسُوع مسیح کی ماں بوجہ تجسّم کے راز میں شریک ہونے کے اپنے بیٹے سے بالکل جدا نہیں ہو سکتی۔ مسیحی مذہب کی اصلیت یسُوع مسیح پر جو سچّا خدا اور سچّا انسان ہے۔ اور جو ہمارے لئے مصلوب ہُوا۔ ایمان لانا ہے۔ اگر تم اس کی الٰہی یا انسانی ذات کو علیحدہ کر دو گے۔ اگر تم ابتدائی بدعتیوں کے مطابق خیال کرو گے۔ کہ خدا صرف صورت میں انسان بنا۔ یا انسان خدا بن گیا۔ دونوں حالتوں میں مسیحی مذہب کی اصلیت جاتی رہے گی۔ اب اقدس تثلیث کا دوسرا اقنوم یسُوع مسیح ہے۔ صرف اس وجہ سے (یسُوع مسیح حقیقی خدا۔ اور حقیقی انسان ہے) کہ وُہ مریم کا حقیقی فرزند ہے۔ کیونکہ مریم میں کلام مجسّم ہُوا (یُوحنا ۱:۱۴) یعنی اس ہی سے یسُوع مسیح پیدا ہُوا۔ اور چونکہ یسوع مسیح مریم کا حقیقی بیٹا ہے۔ اس لئے وُہ ہماری طرح آدم کا بیٹا ہے۔ اور ہمارا بھائی ہے۔ وہ شخص جو یقین کرتا ہے۔ کہ یسُوع مسیح حقیقی خدا ہے۔ اس کو یہ بھی ماننا پڑتا ہے۔ کہ اُس کی ماں خدا کی ماں ہے۔ جب تک کہ یہ نہ مانا جائے۔ کہ کلام مجسّم مریم کی ہڈی سے ہڈی۔ اس کے گوشت سے گوشت۔ اس کے خون سے خُون بنا۔ یہ بھی نہیں مانا جائیگا کہ مصلوب شدہ بدن جسے ہم نے پاک شراکت میں کھانا ہے۔ اس کے جسم کا حصہ تھا۔ کہ جو خون کلوری

پر بہایا گیا۔ اور آخری قطرہ تک بہایا گیا۔ اور جسے ہم نے پینا ہے۔ وہ مریم ہی کا خون تھا۔ اور یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جو توہین اس کے فرزند کی ہوتی ہے۔ وہی اس کی ہوتی ہے۔ پس خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ جو توہین ہم ماں کی کرینگے۔ وہی توہین بیٹے کی بھی کریں گے یعنی ماں کی توہین کرنے سے بیٹے کی توہین لازماً ہوتی ہے۔

س۔ کیا کوئی اور وجہ بھی ہے؟

ج۔ ہاں۔ کل مخلوقات میں صرف مبارک کنواری مریم ہی تھی۔ جو نجات دہندہ کو انتہا پیار کرتی ہے۔ نو مہینے مریم مقدسہ۔ یسوع مسیح کو اٹھائے پھری۔ مریم بیت اللحم کی چرنی میں یسوع کے ساتھ تکلیف سہتی ہے اس کے معصوم بدن پر روئی ہے۔ اور اس کے آنسو پونچھتی ہے۔ جب یسوع کا ختنہ ہوتا ہے۔ تو مریم اداس ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ مصر کو جاتی ہے۔ تیس سال تک اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اور اس کی الہٰی صحبت سے تقدیس حاصل کرتی ہے۔ مریم یسوع کی کل تکلیف اور دکھوں میں شریک ہوتی ہے۔ اس کی مصیبتوں میں مریم کا دل ہر ایک زخم سے جو اس پر لگے چھیدا جاتا ہے۔ اور مریم کے آنسو خون کے ہر ایک قطرے سے جو یسوع نے بہایا مخلوط ہوتے ہیں۔ اور جب سب شاگرد یسوع کو چھوڑ کر چلے گئے۔ مریم ہی صلیب کے پاس کھڑی رہتی ہے۔ یسوع اپنی جان کندنی کے وقت اپنی ماں کے لئے متفکر ہوتا ہے۔ اور اپنے آخری دم وہ مریم کو مقدس یوحنا کی نگرانی میں سونپتا ہے۔ مریم ہی یسوع کی زخمی اور خون آلودہ لاش کو اپنی گود میں لیتی ہے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے اس کو قبر میں رکھا۔ ماتم کرتی ہے۔ مریم پنتیکوسٹ کے دن رسولوں کے درمیان موجود تھی۔ اور مریم ہی سے رسول تجسم۔ الیسبات کی ملاقات۔ یسوع کی پیدائش۔ یسوع کے ختنہ۔ ہیکل میں نذر کئے جانے اور مصر کو بھاگ جانے۔ اور نجات دہندہ کی روزمرہ کی زندگی کے ابتدائی حالات دریافت کرتے ہیں۔ الغرض مریم کی زندگی۔ یسوع کی زندگی سے اور مریم کی تکالیف۔ یسوع کی تکالیف سے ایسی وابستہ ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح کو پیار کرنا۔ اور ساتھ ہی اس کی ماں کو نہ پیار کرنا ناممکن ہے۔

س۔ کیا اس قول کو کہ بغیر ماں کو پیار کرنے کے بیٹے کو پیار کرنا ناممکن ہے۔ کوئی اور حقیقتیں بھی تقویت دیتی ہیں؟

ج۔ ہاں دوسری حقیقتیں بھی تقویت دیتی ہیں۔ ابھی ہم مقدس یوحنا کی مثال دیکھ چکے ہیں۔ جو مسیح کا عزیز شاگرد تھا۔ کلیسیا کی تاریخ اس بات کو ثابت کرتی ہے۔ کہ ایسا حال ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ کہ ہر زمانے

اور ہر ملک میں جن شخصوں نے دل و جان سے یسوع مسیح کو پیار کیا۔ اور جنہوں نے یسوع کے لئے تکلیفیں اٹھائیں اور خون بہائے ہیں۔ وہ ہمیشہ اس کی ماں کے وفادار بچے اور خادم رہے ہیں۔

جلالی بشپ ارینیوس (جس نے دوسری صدی میں بہت سے بت پرستوں کو مسیحی بنایا۔ اور مسیحی ایمان کے لئے اپنی جان اور اپنا خون بہایا) دل و جان سے یسوع مسیح کو پیار کیا کرتا تھا۔ اور اس کی ماں کو بھی۔ علاوہ ازیں وہ ہم کو تعلیم دیتا ہے۔ کہ "مریم کی سفارش پُرتاثیر ہے۔ کنواری مریم کنواری حوا کی ثانی ہوئی ہے"۔

مشہور مقدس اتھاناسیوس جس نے پچاس سال تک مسیح کی الوہیت پر ایمان رکھنے کے باعث بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ حقیقت میں یسوع مسیح کو پیار کیا کرتا تھا۔ اور وہ یسوع کی ماں کو بھی پیار کیا کرتا تھا۔ جیسے کہ اس کی حسب ذیل دعا سے ثابت ہے۔ "اے مبارک کنواری اے یسوع کی پاک ماں، ہمارے لئے شفاعت کر۔ اے خدا کی ماں ہمارے لئے دعا مانگ"۔ بزرگ مقدس آگسٹینس جس کی تمام زندگی نجات دہندہ کے جلال میں صرف ہوئی۔ نہ دل سے یسوع مسیح کو پیار کرتا تھا اور ساتھ ہی وہ اس کی ماں کو بھی پیار کرتا تھا۔ جیسے کہ اس کی حسب ذیل دعا سے ظاہر ہے۔ "اے پاک کنواری! میں نہیں جانتا۔ کہ میں کونسی تعریفوں سے تیری ستائش کروں۔ کیونکہ تو نے اس کو اپنے پیٹ میں رکھا۔ کہ جس کو آسمان بھی اپنے میں سما نہ سکتے" (اگسٹینس کا مضمون جو اس نے بشارت پر لکھا)

مقدس جان کرسیوسٹم جس نے بہت بت پرستوں کو نجات دہندہ کی طرف پھیرا۔ اور جس نے یسوع کے لئے جلاوطنی اور دیگر اقسام کی بہت تکالیف برداشت کیں۔ سرگرمی کے ساتھ یسوع مسیح کو پیار کیا کرتا تھا۔ اور ساتھ ہی اس کی ماں کو بھی۔ اور اس نے بڑی سرگرمی اور جوش سے مریم مقدسہ کے افضل ترین رتبہ کی نسبت حسب ذیل تعریف و توصیف کی ہے"۔ مریم تمام دیدنی اور نادیدنی مخلوقات کے درمیان نہایت افضل پاک ترین اور جلالی ہے۔ وہ خدا کی خادمہ اور اس کی ماں ہے۔ اے ماں اور کنواری۔ خدا تعالیٰ کا تخت سلام۔ ہمارے لئے اپنے بیٹے خداوند یسوع مسیح سے دعا کر"۔

ہندوستان کا بزرگ رسول مقدس فرانسس زیویر جس نے ہمارے منجی کے لئے بہت تکلیفیں اٹھائیں اور محنت کی۔ اور جس نے سات لاکھ سے زیادہ بت پرستوں کو نو مرید کیا۔ بڑی سرگرمی سے یسوع

مسیح اور اس کی ماں کو پیار کرتا تھا۔ جیسے کہ مقدس مذکور کہتا ہے۔ کہ میں نے مریم کو اپنا مربی بنایا ہے۔ تاکہ وہ میرے لئے میرے گناہوں کی معافی مانگے" اپنے مرتے دم بھی مقدس فرانسس زیویر مریم کو نہ بھولا اور یسوع مسیح سے یہ دعا مانگنے کے علاوہ کو "اے یسوع داؤد کے بیٹے مجھ پر رحم کر" اس نے اکثر مبارک کنواری سے بھی دعا مانگی۔ کہ اے مریم تو ظاہر کر۔ کہ تو میری ماں ہے" (سوانح مقدس فرانسس زیویر)

سب کاتھولک پریسٹ جنہوں نے ہمارے وقتوں میں چین۔ ٹانگنگ۔ کوچن چائینا۔ کوریا وغیرہ کے بت پرست ملکوں میں جا کر یسوع مسیح کی خاطر اپنے خون اور جان سے شہادت دی ہے۔ بلاشبہ یسوع مسیح کو پیار کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی وہ ہمارے نجات دہندہ کی مبارک ماں کو بھی پیار کرتے تھے۔ اور وہ سب اس کے دیندار فرزند تھے۔ شہیدوں میں سے ہر ایک شخص نے مریم کی تسبیح پڑھی ہے۔ اور وہ سب جو مسیحی مذہب کا حفظ کرنے اور پھیلانے کے لئے غیر ممالک میں جاتے رہے۔ اور جو یسوع مسیح کے لئے اپنا خون بہا دینے کے لئے تیار رہے۔ ہمیشہ مبارک کنواری مریم کی تسبیح پڑھتے تھے

برعکس اس کے پروٹسٹنٹ پادری صاحبان مبارک کنواری مریم کی توہین کرتے ہیں۔ اور اسکی توہین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے دل آزار رسالے مریم اور کاتھولک لوگوں کے خلاف چھاپتے ہیں۔ اور اس مقدسہ کی بے عزتی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور وہ بڑی بے شرمی اور منہ زوری سے یہ بہتانِ عظیم کاتھولک لوگوں پر لگاتے ہیں۔ کہ وہ مریم کی پرستش کرتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ وہاں ہی زیادہ ہوتا ہے۔ جہاں برٹش فوج ان کی حفاظت کرتی ہے۔ غیر قوموں کے ملکوں میں جہاں ایذا رسانی کا زور رہتا ہے۔ "مریم کی پرستش" کے ٹریکٹ اور رسالے پائے نہیں جاتے مثلاً کیا وجہ ہے کہ ہندوستان میں کیتھولک پریسٹ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ ان پروٹسٹنٹوں کے حملوں کا جو وہ مقدسہ مریم کے خلاف کرتے ہیں۔ جواب دیں اگرچہ ہزارہا ان رسالوں اور کتابوں کے جواب دیئے جا چکے ہیں۔ اور ٹانکن اور کوریا میں جہاں کیتھولک پریسٹ وہی تعلیم دیتے ہیں۔ کہ وہ یسوع مسیح کی پرستش کریں۔ اور حضرت مریم مقدسہ کی عزت و تعظیم کریں۔ بالکل جواب نہیں دینا پڑتا۔

س۔ تم ان سب باتوں سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

ج۔ اس بارے میں ہزارہا شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر اس وقت ہم مذکورہ بالا ہی پر اکتفا

کرتے ہیں۔ تاکہ وہ اشخاص جن میں تعصب نہیں۔ وہ اُسے تسلیم کریں۔ کہ مسیحی مذہب کے شروع ہی سے ایسا کوئی شخص نہیں پایا جاتا۔ جو حقیقت میں یسوع مسیح کو تو پیار کرتا ہو۔ اور اس کی ماں مریم کو پیار نہ کرتا ہو اور اس کی عزت نہ کرتا ہو۔

س۔ ایسے ملک میں جہاں پروٹسٹنٹ پادری ہر روز خدا کی ماں اور کیتھولک لوگوں کی محض اس وجہ سے کہ کیتھولک لوگ مریم سے مناجات کرتے ہیں، توہین اور بے عزتی کرتے ہیں۔ کیا کرنا چاہیئے؟

ج۔ ان کو ہمیشہ اپنے دل اور زبان سے فرشتے اور خدا کی کلیسیا کے حسب ذیل شیریں الفاظ نکالنے چاہئیں۔ سلام اے مریم۔ پُرفضل۔ خداوند تیرے ساتھ ہے۔ مبارک تو عورتوں میں۔ اور مبارک تیرے پیٹ کا پھل یسوع۔ اے حضرت مریم خدا کی ماں دعا کر۔ ہم گنہگاروں کے واسطے۔ اب اور ہماری موت کے وقت۔ آمین۔

تیسرا باب

گنہگار کا راستباز ٹھیرایا جانا ایمان اور نیک اعمال

اوّل:۔ راستباز ٹھیرائے جانے کا بیان

س۔ راستباز ٹھیرایا جانا کیا ہے؟

ج۔ یہ ایک فضل ہے۔ جو ہم کو گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ اور ہم کو خدا کا متبنّٰی بیٹا۔ دوست اور آسمان کی بادشاہت کا وارث بناتا ہے۔

س۔ ہم کو راستباز ٹھیرائے جانے کی کیوں ضرورت ہے؟

ج۔ اس وجہ سے کہ ہم سب گنہگار ہیں۔ پاک کلام کے مطابق نوزاد بچہ بھی گناہ سے پاک نہیں ہوتا بلکہ ہمارے پہلے والدین کے گناہ کا حقدار اور شریک ہوتا ہے۔

س۔ کیا گنہگار اپنے ایمان یا نیک اعمال سے راستباز ٹھیرائے جانے کے فضل کا مستحق ہو سکتا ہے؟

ج۔ نہیں۔ کیونکہ جب انسان گناہ کبیرہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس کا ایمان اور اس کے نیک اعمال مردہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس لئے یہ مردہ ایمان اور اعمال گنہگار کو راستباز نہیں ٹھیرا سکتے

س۔ پھر گنہگار کیسے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے؟

ج۔ وہ محض یسوع مسیح کے ثواب اور خوبیوں کے وسیلے محض خدا کے رحم سے بلا کسی معاوضہ کے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے۔ کیونکہ صرف یسوع مسیح نے اپنی مصیبتوں اور موت سے ہم کو خدا کا درست بنایا ہے۔

س۔ کیا فرشتے ہمارے لئے کفارہ نہیں دے سکتے؟

ج۔ نہیں۔ کل فرشتے بھی ایک گناہ کا کفارہ نہیں دے سکتے۔ کیونکہ ایک گناہ کرنے سے جو توہین خدا تعالےٰ کی ہوتی ہے۔ وہ بےحد اور لا انتہا ہوتی ہے۔ اس لئے صرف ایک بیش قیمت الٰہی برہ ہی اس گناہ کا کفارہ دے سکتا ہے۔

س۔ راستباز ٹھیرائے جانے کے مضمون پر کن کن باتوں میں پروٹسٹنٹ لوگ ہم سے متفق ہیں؟

ج۔ سوسی نی انس اور یونی ٹیری انس اور چند دیگر فرقوں کے سوائے بہت سے پروٹسٹنٹ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہمارے پہلے والدین کے گناہ کی وجہ سے کل بنی نوع انسان ہلاکت کی حالت میں پڑ گئے اور کوئی شخص خدا کی ذات کے سوائے ہمارے لئے یہ کفارہ نہیں دے سکتا تھا۔ اور نہ نجات بخش سکتا تھا۔ پھر وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ خدا کا بیٹا انسان بنا۔ اور اس نے ہماری نجات کے لئے تکلیف اٹھائی اور اس کے خون سے ہم پھر خدا کے بیٹے اور آسمان کی بادشاہت کے وارث بنائے گئے۔ لیکن راستباز ٹھیرائے جانے اور دیگر مسائل کی بابت پروٹسٹنٹ گمراہی میں مبتلا ہیں۔ اور ہم ان کی اس گمراہی کو مفصل طور پر بیان کریں گے۔